میرے حامد رضا عاشقِ مصطفیٰ
نائبِ اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام

تذکرۂ جمیل

۱۴۰۸ھ

سوانح حضرت حجۃ الاسلام

از حضرت علامہ مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ

خوشتری پبلی کیشنز

تذکرۂ جمیل

۱۴۰۸ھ

حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب قادری رضوی بریلوی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

سوانح حیات

اور نعتیہ اشعار پر مبنی مایہ ناز منفرد کتاب

نگارش

حضرت مولانا محمد ابراہیم خوشترؔ صدیقی قادری رضوی، سنی رضوی اکاڈمی ماریشس

بانی وسربراہ سنی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل

تکمیل آرزو

حضرت علامہ مولانا مفتی تقدس علی خاں صاحب قبلہ علیہ الرحمہ

توثیق جلیل

ادیب شہیر شمس الحسن حضرت شمسؔ بریلوی

نظر ثانی

صدر العلماء حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ مفتی محمد تحسین رضا خاں صاحب قبلہ

شیخ الحدیث جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

ناشر

رضائے خوشتر فاؤنڈیشن

شاہ حامد رضا پیشوائے زمن
ذکر اس کا ہے اب بھی چمن در چمن

نام تھا اس کا حامد وہ محمود تھا
ذات تھی اس کی تنہا مگر انجمن

آئینہ بندیاں

۱	تعارف	۷
۲	تذکرۂ جمیل کی توثیق جلیل	۱۱
۳	جلوۂ آرائیاں	۲۶
۴	حسنِ انتساب	۷۶
۵	صدائے بازگشت	۷۸
۶	تذکرۂ جمیل کی روایاتی سندیں	۸۰
۷	بریلی کہاں ہے؟	۸۲
۸	سراپائے کمال	۸۴
۹	حیات عالی قدر حجۃ الاسلام ایک نظر میں	۸۵
۱۰	تاریخی پس منظر	۸۸
۱۱	حافظ کاظم علی خاں تحصیلدار (سٹی مجسٹریٹ)	۹۱
۱۲	قدوۃ الواصلین حضرت مولانا رضا علی خاں	۹۲
۱۳	خاتم المحققین مولانا نقی علی خاں	۹۴
۱۴	امام احمد رضا کی سوانح زندگانی انھیں کی زبانی	۹۶
۱۵	شہید محبت کی دنیا سے رحلت	۱۰۰
۱۶	نمودِ صبح	۱۰۱
۱۷	عہدِ طفلی	۱۰۲
۱۸	تعلیم و تربیت	۱۰۳
۱۹	مدّت تربیت	۱۰۵
۲۰	خاندانِ رضا کی مدت فتویٰ نویسی	۱۰۶
۲۱	جلسۂ دربار حق و ہدایت میں حجۃ الاسلام کی شرکت	۱۱۳
۲۲	حامد رضا نائب امام احمد رضا	۱۱۴

۲۳	حج وزیارت	۱۱۶
۲۴	امام احمد رضا کی معیت وخدمت میں حامد رضا	۱۱۷
۲۵	قضاوقدر کا فیصلہ	۱۱۹
۲۶	سرعتِ تحریر	۱۲۱
۲۷	تمہید رسالہ الاجازۃ المتینۃ لعلماء بکۃ والمدینۃ	۱۲۵
۲۸	الدولۃ المکیہ کا شاہکار اردو ترجمہ	۱۳۸
۲۹	تقریظِ منظوم کا منظوم ترجمہ	۱۴۱
۳۰	کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم	۱۴۶
۳۱	الولد سرّ لابیہ	۱۵۳
۳۲	تاریخ گوئی	۱۵۵
۳۳	وظیفۂ روز وشب	۱۵۸
۳۴	حجۃ الاسلام بانی منظر اسلام	۱۶۱
۳۵	حجۃ الاسلام منظر اسلام میں بحیثیت محدث بریلوی اور صدر المدرسین	۱۶۵
۳۶	دار العلوم منظر اسلام کا شاندار اجلاس	۱۶۷
۳۷	مشاہیر خلفا	۱۶۸
۳۸	تصنیفات	۱۷۰
۳۹	اسفار	۱۷۱
۴۰	نقل مفاوضہ عالیہ امام بریلوی قدس سرہٗ بنام مولوی اشرف علی تھانوی	۱۷۳
۴۱	یکسر ہزار سودا	۱۷۸
۴۲	اے تماشا گاہِ عالم روئے تو	۱۸۲
۴۳	لاہور کا فیصلہ کن مناظرہ	۱۸۳
۴۴	مناظرہ میں علما ومشائخ اہلسنت کا ہجوم	۱۸۴
۴۵	’’مرا دین پارۂ ناں نہیں‘‘	۱۸۵
۴۶	ملّتِ بیضا کے لئے خون کا نذرانہ	۱۸۷
۴۷	شجرۂ نسب	۱۸۸

۴۸	نبیرۂ اکبر کی ولادت باسعادت	۱۸۹
۴۹	دارالعلوم منظر اسلام ماہنامہ اعلیٰحضرت بریلی اپنے پس منظر میں	۱۹۳
۵۰	نبیرۂ اصغر کی ولادت باسعادت	۱۹۶
۵۱	نبیرۂ اکبر حجۃ الاسلام	۱۹۷
۵۲	مولانا ضیاء الدین احمد قادری	۱۹۹
۵۳	معاصر	۲۰۶
۵۴	مولانا حبیب الرحمٰن خاں شیروانی	۲۰۶
۵۵	مولانا شاہ عبدالباری فرنگی محلی لکھنؤ	۲۰۷
۵۶	مولانا رحم الٰہی مظفر نگری	۲۰۷
۵۷	مولانا شاہ عبدالسلام جبلپوری	۲۰۸
۵۸	مولانا امجد علی اعظمی	۲۰۸
۵۹	مولانا عبدالاحد محدث پیلی بھیتی	۲۱۰
۶۰	تلامذہ	۲۱۱
۶۱	احوالِ پاکیزہ مکرم مفتی اعظم	۲۱۲
۶۲	علامہ حسنین رضا خاں بریلوی	۲۱۷
۶۳	حضرت مولانا تقدس علی خاں	۲۱۸
۶۴	مولا مفتی محمد اعجاز ولی خاں رضوی بریلوی	۲۲۰
۶۵	محدث اعظم پاکستان مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد	۲۲۲
۶۶	نائب اعلیٰ حضرت کی رحلت	۲۳۲
۶۷	حضرت حجۃ الاسلام کے سلاسل طریقت	۲۳۴
۶۸	حضرت حجۃ الاسلام کا شجرۂ طریقت	۲۳۵
۶۹	مرشد گرامی	۲۴۸
۷۰	چار یار	۲۵۳
۷۱	بیاض پاک حجۃ الاسلام	۲۵۵
۷۲	نذرانۂ عقیدت بارگاہ سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ از مصنّف	۲۷۱

تعارف مصنف

ماخوذ از ”مفتی اعظم اور ان کے خلفاء“

ولادت

سیاح عالم حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ محمد ابراہیم خوشتؔر رضوی بن محمد صدیق مرحوم اعلیحضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہٗ کے وصالِ پر ملال ۲۵ رصفر المظفر ۱۳۴۰ھ کے ۸ سال ۷ ماہ چھ دن بعد ۶ رشوال المکرم بروز ہفتہ ۱۳۴۸ھ مغربی بنگال چوبیس پرگنہ کے ریلوے جنکشن نبڈیل میں پیدا ہوئے۔

تعلیم وتربیت

علامہ مولانا محمد ابراہیم خوشتر رضوی کی تعلیم کا آغاز مشہور ریلوے ورکشاپ شہر جمال پور ضلع مونگیر بہار سے ہوا۔ ابتدائی تعلیم اردو، فارسی، حساب و کتاب کے علاوہ حفظ قرآن مجید کی تکمیل یہیں حافظ نصیر الدین سے کی۔ علامہ خوشتؔر کی زندگی کی صرف دس بہاریں گزری تھیں کہ حفظ قرأت وتجوید کی سعادت لازوال سے مالامال ہو گئے۔

علامہ محمد ابراہیم خوشتر مولانا احسان علی رضوی مظفر پوری کی معیت اور ان کی سرپرستی میں بریلی شریف آئے اور یہاں پر دار العلوم منظر اسلام، دار العلوم مظہر اسلام بریلی میں تعلیمی وابستگی اختیار کی۔ حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، نحو، صرف وغیرہ علوم وفنون میں کمال حاصل کیا۔

مولانا غلام یزدانی رضوی اعظمی کے ایما پر آپ جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد پہنچے اور وہاں محدّثِ اعظمِ پاکستان مولانا سردار احمد رضوی کی خدمت میں حاضر ہو کر خصوصیت کے ساتھ کتب حدیث کا دورہ کیا، اور مظہر اسلام فیصل آباد سے سند فراغت حاصل فرمائی۔

اساتذہ کرام

علامہ خوشتر رضوی کے اساتذہ میں وہ آفتاب و ماہتاب زمانہ ہیں جنکا چرچہ آج عالم میں ہو رہا ہے۔ جو علم و فضل، زہد و تقویٰ، ریاضت و عبادت اور میدان افتاء میں کامل و اکمل ہیں۔

۱۔شہزادۂ اکبر اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام مولانا مفتی محمد حامد رضا قادری بریلوی۔

۲۔تاجدار اہلِ سنت مفتی اعظم مولانا الشاہ مصطفےٰ رضا نوری بریلوی۔

۳۔ادیب عصر ابو المعانی مولانا ابرار حسن رضوی تلہری مدیر ماہنامہ یادگارِ رضا بریلی۔

۴۔بحر العلوم حضرت مولانا مفتی سید محمد افضل حسین رضوی مونگیری۔

۵۔محدث اعظم بریلی علامہ مولانا ابو الفیضان محمد احسان علی رضوی مظفر پوری۔

۶۔نبیرۂ اعلیحضرت مفسر اعظم ہند مولانا محمد ابراہیم رضا جیلانی بریلوی۔

۷۔محدث اعظم پاکستان مولانا ابو الفضل محمد سردار احمد رضوی بانی جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد۔

۸۔ استاذ العلماء مولانا مفتی تقدس علی خاں رضوی بریلوی شیخ الحدیث جامعہ راشدیہ پیر جو گوٹھ۔

۹۔ حضرت علامہ مولٰینا غلام یزدانی رضوی اعظمی سابق مدرس دار العلوم مظہر اسلام بریلی۔

۱۰۔ ادیب شہیر مترجم کتب متعددہ علامہ شمس الحسن شمس بریلوی مقیم کراچی۔

درس وتدریس

علامہ ابراہیم خوشتر ۱۹۵۲ء میں بریلی شریف سے فیصل آباد پہنچے اور تدریسی زندگی کا آغاز گوجر خاں ضلع راولپنڈی سے کیا۔ پھر ساہیوال میں ۱۹۶۲ء تک قیام پذیر رہے ان شہروں میں خطابت و امامت کے ساتھ دار العلوم رحمانیہ گوجر خاں، جامع شرقیہ رضویہ ساہیوال کے اہتمام اور درس وتدریس کی خدمت بھی متعلق رہی۔

علامہ خوشتر ۱۹۶۳ء میں خطیب کی حیثیت سے کولمبو (سیلون) تشریف لے گئے۔ یہاں پر صرف چند ہی ماہ میں خانقاہی فتوحات کا دروازہ کھل گیا۔ یہاں پر بھی تدریسی سلسلہ شروع کیا۔ آپنے حلقۂ ذکر وفکر کا غلغلہ بلند کیا۔ اور بہت سے افراد کو سلسلۂ رضویہ میں داخل فرمایا۔

بیعت وخلافت

علامہ محمد ابراہیم خوشتر بڑی خوبیوں کے حامل ہیں۔آپنے محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد رضوی کی معیّت میں پہلاحج کیا۔ کراچی کے زمانہ قیام میں حکیم الاسلام مولانا حسنین رضا رضوی بریلوی کی صحبت وخدمت حاصل رہی۔ مدینہ طیبہ میں قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی رضوی کی خدمت میں ۵۴ دن حاضر رہ کر فیض باطن اوراجازت بیعت سے مالا مال ہوئے۔ کولمبو (سیلون) سے واپسی پر بریلی شریف کی حاضری سے شرفیاب ہوئے اور حضور مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا نوری بریلوی قدس سرہٗ نے اپنی اجازت وخلافت سراپا کرامت عطا فرمائی اور سند خلافت پر ''ولد اعز'' لکھکر نشان منزل بھی دیدیا اور اپنا دیوان ''سامانِ بخشش'' بھی علامہ خوشتر کو عطا فرمایا۔

علامہ خوشتر کو حجۃ الاسلام مولانا مفتی محمد حامد رضا بریلوی نے بھی اجازت عطا فرمائی اور قیام کراچی کے دوران مفسرِ اعظم ہند مولانا محمد ابراہیم رضا بریلوی نے بھی آپکو سلسلۂ قادریہ رضویہ حامدیہ میں اجازت سے سرفراز فرمایا۔

عالمی سیر وسیاحت

حضرت علامہ محمد ابراہیم خوشتر رضوی ۱۹۶۳ء میں کولمبو اور ۱۹۶۵ء کو ماریشس سربراہ امور مذہبیہ کی حیثیت سے مقیم رہے۔ جامع پورٹ لوئس مسجد (افریقہ) میں امامت وخطابت کے ذریعہ رشد و ہدایت، تبلیغ و اشاعت کا شاندار آغاز کیا ۔۔۔ امام احمد رضا بریلوی کے نام کا تعارف اور کام کی ہمہ گیر اشاعت آپ کی زندگی کا مقصد زرّیں ہے۔

۱۹۶۹ء میں ماریشس سے مع اہل وعیال حج وزیارت کی سعادت حاصل کی۔ اور آپ کو مشرق وسطیٰ کی سیاحت کا موقع میسر آیا۔ ۱۹۷۲ء میں کراچی پھر ۱۹۷۳ء میں کولمبو سیلون پہنچے اور اس سال تیسری بار حج وزیارت کا موقع ملا۔ شام وعراق کے مزارات کی زیارت کرتے ہوئے شہنشاہ بغداد غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے حضور حاضر ہوئے۔ بعدہٗ ماریشس کی طرف کوچ کیا۔ قضا وقدر کے فیصلے کے مطابق پھر پاکستان تشریف لائے۔ اور یہاں سے ۱۹۷۵ء میں برطانیہ کا تبلیغی سفر اختیار کیا۔ اور اس طرح مسلک امام احمد رضا بریلوی کا فیضان یورپ تک

پہنچا۔علامہ خوشتر کی بدولت یورپ کے ہر علاقہ میں عرس قادری رضوی، یوم امام احمد رضا کی دھوم مچ گئی۔

علامہ ابراہیم خوشتر نے ۱۹۹۰ء/ ۱۴۱۰ھ میں پیرس کا تبلیغی سفر فرمایا اور یہاں پر ہونے والے گیارہویں اور محرم کے پروگراموں میں شرکت کی اور امام احمد رضا بریلوی کا پیغام سنایا۔ علامہ خوشتر اس وقت مانچسٹر برطانیہ میں قیام گزیں ہیں اور مسلک اہلسنت کا کام پوری دنیا میں کر رہے ہیں۔

شعروشاعری

حضرت علامہ محمد ابراہیم خوشتر شعروشاعری کے میدان میں بھی ایک اہم مقام رکھتے ہیں۔ آپ نے شعر گوئی تاجدارِ علم وفن مفتی اعظم قدس سرہٗ سے سیکھی۔یہی وجہ ہے کہ آپ کے کلام میں وہ چاشنی پائی جاتی ہے جو دوسرے شعرا کے مقابلے میں درجہ اتم کا درجہ رکھتی ہے۔تخلص ''خوشتر'' اختیار کیا۔مفتی اعظم کے وصال پر ملال پر ۱۴۰۲ھ میں ''فراق مفتی اعظم ہند'' (۱۹۸۱ء) کے عنوان سے ایک تاریخی منقبت کہی جو ۳۵؍اشعار پر مشتمل ہے،نمونہ کے طور پر چند شعر ملاحظہ ہوں۔

ؔ کیا بتاؤں کون کیسا مقتدا جاتا رہا — مقتدا کرتے تھے جس کی اقتدا جاتا رہا
خوبصورت خوب سیرت خوش لقا جاتا رہا — خوبیِ خوباں کا جو معیار تھا جاتا رہا
احمد نوری نے دی جس کی ولادت کی خبر — اس بشارت کی خبر کا مبتدا جاتا رہا
جس نے دی تھی یہ دعا خوشتر کو خوشتر کر خدا — آہ! وہ خوشتر کا خوشتر خوش ادا جاتا رہا

✪✪✪✪✪✪✪✪✪✪✪✪✪✪✪

تذکرۂ جمیل کی توثیق جلیل

ادیب شہیر حضرت علامہ شمس الحسن صاحب شمسؔ بریلوی کراچی پاکستان

○○○○○○○

افراد کی داستانہائے حیات ہوں یا انفرادی سوانح عمریاں، ان کی نگارش کا طریقۂ کار برصغیر پاک و ہند میں موجودہ صدی ہجری میں شروع ہوا۔ اس سے قبل عربی مؤرخین ہی کے اس طریقے کو اپنایا جاتا تھا اور طبقات ہی کی ہیئت اور نوعیت میں کتب سوانح مرتب کی جاتی تھیں طبقات کے سلسلے میں یہ وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ کوئی ایسا فن نہیں ہے جس پر ان مؤرخین حضرات نے کتب طبقات مرتب نہ کی ہوں۔

تاریخ ملوکیت کے بعد بھی وہ صنف انشاء ہے جو انشا پردازی کی دوسری اصناف سے کامیاب اور مقبول رہی ہے۔ یہ تاریخ نگاری ہی کی ایک نوع خاص ہے۔ طبقات نگاری کا بنیادی اور مرکزی نقطہ فن اسماء الرّجال ہے۔ دوسرے علوم کی طرح علم ''اسماء الرجال'' پر بھی ہمارے اسلاف کرام نے جن کا تعلق عرب و عجم اور ماورائے ہند و پاک سے تھا ایک گرانقدر سرمایہ اپنی یادگار چھوڑا ہے۔ اور آج بھی یہ سرمایہ ہماری دسترس میں ہے۔ اور جب تک فن حدیث باقی ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک باقی رہے گا، یہ فن بھی زندہ رہے گا کہ دونوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ فن اسماء الرجال کا یہ سرمایہ اور اس موضوع پر مرتب ہونے والی تالیفات راویان حدیث مبارکہ کے بہت ہی مختصر احوال پر مشتمل ہیں۔ جس کا سبب یہ ہے کہ لاکھوں راویان حدیث میں سے ہر ایک کے لئے اگر دو یا چار سطریں مخصوص کر دی جائیں تو ان سطور کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہوگی۔ اور ان کے لئے لاکھوں صفحات درکار ہوں گے جن کا انصرام اشاعت ممکن نہیں ہے۔ پس ہر ایک راوی کے لئے ایک دو سطروں کو کافی سمجھا گیا۔ جس میں ان کا اسم گرامی مع کنیت (اگر کنیت ہے) مقام ولادت و مقام وفات اور بحیثیت راوی ان کے سرمایہ اعتبار کو بیان کر دیا گیا ہے۔

تدوین حدیث کا سلسلہ چوتھی صدی ہجری کے اوائل سے ختم ہوگیا۔ قرنہائے ماقبل میں حدیث مبارکہ کی صحت اور اس کے دیگر خصوصیات روایت کے اظہار کے لئے فن اسماء الرجال پر کتب تالیف ہونا شروع ہوگئی تھیں۔ کتب اسماء الرجال کی تالیف و تدوین کے بعد ''طبقات'' پر بھی کتب کی تالیف کا کام شروع ہوگیا۔ چھٹی صدی ہجری سے آٹھویں صدی ہجری کے درمیان طبقات پر جو کتابیں تالیف ہوئیں ان میں یہ کتابیں بہت معتبر سمجھی جاتی ہیں۔ واضح ہو کہ یہ کتب طبقات عمومی پر نہیں ہیں بلکہ طبقات المحدثین پر ہیں۔

① علامہ شیخ ابوالولید یوسف بن عبدالعزیز دبّاغ	م ۵۴۶ھ	طبقات المحدثین
② علامہ حافظ ابن الجوزی	م ۵۷۷ھ	طبقات المحدثین
③ علامہ محدث ابن دقیق العید	م ۷۰۲ھ	طبقات المحدثین
④ علامہ ابوعبداللہ شمس الدین محمد المعروف بہ علامہ ذہبی	م ۷۴۸ھ	طبقات المحدثین
⑤ علامہ تقی الدین محمد بن ابی فہد مکی	م ۸۷۱ھ	طبقات المحدثین

پانچویں صدی ہجری ہی میں طبقات نگاری ایک مستقل موضوع نگارش بن گیا تھا۔ اور اس قدر تیزی سے اس موضوع پر کتب تالیف کی گئیں کہ اگر صرف اس موضوع طبقات ہی پر نگارشات کو شمار کیا جائے تو ان کتابوں سے اسلامی ادب کا ایسا وقیع سرمایہ مرتب ہوجائے گا کہ کوئی دوسری زبان اس کا جواب پیش نہیں کر سکے گی۔

طبقات صحابہ کرام پر تالیف ہونے والی کتب میں طبقات ابن السعد کو اوّلیت کا شرف حاصل ہے کہ یہ تیسری صدی ہجری کی تالیف ہے۔ طبقات ابن سعد کے بعد ''الاستیعاب'' ہے جس کے مصنف امام ابوعمر یوسف بن عبدالبر اندلسی ہیں۔ یہ پانچویں صدی کے اوائل میں مرتب ہوئی۔ طبقات ابن سعد کی طرح ''الاستیعاب'' میں طبقات صحابہ پر مشہور و معتمد کتاب ہے۔ ساتویں صدی ہجری میں طبقات صحابہ پر مرتب ہونے والی مشہور کتاب ''اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ'' ہے۔ جو علامہ ابن اثیر جزری م ۶۳۰ھ کی ایک مقبول اور مستند تصنیف ہے۔ آج بھی اس کا ترجمہ (اردو) دستیاب ہے۔ مصر میں اصل کتاب شائع ہوچکی ہے۔ ''اسد الغابہ'' کے بعد

علامہ ابن حجر عسقلانی کی ''الاصابہ فی تمیز الصحابہ'' ہے۔ جو نویں صدی ہجری کے اوائل میں تالیف ہوئی۔ اور آٹھ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔

جب اصحاب فکر ونظر نے دیکھا کہ صحابہ کرام کے حالات پر (گو وہ مختصر ہی صحیح) بہت کچھ لکھا جا چکا ہے تو انھوں نے حضرات تابعین وتبع تابعین کے احوال کو موضوع نگارش بنایا۔ اس موضوع پر مرتب ہونے والے طبقات میں ان طبقات نے زیادہ شہرت حاصل کی۔

① علامہ خطیب بغدادی	م ۴۶۳ھ	طبقات یا تاریخ بغداد
② علامہ حافظ ابوالقاسم ابن عساکر المعروف ابن عساکر	م ۵۷۱ھ	طبقات یا تاریخ دمشق
③ امام ہمام شیخ عبداللہ یافعی	م ۷۵۰ھ	مراۃ الجنان
④ امام احمد المطلبی	م ۶۶۰ھ	تاریخ حلب
⑤ علامہ عبدالحی بن الحماد حنبلی	م ۱۰۸۹ھ	شذرات الذہب (آٹھ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے)

شذرات الذہب دنیائے علم وادب کی مشہور کتاب ہے۔ اور بعد کے مصنفین کے لئے ایک اہم ماخذ ہے۔ یہ کتاب ہزار سالہ ارباب علم وفضل اور اکابر ملت کا تذکرہ ہے۔

علامہ قاضی احمد بن خلکان	م ۶۸۰ھ	وفیات الاعیان

یہ کتاب حضرات تابعین رضی اللہ عنہم کے احوال و تذکرے سے شروع کی گئی ہے اور ساتویں صدی ہجری کے وسط تک ملّتِ اسلامیہ میں جو اکابر علماء وصلحاء اور ادیب گزرے تھے ان کے سوانح اور تراجم تحریر کئے ہیں۔ طبقات اور سوانح میں یہ بہت ہی معتبر کتاب ہے۔ اب تک طبقات پر جو کتابیں تالیف ہوئیں وہ کسی ایک صدی سے مخصوص نہیں تھیں۔ اب مصنفین اور مؤلفین نے اس عہد میں ایک نئی راہ نکالی اور کئی ایک مصنّف نے کسی ایک صدی کے اکابر، ادبا، فضلا کے احوال کو اپنی تالیف میں منضبط کیا۔ اس سے ایک اہم فائدہ یہ ہوا کہ ہزاروں اسامی کو منضبط کرنے والی طبقات کی تالیف میں احوال بہت ہی اختصار سے قلمبند کئے جاتے تھے اب ایک صدی کے ادباء وفضلاء کی تحقیق نے قدرے تفصیل کی گنجائش پیدا کردی۔

ان طبقات قرونیہ (یا قرن وار طبقات) کا آغاز آٹھویں صدی ہجری کے اکابر و ادبا

وصلحا سے کیا گیا۔ اور

① علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے کتاب کو ''الدرر الکامنۃ فی اعیان المائۃ الثامنۃ'' سے موسوم کیا۔ یہ آٹھویں صدی ہجری کے اکابر واعیان پر مشتمل ہے، چار ضخیم جلدوں پر تمام ہوتی ہے۔

② علامہ حافظ محمد بن عبد الرحمٰن سخاوی م ۹۰۲ھ ''الضوء اللامع لاھل القرن التاسع'' کے نام سے موسوم ہے۔ نصف صدی ہجری کے علماء وفضلاء اور اکابر کے احوال پر مشتمل ہے بارہ جلدوں پر مشتمل ہے۔

③ علامہ حافظ نجم الدین دمشقی م ۱۰۶۱ھ ''الکوکب السائرہ فی اعیان المأۃ العاشرہ''۔

④ علامہ محمد بن المحیتمی دمشقی م ۱۱۱۱ھ ''خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر'' بارہ جلدوں پر مشتمل ہے

⑤ علامہ الحنبل المراری دمشقی م ۱۲۰۵ھ ''سلک الدُّرر فی اعیان القرن الثانی عشر''۔

⑥ علامہ شیخ عبد الرّزاق البیطار دمشقی م ۱۲۳۵ھ ''حلیۃ البشر فی اعیان القرن الثالث عشر''۔

⑦ علامہ راغب طبّاخ م ۱۳۷۰ھ اعلام النبلاء

اعلام النبلاء نے قبول عام کی سند حاصل کی، حلب کے ان اکابر مصنّفین اور اکابر علماء کے احوال پر مشتمل ہے جن کا تعلق تیرہویں صدی ہجری اور وسط قرن چہادہم ہجری سے تھا۔ جو مملکت شام سے تعلق رکھتے تھے۔ تیرہویں صدی ہجری کے اعیان و اکابر پر ایک اور مشہور کتاب شائع ہوئی جس کے مصنّف

⑧ علامہ شیخ جمیل شافعی دمشقی م ۱۳۷۵ھ ہیں۔ کتاب کا نام ''روض البشر فی اعیان قرن الثالث عشر'' ہے۔

⑨ علامہ محمود شکری آلوسی م ۱۳۴۲ھ المسک الاذفر۔

یہ طبقات پر بہت مشہور کتاب ہے تیرہویں صدی اور چودہویں صدی کے اوائل تک جو اکابر علماء بغداد میں گزرے ہیں ان کے سوانح اور احوال پر مشتمل ہے۔

مصر وشام وعراق وحجاز کے اکابر علما اور مصنفین کے احوال بھی بعض کتب تالیف ہوئیں، ان میں مصر کے مشہور ادیب جرجی زیدان کی کتاب طبقات پر ''اشہر مشاہیر الشرق'' بہت پسند کی گئی۔

یہ طبقات مذکورہ میں کسی ایک طبقے کیلئے مختص نہیں ہے۔ ان طبقات میں اکابرِ ملّت، علمائے کرام، ادبا، صوفیا اور زہّا د حضرات سب ہی شامل تھے۔ جنہوں نے اپنے اپنے عصر میں شہرت کے منازل طے کئے۔ اس لئے ان طبقات کے ادبی اصلاحی طبقات الرجال سے الگ

ہو جاتے ہیں احوال اکابر و مصنفین پر شعبہ وار یا صنف وار طبقات کا دائرہ چونکہ بہت وسیع ہے۔ اس کو ایک کتاب میں جمع کر دینا محال ہے۔ اس لئے صاعبان تصنیف و تالیف نے ایک ایک فن اور ایک ایک علم کے ارباب فضل و کمال کے احوال کے جمع کرنے پر قلم اٹھایا چنانچہ طبقات الادباء، طبقات الحفّاظ (محدثین کرام کا تذکرہ) طبقات المفسرین، طبقات الفقہاء، طبقات الشافعیہ، طبقات الحنابلہ، طبقات الحنفیہ، طبقات الصوفیہ، یہ کتابیں تصنیف کی گئیں۔ یہاں اتنا موقع نہیں کہ میں ان تمام طبقات کا آپ سے تعارف کراؤں۔

اس برصغیر پاک و ہند میں ان کتب طبقات سے متاثر ہو کر آٹھویں صدی ہجری میں امیر خورد کرمانی (م ۷۷۰ھ) نے ''سیر الاولیاء'' مرتب کی۔ جس میں بعض اکابر خاندان چشتیہ کا تذکرہ ہے سیر الاولیاء کے بعد برصغیر پاک و ہند کے مشہور صوفی شیخ جمال کا تذکرہ ''سیر العارفین'' ہے یہ دسویں صدی ہجری میں مرتب ہوا اسمیں سلسلہ چشتیہ کے جیّد بزرگوں اور سلسلہ سہروردیہ کے سات مشائخ کا تذکرہ ہے۔ اس کے بعد آٹھویں صدی ہجری کے مشہور محدث علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ''اخبار الخیار'' مرتب فرمایا۔ یہ مشائخ ہند (صوفیائے ہند) کا ایک جامع تذکرہ ہے اور آج بھی اصل متن فارسی اور اردو میں دستیاب ہے۔ جس طرح سیر العارفین اس دو خانوادوں یعنی چشتیہ اور سہروردیہ کا ایک منتخب تذکرہ ہے۔ اسی طرح علاقائی نقطۂ نظر سے عہد جہانگیری میں لکھا جانے والا ایک تذکرہ ''حدیقۃ الاولیاء'' ہے۔ یہ تذکرہ سندھ کے مشائخ سے مخصوص ہے حدیقۃ الاولیاء کا متن فارسی ہے۔ عہد جہانگیری کا ایک اور تذکرہ صوفیہ یا طبقات مشائخ گلزار ابرار ہے۔ جس کے مؤلف شیخ غوثی منڈادی ہیں۔ لیکن یہ تذکرہ مستند حالات پر مبنی نہیں ہے اس وجہ سے مقبول نہیں ہوا ہے۔ اس کا اصل متن نایاب ہے۔ صرف ترجمہ ''گلزار ابرار'' کے نام سے ملتا ہے۔

گلزار ابرار کے بعد ''حضرات قدس'' ایک قابل ذکر تذکرہ ہے۔ مشائخ نقشبندیہ کا ایک مستند اور معتبر تذکرہ ہے۔ جس کو ہم ''طبقات مشائخ نقشبندیہ'' سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ یہ تذکرہ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد آپ کے ایک مرید خاص مولانا بدرالدین احمد سرہندی نے مرتب کیا ہے۔

شاہجہانی عہد میں طبقات مشائخ پر دو تذکرے قابل ذکر ہیں۔ یہ دونوں تذکرے شاہزادہ مظلوم ومقتول داراشکوہ کے خامۂ حقیقت نگار کا اثر ہیں۔ ''سکینۃ الاولیاء'' حضرت میاں میر اوران کے خلفاء کے حالات پر مشتمل ہے۔ اور دوسرا ''سفینۃ الاولیاء'' ہے جس کا سالِ تصنیف ۱۶۴۰ء ہے۔

سفینۃ الاولیاء میں ۴۱۱ر بزرگان دین وملت یعنی ارباب طریقت کا ذکر ہے۔ لیکن اختصار کے ساتھ دونوں تذکروں کی زبان فارسی ہے۔ ایران اور برصغیر پاک وہند سے یہ متُون اوران کے ترجمے شائع ہو چکے ہیں۔ برصغیر پاک وہند میں صوفیاء کرام کے ان مختصر تذکروں کے علاوہ شاہی سرپرستی میں طبقات الامراء بھی مرتب ہوئے۔ طبقات الامراء میں ''ذخیرۃ القوانین'' دور شاہجہانی کا ایک گرانقدر ''تذکرۃ الامراء'' ہے۔ زبدہ المقامات اور حضرات قدس بھی خاندان نقشبندیہ کے جامع تذکرے ہیں۔ جن کا تعلق گیارہویں صدی ہجری سے ہے۔ ان دو میں ''زبدۃ المقامات'' کی حیثیت تو ایک سوانح عمری کی ہے۔ البتہ ''حضرات قدس'' اکابر ومشائخ سلسلۂ نقشبندیہ کا معتبر تذکرہ ہے۔

بارہویں صدی ہجری میں ''مآثر الکرام'' سید آزاد بلگرامی کے قلم سے ایک گرانقدر تذکرہ ہے۔ اگرچہ بظاہر اس کی حیثیت ایک علاقائی تذکرہ کی ہے کہ اس میں علماء وصلحائے بلگرام کا ذکر ہے۔ لیکن حقیقتاً اس میں برصغیر پاک وہند کے بہت سے علمائے کرام اور مشائخ عظام کا ذکر آ گیا ہے۔ اوراس کی حیثیت ایک عمومی تذکرہ کی ہوگئی ہے۔ ''مآثر الکرام'' اپنے محاسن کے باعث بہت مقبول ہوا۔ اوراس کی قبولیت نے اس برصغیر میں اصحاب فکر اور ارباب قلم کو تذکرہ نگاری کی راہ پر سرگرم رفتار بنادیا۔ چنانچہ مآثر الکرام کے بعد برصغیر پاک وہند میں متعدد تذکرے بحیثیت طبقات کئے گئے۔

تیرہویں صدی کے اواخر اور چودہویں صدی میں طبقات پر لکھی جانے والی کتب یا تذکروں میں حکیم غلام سرور لاہوری کا تذکرہ خزینۃ الاصفیاء (جسکی زبان فارسی ہے) تذکرہ علمائے ہند یا تذکرہ رحمٰن علی (متن کی زبان فارسی ہے) ''فوائد البہیہ'' از علامہ عبدالحئی لکھنوی (فرنگی محلی) اور ''حدائق الحنفیہ'' از علامہ فقیر محمد جہلمی یادگار تذکرے یا کتب طبقات ہیں ''حدائق الحنفیہ'' کی اشاعت ۱۳۱۲ھ کے بعد ایک اور مبسوط تذکرہ ''نزہتہ الخواطر'' جو آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے اور جسکی ساتویں اور آٹھویں جلد کسی قدر ضخیم ہے شائع ہوا۔ نزہتہ الخواطر کے سلسلہ میں شمس بریلوی آئندہ اوراق میں کچھ تفصیل

پیش کرے گا۔ یہاں مختصر فوائد الہٰیہ، تذکرہ رحمٰن علی اور حدائق حنفیہ کے سلسلہ میں کچھ عرض کروں گا۔

فوائد الھیہ: فاضل جلیل علامہ عبدالحئی فرنگی محلی (لکھنؤ) کی تصانیف متعددہ میں ایک بلند مقام رکھتی ہے۔ آپ نے یہ کتاب طبقات الشافعیہ اور جواہر المضیہ کے نہج واصول پر مرتب کی ہے لیکن علما وفقہائے احناف کے مقابلہ میں اس میں علمائے شوافع کے تراجم زیادہ ہیں۔ متن کی زبان عربی ہے۔ اور اس کے ساتھ ایک حصّہ ''طرب الاماثل'' کے نام سے شامل ہے جس میں ۲۹۹ رحضرات کا تذکرہ بہت ہی اختصار کے ساتھ ہے۔ بہر حال فوائد الہٰیہ اپنی افادیت کے اعتبار سے ایک قابلِ قدر کوشش ہے۔ کتاب کا اختتام بروز شنبہ ۱۲؍صفر المظفر ۱۲۹۲ھ کو ہوا۔ مقدمہ میں یہ صراحت نہیں ہے کہ اس کا آغاز کب کیا تھا۔

حدائق الحنفیہ: فوائد الہٰیہ کے تکملہ ۱۲۹۳ھ اس کے تین سال بعد پنجاب کے ایک فاضل نبیل مولوی فقیر محمد جہلمی نے طبقات پر ایک عظیم کام سرانجام دیا۔ اب تک برصغیر پاک وہند میں طبقات پر لکھی جانے والی کتابوں کا متن عربی زبان میں یا فارسی زبان میں ہوتا تھا۔ مولانا فقیر محمد جہلمی نے ''حدائق الحنفیہ'' اردو زبان میں تحریر فرمائی اور اس میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے تیرہویں صدی ہجری کے اواخر تک جس قدر مشاہیر فقہائے احناف گزرے تھے، ان سب حضرات کے تراجم ان کی تصانیف وتوالیف کی تفصیل کے ساتھ معرض تحریر میں لائے۔ اس طرح حدائق الحنفیہ فقہائے احناف پر ایک گراں قدر کتاب طبقات ہے۔ فاضل نبیل نے ان تمام علماء و فقہائے احناف پاک وہند ماورائے پاک وہند کے تراجم پیش کردیئے ہیں جو تیرھویں صدی کے اختتام تک بقید حیات تھے۔ چودہویں صدی کے افاضل وفقہاء کے ذکر سے یہ کتاب خالی ہے صاحب کتاب نے ۱۳۴۴ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا، اس لئے یہ اہتمام ناممکن تھا۔

تذکرہ علمائے ہند یا تذکرہ رحمٰن علی

چودہویں صدی ہجری میں ''فوائد الہٰیہ'' اور حدائق الحنفیہ کے بعد طبقات علمائے ہند پر یہ تذکرہ بہت ہی جامع ہے۔ اس میں ۱۶۴۱ ران علمائے کرام کے تراجم ہیں جن کا تعلق برصغیر پاک وہند سے رہا ہے۔ اگرچہ بعض ارباب علم وفضل کے تراجم نظرانداز ہو گئے ہیں۔ شاید مولوی

رحمٰن علی مرحوم کی ان کے احوال تک رسائی نہ ہوسکی۔

ان ۱۶۴۱ر علما میں شخصیت نگار یا صاحب ترجمہ کسی فن یا موضوع سے مختص نہیں ہے۔ بلکہ اس برصغیر پاک و ہند میں جس شخصیت کو بحیثیت عالم جانا پہچانا جاتا تھا اور وہ اپنے علم وفضل کے باعث مشہور تھا اس کا ذکر طبقات علمائے ہند میں کیا گیا ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ وہ کوئی مشہور محدث ہو یا فقیہ ہو۔ تذکرہ رحمٰن علی میں تراجم کی ترتیب قرن وار نہیں ہے۔ بلکہ تراجم کو بقید حروف ابجد بیان کیا گیا۔ فاضل نبیل فقیہ بے عدیل امام احمد رضا خاں نور اللہ مرقدہ کے حالات شرح و بسط کے ساتھ بیان کئے ہیں اور آپکی ان کی متعدد تصانیف کا ذکر کیا ہے جن تک فاضل مؤلف کی رسائی ہوسکی ہے کل تصانیف مذکور نہیں ہیں کہ امام رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کی تصنیف وتالیف کا سلسلہ ۱۳۴۰ھ تک جاری رہا جبکہ آپکا سال وفات ۱۳۴۱ھ ہے۔

تذکرہ علمائے ہند ۱۳۰۵ھ میں مکمل ہوا اور مطبع نولکشور (لکھنؤ) سے ۱۳۱۲ھ میں پہلی بار شائع ہوا۔ تذکرہ علمائے ہند کی تکمیل سے قبل تاریخ شعرائے اردو کے مصنف یعنی صاحب ''گل عنار''، حکیم عبدالحی ندوی نے علمائے احناف کا ایک تذکرہ لکھنا شروع کیا۔ جو تیس سال کی محنت شاقّہ کے بعد آٹھ جلدوں میں مکمل ہوا (ساتویں اور آٹھویں جلد ضخیم ہے۔ باقی جلدیں اوسط ضخامت کی ہیں) مقدمہ میں اس تذکرہ یعنی نزہۃ الخواطر کے مصنّف کے فرزند مولوی ابوالحسن ندوی (جو خود بھی متعدد کتب کے مصنف ہیں)

اس طرح ''نزہۃ الخواطر'' کا تعارف کراتے ہیں۔

نزهة الخواطر

قد كانت ساعة سعيدة حين تقرر السيد عبدالحى بن فخر
الدين الحسنى (ولادت ۱۲۸۶ھ وفات ۱۳۴۱ھ)
فى فجر القرن الرابع عشر الهجري ان يؤلف كتابا فى تراجم
علمائے الهند واعيانها من القرن الاسلامى الاول حين
دخل فيها الاسلام الى قرن الرابع عشر الذى يعيش فيها۔

یعنی

چودھویں صدی کے آغاز کی وہ کیسی ساعت سعیدہ تھی جبکہ سید عبدالحی ابن فخر الدین الحسنی (ولادت ۱۲۸۶ھ وفات ۱۳۴۱ھ) نے یہ طے کیا کہ ایک ایسی کتاب مرتب کریں جس میں ہندوستان میں اسلام کے آغاز سے چودھویں صدی ہجری تک (جس میں وہ بقید حیات تھے) کے علماء واکابر ملت کے حالات (تراجم) پیش کئے جائیں۔ ①

اس عظیم کتاب (نزہتہ الخواطر) کی تکمیل میں سید عبدالحی ندوی نے تیس سال کی طویل مدّت صرف کی، بہت کم ایسی کتابیں ہیں جن کی تالیف وترتیب میں اتنا وقت صرف کیا گیا ہوگا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مشاہیر علماء وفقہاء اور اعیانِ ملّت کے صحیح حالات وسوانح کے حصول میں ان کو کس قدر سعیٔ بلیغ کرنا پڑی۔ چنانچہ مقدمہ نگار سید ابوالحسن ندوی اس ضمن میں تحریر کرتے ہیں کہ۔

"اشتغل بهذا التاليف ثلاثين سنة"

لیکن افسوس کہ اس تالیف کے اکثر تراجم (یعنی بعض علمائے کرام کے احوال کے بیان میں) انھوں نے سر رشتہ اعتدال وانصاف کو ہاتھ سے چھوڑ دیا ہے۔ اور یہ عمل ان شخصیات کے ساتھ انھوں نے روا رکھا ہے کہ جو ان کے مسلک ندویت یا دیوبندیت کے خلاف تھے۔ چنانچہ نابغۂ روزگار فقیہہ ومحدث بے نظیر علامہ شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے احوال کی نگارش میں ان کے علم وفضل اور ان کے کردار وسیرت کو خوب دل کھول کر مسخ کیا ہے۔ مدتوں تک کسی نے اس طرف توجہ نہیں کی۔ قیام پاکستان کے بعد جب کراچی میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا قائم ہوا اور اس ادارے کے تحت "معارف رضا" کا اجرا ہوا اس میں بعض محققین نے ان کے اس بعض وتعصب کا پردہ چاک کیا۔ حالانکہ اس سے قبل تذکرہ علمائے ہند (مولفہ مولانا رحمان علی) شائع ہو چکا تھا۔ اور انھوں نے اپنی اس تالیف میں اس سے استفادہ بھی کیا۔ لیکن امام احمد رضا قدس سرہٗ کے ترجمہ میں انصاف نہ کر سکے۔

حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ نے ۱۳۴۰ھ میں وصال فرمایا اس وقت تک کسی عقیدت

---

① نزہتہ الخواطر کی جلد اول ساتویں صدی ہجری کے علماء کے حالات سے شروع ہوتی ہے۔ جو کہ پہلی صدی ہجری جیسا کہ مولوی ابوالحسن ندوی نے کہا ہے۔

کیش اور حقیقت نگار ادیب اور مصنّف نے اس طرف توجہ نہیں کی کہ ''مآثر الکرام'' از علامہ آزاد بلگرامی کی طرح علمائے یوپی یا علمائے روہیلکھنڈ کا تذکرہ شائع کیا جائے۔ اور علم وعرفان کے آسمان کے ان آفتاب و ماہتاب کے تراجم صحیح طور پر قلمبند کئے جائیں۔ جنکی جلالتِ علمی کا شہرہ صرف ہند ہی میں نہیں بلکہ عرب وعجم تک پھیلا ہوا ہے۔ خصوصاً علم فقہ و حدیث، علم ہیئت و ہندسہ، علم جفر وتکسیر کے بے عدیل و بے مثیل فاضل علامہ شاہ احمد رضا خاں اور ان کے معاصرین وتلامیذ سے دنیا کو روشناس کرایا جائے۔ حالانکہ چودھویں صدی کے اواخر میں اردو زبان ترقی کے مدارج طے کر چکی تھی۔ اور ہر قسم کے علم وفن اور موضوع پر اردو زبان میں تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری و ساری تھا۔ اردو زبان میں متعدد تذکرے کئے گئے۔ مثلاً صباح الدین احمد نے بزم صوفیہ لکھی جس نے بڑی مقبولیت حاصل کی۔ یہ طبقات صوفیہ ہند پر ایک اچھی اور کامیاب کوشش ہے۔ اس کے بعد علیگڑھ مسلم یونیورسٹی کے پروفیسر خلیق احمد نظامی نے ''تاریخ مشائخ چشت'' لکھ کر چشتیہ خاندان کی خدمت کا حق ادا کر دیا۔ پروفیسر ظہور الدین شارب صاحب نے ''تذکرہ اولیاء ہندو پاک'' مرتب کیا اور مقبول خاص وعام ہوا (اس تذکرے کو انھوں نے حضرت داتا گنج بخش لاہوری قدس اللہ سرہٗ سے شروع کر کے دیوہ شریف کے مشہور عظیم صوفی حضرت وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرے پر ختم کیا ہے) اس تذکرے سے قبل انھوں نے ''دلی کے بائیس خواجہ'' کے نام سے ایک طبقات صوفیہ مرتب کیا تھا۔

انفرادی سوانح عمریوں میں مولانا شبلی نعمانی، الغزالی، النعمان، المامون، الفاروق وغیرہ لکھ کر اپنے علم وفضل کا لوہا منوا چکے تھے۔ آپ کے عظیم شاگرد مولانا سلیمان ندوی نے ''سیرۃ عائشہ'' (رضی اللہ عنہا) لکھی جو بہت پسند کی گئی۔ مولانا شبلی کے ایک معاصر مولانا حالؔی نے بھی اس راہ میں قدم اٹھایا اور اپنی سوانح عمریوں حیات جاوید (سوانح سر سید احمد خاں) حیات سعدی، یادگار غالب وغیرہ کو لکھ کر خوب نام پیدا کیا۔

ناسپاسی ہوگی اگر اس ذکر سے پہلوتہی کی جائے کہ امام احمد رضا قدس اللہ سرہٗ کی ضخیم سوانح عمری جس کی نگارش کا فخر حضرت مولانا ظفر الدین صاحب بہاری (۱) کو حاصل ہے اور ''حیات

(۱) اعلیٰ حضرت نور اللہ مرقدہ کے مرید خاص خلیفہ و ماذون ومجاز اور نہایت ہی قریبی شاگردوں میں سے تھے اعلیٰ حضرت آپکی ذات پر بہت نازاں تھے۔

اعلیٰ حضرت'' کے نام سے اسکی جلد اوّل مدت ہوئی شائع ہو چکی ہے۔ یہ جلد چار سو سے زیادہ صفحات پر مشتمل ہے۔

لیکن خواجہ تاشان رضویت کی بے حسی کا یہ عالم کہ اب تک ''حیات اعلیٰحضرت'' کی باقی ماندہ جلدیں شائع نہیں ہو سکی ہیں۔۔۔۔۔ خیر! یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا جو میرے قلم سے ہمیشہ اس سلسلے میں نکلتا رہتا ہے۔

الحمدللہ! کہ ۱۹۸۱ء کہ کراچی میں ''ادارہ تحقیقات امام احمد رضا'' کا قیام ہوا۔ اور ہر سال اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے علم وفضل کے بعض گوشوں پر ارباب نقد ونظر اپنی تحقیق اور کاوش فکر کے نتائج پیش کرتے رہے۔ اور بفضلہٖ تعالیٰ اب تک یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔ ہر سال ''معارف رضا'' کے اجراء کے موقع پر بعض تحقیقاتی کتابچے بھی اعلیٰ حضرت نور اللہ مرقدہ کے بارے میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ یہاں ان کا ذکر نہیں کروں گا۔ ''معارف رضا'' کے کسی سالنامے سے اب ان حقائق تک پہنچ سکتے ہیں۔

اعلیٰحضرت فقیہ بے عدیل و بے مثیل محدث اعظم رضی اللہ عنہٗ نے اپنے علم وفضل کی تابانیوں سے پاک و ہند ہی نہیں بلکہ عرب وعجم کو بھی تابناک بنایا تھا۔ آپ کے کمالاتِ علمی کا شہرہ چہار دانگ عالم میں تھا۔ پھر یہ کس طرح قیاس کیا جا سکتا ہے کہ خود خانوادۂ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ آپ کے علمی کمالات سے بہرہ ور نہ ہوں اور آپ کے جانشینانِ گرامی مرتبت جن سے میری مراد پسر اکبر حضرت مفتی محدث حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں اور پسر اصغر حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما نے اپنے علم وفضل کی جھولیاں اپنے والد گرامی مرتبت کے کمالاتِ علمی کے شذرات ذہب سے نہ بھری ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ دونوں صاحبزادگان گرامی مرتبت اس معدن علم وفضل کی خدمت بابرکت میں ہمہ وقت شرف حضوری سے مشرف ہوتے رہتے تھے۔ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ دونوں صاحبزادگان کو اپنی نوازش علمی سے سرفراز فرماتے رہتے چنانچہ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ان دونوں بزرگوں نے اعلیٰحضرت کی تصانیف کی اشاعت اور ترویج میں حتی الوسع سعی فرمائی اور امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی کو اپنی علمی صلاحیتوں سے کام لے کر شہرت دوام کی بلندیوں تک پہونچاتے رہے۔

مگر حیف صد حیف کہ جسطرح اعلیٰحضرت شاہ احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ کے علمی کمالات، خداداد صلاحتیں، کاوش فکر و نظر اور تحقیق علم وفن مدتوں تک منظر عام پر نہ آسکے۔ اسی طرح حضرت حجۃ الاسلام اور حضرت مفتی اعظم رحمہا اللہ تعالیٰ کے علمی کمالات پردہ خفا میں ہے۔

میں حقیقت سے روگردانی نہیں کروں گا کہ اس سلسلے میں ایک بڑی رکاوٹ پاک وہند کے سیاسی حالات تھے۔ ہند کے مختلف صوبوں خصوصاً اتر پردیش میں کانگریسی حکومت کے قیام نے مسلمانوں کی زندگی کو بہت ہی تلخ بنادیا تھا۔ ایک تو مسلمانوں کی عمومی مالی حالت ہی کمزور تھی۔ ملازمتوں اور تجارت پر ہندو چھائے ہوئے تھے۔ مسلمانوں کے لئے روزگار کا حصول ایک بہت ہی اہم مسئلہ تھا۔ زمیندار پیشہ مسلمان کچھ پرسکون حالت میں تھے۔ تو ان کی بربادی اور ذہنی اضطراب کی صورت ہندو اکثریت نے یوں نکالی کہ زمین داری کو یک لخت ختم کردیا۔ اور ۲۰ / سال کی مدت میں ادا ہونے والا معمولی سے معاوضے کی اسناد ان کے حوالے کردی گئیں۔ اس پر آشوب حالات میں ایسا ذہنی سکون کہاں میسر تھا کہ اصحاب فکر و نظر قلم آزماتے اور اپنے بزرگوں کے حالات قلمبند کرتے۔ پھر یہ کہ اہلسنت و جماعت پر من حیث مسلم صرف کانگریسیوں کی یورش نہیں تھی بلکہ قادیانیت اور دیوبندیت کی یورشیں اس پر مستزاد تھیں۔ چند سال اس دور ابتلا میں کسی نہ کسی طرح اہلسنت و جماعت نے بسر کئے کہ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند اور قیام پاکستان نے مسلمانوں کی اقلیت والے صوبوں میں ایک قیامت صغریٰ برپا کردی۔ ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں گھرانے تباہ و برباد ہوگئے۔ اس تباہ کاری میں کسے اتنا ہوش تھا کہ اپنے بزرگان دین وملت کی داستانہائے حیات کو معرض تحریر میں لاتا۔

محلہ سوداگران میں جہاں آفتاب رضویت کی ضوفشانیوں سے نگاہیں ہر وقت خیرہ رہتی تھیں اور عقیدت مندوں کی آمد و شد سے ایک میلے کا سماں رہتا تھا۔ وہاں سوائے ایک مرد مجاہد یعنی مولانا مصطفیٰ رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے سوا کسی اور مسلمان کا قیام نہیں تھا۔ مدرسہ منظر اسلام بھی کسی نہ کسی طرح اس گردش ایام میں اپنے سالانہ دور علمی کو پورا کررہا تھا۔ حقیقت میں ان اسباب وعلل نے اور کچھ ہماری تن آسانی اور عدم دلچسپی نے خانوادۂ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے ان علمی کارناموں کو پیش نہیں کیا۔ جو حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب اور مولانا مصطفیٰ رضا

خاں صاحب رحمہما اللہ کی یادگار کہے جاسکتے ہیں۔

الحمدللہ بڑی مسرت اور شادمانی کا مقام ہے کہ اعلیٰحضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ کے چشمۂ فیض سے سیراب ہونے والی ایک سرشار اور باخود خبردار ہستی یعنی الحاج حافظ قاری مولانا محمد ابراہیم خوشتر قادری سربراہ امور مذہبیہ برطانیہ، جنوبی افریقہ، ماریشس، بانی و سربراہ سنی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل سلمہ اللہ الباری، جو صرف اعلیٰحضرت نور اللہ مرقدہ کے شیدائی نہیں بلکہ خانوادۂ رضویہ سے والہانہ عقیدت رکھتے ہیں اور اس خانوادہ کے خلیفہ ماذون ومجاز ہیں، افریقہ ماریشس اور مانچسٹر میں فروغ رضویت کے لئے شب و روز کوشاں ہیں۔ اور جن کی ان مساعی کی یادگار ماریشس میں سنی رضوی اکاڈمی، خانقاہ قادریہ رضویہ، سنی رضوی عیدگاہ، قادری رضوی مرکزی مسجد، نیز ڈربن جنوبی افریقہ میں دارالعلوم منظر اسلام، سنی رضوی مرکز و دیگر مقامات میں سنی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل کا قیام جوانکا ایک انفرادی کارنامہ ہے اور خواجہ تاشان رضویت اس پر جتنا فخر کریں وہ کم ہے کہ بیرونِ پاک و ہند میں رضویت کی بلند نشانیاں اور یادگاریں کوئی دوسرا قائم نہ کرسکا (اللہ تعالیٰ آپکی عمر دراز کرے اور فروغ رضویت کی توفیق مزید ارزاں فرمائے) اور وہاں اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کے شہزادۂ اکبر یعنی حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی جامع اور مبسوط سوانح حیات کی نگارش کو اپنا مقصد حیات بنایا۔ اور حضرت مولانا حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات کے تار و پود کو سنوارا اور آراستہ کیا۔ جن کا سررشتہ امتداد زمانہ کے ہاتھوں جگہ جگہ سے گم تھا۔

میں خود ۱۹۳۴ء سے ۱۹۴۰ء تک دارالعلوم منظر اسلام سے وابستہ رہا ہوں اور اس چھ سال کی مدت میں حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے جو نوازشیں اور کرم مجھ پر مبذول فرمائے ان کو میں کبھی فراموش نہیں کرسکتا۔ حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی سادہ مزاجی شہرت سے گریز کا مشاہدہ میں نے خود کیا ہے۔ دارالعلوم منظر اسلام کے انتظامیہ امور خاموشی کے ساتھ انجام دینا اور پھر علمی خدمات میں خاموش انہماک آپ کا وطیرہ تھا۔ ستائش و مدحت آپ کو پسند نہیں تھی۔ مریدین سے صرف وقتی روابط تھے۔ آپ نے کبھی اس طرف توجہ نہیں فرمائی کہ اپنے اوقات یومیہ اور مصروفیات شبانہ روز کو ضبط تحریر میں لائیں۔ تصنیف و تالیف کا کام بھی نہایت خاموشی

سے انجام دیتے تھے۔ چنانچہ میں نے آپ کی زبان سے یہ نہیں سنا کہ آپ ''الدولۃ المکیہ'' کا ترجمہ تحریر فرمارہے ہیں۔ ایسی خاموش زندگی کے احوال کو معرضِ تحریر میں لانا ایک بہت ہی مشکل کام ہے۔ حضرت خوشتر صدیقی جماپوری نے اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ سوانح حیات مرتب کرنے میں کس قدر کاوش کی ہوگی۔ اور سوانحی مواد کہاں کہاں سے حاصل کیا ہوگا۔

حضرت علامہ مولانا ابراہیم خوشتر صدیقی کی تعلیمی زندگی دارالعلوم منظر اسلام سے وابستہ ہے۔ آپ کا علمی شعور اسی دارالعلوم میں پروان چڑھا۔ اسی عظیم درسگاہ سے فضیلت کا شرف حاصل کیا۔ لیکن یہ وہ زمانہ تھا کہ دارالعلوم سے میری وابستگی ختم ہو چکی تھی اور میں یو پی کی مشہور درس گاہ اسلامیہ انٹر کالج سے وابستہ تھا۔ حضرت خوشتر صدیقی جمال پوری کے شب و روز دارالعلوم منظر اسلام کی علمی صحبتوں اوران کے اساتذہ کرام کی قربتوں میں بسر ہوتے تھے۔ اسلئے آپ کے ذہن صافی پر اس دور کے بہت سے نقش مرتسم تھے۔ ان ہی نقوش میں سے اکثر طغرہ ہائے جمال کو آپنے تذکرۂ جمیل میں پیش کر دیا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ حضرت حجۃ الاسلام شاہ حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے ذکرِ جمیل کے بہت سے پہلو ایسے تھے جن سے بہت کم لوگ واقف تھے۔ خصوصاً آپ کی پاکیزہ علمی زندگی آپ کی یومیہ مصروفیات، آپ کی شاعری آپ کی زندگی کے وہ پہلو ہیں جن کا اظہار میں نے آپ کی زبان سے کبھی نہیں سنا کہ اس میں خودستائی کا پہلو تھا۔ اور حضرت مولانا خودستائی سے بہت نفور تھے۔ یقیناً جناب مولانا خوشتر جمال پوری کو اس سنگلاخ سے گذرنے میں بڑی دِقّت پیش آئی ہوگی۔ مگر آفریں ہے آپ کی ہمّت کو کہ آپ نے وابستگانِ خانوادہ رضا سے یہ تمام معلومات فراہم کیں۔ اور ان کو خواجہ تاشانِ رضویت کے لئے جمع کر دیا۔ خانوادۂ رضا کے وابستگان سے مراد حضرت مولانا تقدس علی خاں صاحب، حضرت مولانا حسنین رضا خاں صاحب علیہما الرحمہ اور دوسرے اکابر خاندان ہیں جو اب ہم میں موجود نہیں ہیں۔ اس سلسلہ میں جناب مولانا ابراہیم خوشتر صاحب نے اپنے اساتذہ کرام سے بھی بہت کچھ استفادہ کیا ہے۔ خصوصاً مولانا مفتی ابرار حسن صدیقی مرحوم، مولانا احسان علی صاحب مظفر پوری، مولانا سردار علی خاں صاحب مرحوم اور مولوی سردار احمد صاحب مرحوم

ومغفور سے جو حقائق سنے تھے ان کو ذہن میں محفوظ رکھا اور ان کو صفحات تذکرۂ جمیل پر منتقل کر دیا۔

ان تمام دشواریوں کے باوجود فاضل مؤلف نے سوانح حیات کے لوازم کو تمام و کمال پورا کیا ہے۔ اور صاحب ترجمہ کے تمام مراحل زندگی کو معرض بیان میں لائے ہیں۔ البتہ دو باتوں کی کمی میں نے محسوس کی۔ ایک تو حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری پر نقد و تبصرہ سے آپ نے گریز کیا۔ اور دوسرے آپ کی تصانیف و توالیف پر ناقدانہ نظر نہیں ڈالی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ شاید یہ دونوں باتیں ایک عقیدت کیش مرید باصفا اور شاگرد رشید کے حدودِ ادب سے تجاوز کرنے والی تھیں۔ اس لئے آپ نے اس راہ میں قدم نہیں اٹھایا۔

تذکرہ جمیل کا اسلوب بیان نہایت دلکش اور دلچسپ ہے، زبان اور بیان میں ژولیدگی نہیں ہے جو کچھ کہا ہے وہ نہایت سادگی اور پرکاری کے ساتھ کہا ہے۔ خوشتر نے اس تذکرۂ جمیل میں اپنے گرامی مرتبت استاد حضرت مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمہ کا تذکرہ شامل کر کے ایک اہم خدمت انجام دی ہے۔ ''تذکرۂ جمیل'' میں ایک عنوان ''چار یار'' بھی ہے اس کے تحت حضرت حجۃ الاسلام کے مخصوص وابستگان دامن الفت و رافت کا بیان ہے اور سراسر حقائق پر مبنی ہے۔ اس ضمن میں اس ناکارہ شمسؔ بریلوی کا بھی ذکر ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ آج بھی جب میں حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی اس محبّت و عنایت اور حد سے فزوں شفقت کو یاد کرتا ہوں جس نے مجھے آپ کے حضور میں بیباک سخن بنا دیا تھا تو اشکبار ہو جاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کے مزار اقدس پر اپنی رحمتوں کی بارش فرمائے۔ اور ان کے سلسلہ کو رہتی دنیا تک قائم و دائم رکھے۔ والسلام

ناچیز

شمس بریلوی

سابق صدر مدرس شعبہ فارسی، دار العلوم منظر اسلام

بریلی

گلشن اقبال

کراچی

جلوہ آرائیاں

۱ مصنّفات

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ① الصارم الرّبانی علیٰ اسراف القادیانی۔ ۲۹
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ② حاشیہ کنز المصلی مصنفہ مولانا سید پرورش علی سہسوانی۔ ۳۲
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ③ اجلی انوار الرّضا۔ ۳۳
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ④ ترجمہ الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ۔ ۳۴

۲ تصدیقات

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ⑤ لمعۃ الضُّحٰی فی اعفاء اللُّحٰی مصنف امام احمد رضا۔ اس رسالہ کی تصدیق سے حجۃ الاسلام کی عربی ادب پر مہارت تامہ کی بھی تصدیق ہوتی ہے اور امام احمد رضا کا تخلص سابق ''زکا'' کا علم بھی ہوتا ہے۔ ۳۵
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ⑥ السور والعقاب علی المسیح الکذاب مصنف امام احمد رضا ۳۷

۳ جوابات

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ⑦ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد کے مکتوب کا جواب بین السطور ۴۰

۴ سندات

امام احمد رضا ⑧ سند مسند جانشینی مرتبہ عنایت محمد خاں غوری فیروز پوری ۴۱
امام احمد رضا ⑨ سند حدیث دار العلوم منظر اسلام دستخط حجۃ الاسلام بحیثیت مدیر دار العلوم ۴۹

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ⑩ سند خلافت بنام مولانا سید محمد ریاض الحسن ساہ صاحب جودھپوری ۵۰

۵ مکتوبات

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ⑪ بنام مولوی وزارت رسول حامدی بنارس ۵۱

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ⑫ بنام مولوی وزارت رسول حامدی بنارس ۵۲

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ⑬ بنام مولانا سردار احمد صدر جمعیت خدام الرضا بریلی ۵۳

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ⑭ دعا نامہ بنام مولوی وزارت رسول حامدی بنارس ۵۴

۶ وظائف وعملیات

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ⑮ حلقۂ قادریہ شریف، شاہ محمد حبیب اللہ قادری رضوی میرٹھی کے خلافت نامہ میں مع دستخط تحریر فرمایا ۲ ۱۳۳۲ھ ۱۹۱۳ء ۵۵

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ⑯ اعتصام حزب البحر، اشارات وضمائر ومحال اجابت حزب البحر، اختتام حزب البحر مع طریقہ عمل اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا ۵۷

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ⑰ دلائل الخیرات کا نسخۂ مملوکہ اور اس پر آپکی تحریر۔ ۶۱

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ⑱ بنام وزارت رسول حامدی وظیفہ یارحمٰن کل شیء مع طریقہ عمل۔ ۶۲

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ⑲ بنام وزارت رسول حامدی، کریما کرم رحیما رحم مع طریقہ عمل۔ ۶۲

۷ منظومات

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ⑳ اجلال الیقین بتقدیس سید المرسلین مصنّف خلیفۂ اعلیٰحضرت مولانا محمد برہان الحق جبلپوری پر تقریظ منظوم ۶۳

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ㉑ تاریخ وصلہ، حضرت مولانا محمد ظہور الحسین فاروقی نقشبندی مجددی رام پوری کے وصال پر منظوم تعزیت۔ ۶۴

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ㉒ ماہنامہ شریعت، فیروز پور۔ زیر سرپرستی مولانا محمد سعید شبلی فیروز پوری حامدی پر منظوم تصدیق۔ ۶۶

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۲۳ امام احمد رضا کے عربی شعر پر ایک رباعی کا اضافہ۔ ۶۷

۸ رسالہ جات

مدیر مولانا محمد ضیاء الدین پیلی بھیتی ۲۴ رسالہ مخزن تحقیق، تحفۂ حنفیہ پٹنہ عظیم آباد میں حجۃ الاسلام کے مضامین شائع ہوتے تھے ۶۸

مرتبہ محمد عبد الوحید حنفی فردوسی ۲۵ دربار حق و ہدایت، پٹنہ عظیم آباد میں امام احمد رضا کی معیت میں حجۃ الاسلام کی شرکت اور آپ کے متعلق امام احمد رضا اور مولانا حسن رضا خاں حسن بریلوی کے عربی اور فارسی میں دعائیہ اشعار ۶۹

زیر سرپرستی حجۃ الاسلام ۲۶ ماہنامہ یادگار رضا۔ ۷۳

زیر سرپرستی حجۃ الاسلام ۲۷ ترغیب الصلوٰۃ والجماعۃ، مرتب مولانا عبد العزیز صدیقی میرٹھی ۷۴

۹ نوادرات

محمد حامد رضا ولد مولوی محمد احمد رضا ۲۸ اسم محمد اور قصیدہ بردہ کے شعر پر مشتمل آپ کی نادر المثال مہر ۷۵

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۲۹ محمد حامد رضا القادری الرضوی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ وسرپرست دار العلوم منظر اسلام و جماعت رضائے مصطفیٰ، آپکا اسم گرامی لفافہ پر اسی طرح مطبوع تھا۔ ۷۵

مذکورہ بالا ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۴۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۹ کے حامدی تبرکات کیلئے جناب وجاہت رسول قادری ابن حاجی مولوی وزارت رسول حامدی مرحوم کا راقم الحروف ممنون ہے۔

(۱)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالْمِنَّۃ

کہ فتوائے رَبّانی بیخکن مزخرفات و ہذیانات و وساوس
شیطانی قادیانی۔ مدلل بآیات قرآنی واحادیث نبوی

الصارم الربانی علی اسراف القادیانی

جسکو
عالم نبیل۔ محقق جمیل۔ حامی سنت۔ ماحی بدعت
فاضل نوجوان۔ رئیس والاشان جناب مولٰنا
مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب بریلوی ادام اللہ
فیضہ القوی نے تحریر فرمایا
اور مولٰنا مولوی محمد ابراہیم رضا خاں قادری رضوی نے
اپنے اہتمام سے
رضوی پریس بریلی میں چھپاکر شائع کیا

(محمد رضا)

بار سوم ۵۰۰

۹

فتوای عالم ربانی بردمزخرفات قادیانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

استفتا

مسئلہ از سرسادہ ضلع سہارنپور مرسلہ یعقوب علی خان کلارک پولیس ۱۵ رمضان مبارک ۱۳۱۵ھ ۔

قبلہ وکعبہ ام مدظلہ ۔بعد آداب فدویانہ کے معروض خدمت ۔کہ اس قصبہ سرسادہ مین ایک شخص جو اپنے آپ کو نائب مسیح یعنی مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود کا خلیفہ بتلاتا ہم رہتا ہے پرسون اوسنے ایک عبارت پیش کی جسکا مضمون ذیل مین تحریر کرتا ہون ایک دوسرے صاحب نے وہی عبارت مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو بھیجی ہے مگر مین خدمت والا مین پیش کرتا ہون اور مجھے یقین ہے کہ بہت جلد جواب سے مشرف ہونگا اور درصورت تاخیر کے کئی مسلمانونکا ایمان جاتا رہیگا اور وہ اپنی راہ پر لے آویگا زیادہ ادب

تحریر یہ ہے

ایک مدت سے حضرت عیسے علیہ السلام کی وفات وحیات مین ہرجگہ گفتگو ہوتی ہے اور اسمین دو گروہ ہین ایک وہ گروہ ہے جو مدعی حیات ہے اور ایک وہ گروہ ہے جو منکر حیات ہے اور ان دونون فریق کیطرف سے کتابین شائع ہوچکی ہین اب مین آپ کی خدمت مین التماس کرتا ہون کہ ان دونون فریق مین سے کون حق پر ہے بس اسبارہ مین ایک آیت قطعیۃ الدلالۃ اور صریحۃ الدلالۃ یا کوئی حدیث مرفوع متصل

۱۱

الحمد للہ الذی خلق عبدہ وابن امتہ عیسٰی بن مریم رسول اللہ بکلمۃ منہ وجعلہ فی البدء مبشرًا برسول یاتی من بعدہ اسمہ احمد وفی الختم ناصرًا الملتہ اماما من امتہ نائبًا عنہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہ وعلی سائر انبیائہ وکل محبوب لدیہ وعلینا بھم الی یوم الدین امین امین یارب العلمین قال الفقیر محمد المدعو بحامد رضا القادری البریلوی غفر اللہ تعالٰی لہ واوردہ من مناھل المنی کل موردروی

(۱)

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

برادران مسلمین حفظکم اللہ تعالٰے عن شرور المفسدین حفظ ناموس وحفظ جان وحفظ
۳ جسم وحفظ مال مین سب مومن وکافر ہمیشہ ساعی وسرگرم رہتے ہین اللہ عزوجل کو یاد کرکے اپنے وقت عزیز کا ایک حصہ اپنے حفظ دین مین بھی صرف کیجیے کہ یہ سب سے اہم ہے یعنی بگوش ہوش یہ چند کلمے سُن لیجیے اور انھین میزان عقل وانصاف مین تول کر حق وناحق کی تمیز کیجیے فضل الٰہی عزوجل سے امید واثق ہے کہ دم کے دم مین صبح حق تجلی فرمائیگی اور شب ضلالت کی ظلمت دھوان ہوکر اڑ جائیگی۔ مخالفین اگر بسر انصاف آئے فھو المراد ورنہ آپ تو بعنایت الٰہی راہ حق پر ثابت قدم ہوجائینگے وباللہ التوفیق مین پیش از جواب چند مقدمات نافعہ ذکر کرتا ہون جن سے بعونہ تعالٰے حق واضح ہو اور صواب لائح واللہ المعین وبہ نستعین۔

مقدمہ اولٰے

مسلمانو۔ مین پہلے تمھین ایک سہل پہچان گمراہون کی بتاتا ہون جو خود قرآن مجید

(۲)

(جملہ حقوق بحق مفکر روحانی محفوظ)

الحمد للہ

فقہ حنفی کا مختصر منظوم قدیم رسالہ

مسمٰے بہ

کنز المصلی

تالیف لطیف جناب سید صاحب والا مناقب گرامی مناقب جناب مولوی

سید پرورش علی صاحب (مرحوم) سہسوانی دام مشمولاً بالطاف الصمد نے

بمنشاء واقف وقف نامہ نمبری ۱۹۱۳ء

منجانب

آپ کا بھائی و خادم سید عبد اللطیف مفکر روحانی

متولی و مہتمم مدرسہ اسلامیہ غلامان رسول و مسجد حسینی

قصبہ سہسوان (بدایوں)

مطبع مسلم ایجوکیشنل پریس علی گڑھ میں طبع ہوا

قیمت فی جلد ۵ پیسے

۲۴

الحمد للہ یہ رسالہ بہ تحشیۂ فاضل خاندانی جناب مولانا
مولوی محمد حامد رضا خاں سلمہ الرحمٰن حسب فرمائش جناب
سید صاحب والا مناصب مولوی سید پرورش علی صاحب سہسوانی
حفظہ المنان مطبع اہل سنت وجماعت واقع بریلی میں ۷ ارصفر ۱۳۲۳ھ
کو طبع ہوا

والسلام ؛

(۳)

بسلسلۂ تبلیغ الاسلام جماعت نوری

۷۸۶

بحمدہٖ تعالیٰ

یہ مبارک رسالہ مسمّی بنامِ تاریخی

اجلیٰ انوار الرضا

از تصانیف

۱۳۴۳ھ

جنابِ مولانا مولوی مفتی حامد رضا خان صاحب قدس سرہٗ

جس میں گرامی جناب مولوی انوار اللہ خاں صاحب صدرالصدور

صوبجات دکن کے رسالہ القول الاظہر کی مخصوصہ تراش کا رد بلیغ

ہے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد المائۃ الحاضرہ دام ظلہ العالی

کا مفاوضۂ عالیہ بطلب مناظرہ صاحبِ ممدوح کے نام امضاء فرمانا

اور اُدھر مُہرِ سکوت لگ جانا۔ مہینوں تقاضوں پر آواز تک نہ آنا

زیر اہتمام سید محمد حسن جیلانی قادری چھپکر شائع ہوا

نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب لاہور

گلزار عالم پریس لاہور

قیمت فی جلد ۶ / ر

(۴)

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ

مصنفہ امام اہل سنت مجدد ملت اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خان صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

مترجمہ حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں صاحب قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ

مع

جلائل التقریظات اجلۃ العلماء الحرمین الشریفین

وحماۃ مصر و الشام و غیرھا من بلاد دار السلام

زادہا اللہ شرفاً و تکریماً

تعلیقاتہا للمصنف باسم التاریخی

الفیوضات الملکیۃ لمحب الدولۃ المکیۃ

ناشر:- المکتبہ
اندرون کھتا مارکیٹ
نیو نہام روڈ - کراچی

۵۰

(۵)

اجمعین آمین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم
وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم ۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ
بمحمدن المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری ۱۳۰۱ھ
عبد المصطفیٰ احمد رضا خان

ما احسن ہذا التحریر العزیز التحریر ۔ الذی حررہ مولانا النحریر ۔ وقد اصاب فی الجواب واتی فیہ لشیٔ عجاب ۔ لیس منہ اولو النہی ۔ ولا یتأنث بعد اولو اللحی ۔ لانہ اذا انبتت القرطاس الیابس سطورا وابقی ۔ فاولی ان ینبت الخد الرطب شعور المتقی ۔ کیف لا وقد رفع ہذہ الفتوی بین المحارۃ الاغدار البار دۃ لمن یحفہم مرض حلق اللحی ۔ وقد تبین مفاسدہ کالشمس فی الضحی ۔ اللاتی فیہا اشعار لمن یخاف عذاب ربہ ویخشاہ واضطرار الی الخلق لمن یبعد النفس عن الہوی وینہی ۔ فعجب غایۃ العجب من ذی الشعور الصحیح الذی لیس لہ داء من الثعلب والحیۃ ۔ وقد اصبح بمرض اللحیۃ ۔ التی ہی زینۃ للرجل ومحاسن ۔ ولذا یقال لہا المحاسن ۔ فمن ہذہ الوجوہ وجوہ من اطالہا حمراء فی الاولیٰ ۔ وبیضاء فی الاخریٰ ۔ ووجوہ من ازالہا صفراء فی الدنیا ۔ وسوداء فی العقبی ۔ صاننا اللہ تعالیٰ عن سواد الوجہ فی الدارین ۔ ورزقنا اتباع سنۃ رسول الثقلین ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ وعلماء ملتہ واولیاء امتہ فی الیوم الاظہر واللیل الدجی ۔ صلوۃ دائمۃ متوالیۃ وسلاما متکاثرا متعاقبا لا تعد لا تحصیٰ ۔

کتبہ عبدہ العاصی سلطان احمد البریلوی عفی عنہ
۱۵ ۔ ۱۳

۱۳۰۹
سلطان محمد
خان احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحٰن من زین الرجال باللحی ۔ وجعل شعار اہل الشعور والنہی ۔ ومیزۃ الفحول من

ب ١٥

الاسنی والحسنی وافضل الصلوات ﴿ واکمل التحیات ﴿ وازکی تسلیمات ﴿ وانمی البرکات ﴿ علی اشرف البرایا ﴿ مستوفی العطایا محمد المبعوث هدی للناس مبشرا ونذیرا ﴿ وداعیا الی اللّٰه باذنه وسراجا منیرا ﴿ تحیة تملؤ صدر المتلا المجلی ﴿ وعلی اله واصحابه الذین شعورهم وشعارهم شعر یا سماء العلی ﴿ اما بعد فان هذا التقریر العزیز حری بان یهز الیشن ورالابریز فیه جواهر غالیة تسر به الخواطر ﴿ ومحاسن رائقة تقر به النواظر ولا غرو لانه انموذج من نتائج افکار المجتهد السمیح ﴿ الاحوذی البارع البحر المعظم والبحر العظمطم ﴿ حسن محاسن الملة الزهراء ﴿ الذی افتخر به العلم والمجد والزکا ﴿ وسما علی اقرانه بالصدق والنقی والعلی ﴿ جعله اللّٰه عبد المصطفٰی ﴿ فنال من حبیبه احمد رضاه ﴿ فما کان الاسرع من الوجا ﴿ اذ اتی فی لمحة بلمعة الضحی ﴿ فامسی الدهریة رمحا والضحی ﴿ هزم الفتنة ویدا لا تحت ثیابه ﴿ وقیل البدعة وسیفه فی جرابه ﴿ اقام علی الولید البلید الطامة العظمی ﴿ والطامة الکبری ﴿ وخمش فی خد رد حلاوده ﴿ وخدش فی عذار اعذاره ﴿ فاستقصی الحدود وبرد الاعذار ﴿ فبعد الی این الفرار ﴿ وبای حدیث بعده یؤمنون ﴿ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ﴿ فطوبی وطوبی لمن تبع الهدی ﴿ واولی فاولی لمن اتبع الهوی ﴿ فقد قال جل وعلا ﴿ ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولی ونصله جهنم وساءت مصیرا ﴿ فیا ایها الشقی المرید المریض بحلق اللحی ﴿ الذی ادار علی عذاره کورته بالحلق الرحی ﴿ اصابتک حالقة الدین بوفاق المارقین من الیهود العنود ﴿ والمجوس والهنود ﴿ وسائر المشرکین ﴿ وخلاف المسلمین ﴿ بل والمرسلین ﴿ بل وخاتم النبیین ﴿ صلی اللّٰه تعالٰی علیه وعلیهم اجمعین فالحذار الحذار یا من تنشر ﴿ وکاوان ینتصر ﴿ من حر نار وسقر ﴿ لواحة للبشر لا تبقی ولا تذر ﴿ ومن انذر فقد اعذر ﴿ واللّٰه اکبر علی من عتا وتکبر ﴿ وعصی وتجبر ومثل بالشعر وانا عبد الضعیف محمد المعروف بحامد رضا رزقه اللّٰه شرعة الشریعة وشعرتها واصلح عمله واعطاه حلیة التقی والرضا آمین آمین بجاه النبی الامین المکین فصلی اللّٰه تعالٰی علیه وعلی اله الطیبین واصحابه الطاهرین برحمتک یا ارحم الراحمین وکان ذلک المنتصف رجب المرجب سنة ۱۳۱۵ھ ﴿

محمد حامد رضا خان محمدی سنی حنفی قادری

ل

عه تخلص به اولا حضرة الوالد ماجد ۱۲ منه ﴿ عه اشارة الی اسم جدنا الامجد خاتمة المحققین حضرة المولوی محمد نقی علیخان رضی اللّٰه تعالٰی عنه ۱۲ منه ﴿ عه اشارة الی اسم جدی حضرة قدوة الاولیاء مولانا المولوی الشاه محمد رضا علی خان رضی اللّٰه تعالٰی عنه ۱۲ منه ﴿ عه اشارة الی اسماء الی مجدد مائة الحاضرة امام اهل السنة دامت برکاتهم العالیه ۱۲ منه

ل اس رسالہ کی تصدیق سے حجۃ الاسلام شاہ محمد حامد رضا کی عربی ادب پر مہارت تامہ کی بھی تصدیق ہوتی ہے اور امام احمد رضا کے تخلص سابق "زکا" کا بھی علم ہوتا ہے۔ خوشتر

(٦)

باسمہٖ سبحانہٗ

السوء والعقاب على المسيح الكذاب

١٣٢٠

تصنیف لطیف

اعلیٰ حضرت عالم اہلسنت قامع بدعت مجدد مأتہ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ صاحب تصانیف کثیرہ باہرہ

مولانا مولوی قاری مفتی الحاج شاہ احمد رضا خان صاحب قادری

ملنے کا پتہ

مکتبۃ الحبیب جامعہ حبیبیہ مسجد اعظم اترسوئیا الہ آباد

۳۰

این یبقی المرتد حتی یبحث عن حضانته الاتری الی قولھم
لاحضانۃ لمرتدۃ لانھا تضرب وتحبس کلیوم فانی تتفرغ
للحضانۃ فاذا کان ھذا فی المحبوس فما ظنک بالمقتول ولکن
انا للہ وانا الیہ راجعون ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
مگر ان کے نفس یا مال میں بدعوے ولایت اُس کے
تصرفات موقوف رہیں گے اگر پھر اسلام لے آیا اور اُس مذہب ملعون
سے توبہ کی تو وہ تصرف سب صحیح ہو جائیں گے اور اگر مرتد ہی مر گیا
یا دار الحرب کو چلا گیا تو باطل ہو جائیں گے فی الدر المختار یبطل منہ
اتفاقا ما یعتمد الملۃ وھی خمس النکاح والذبیحۃ والصید
والشھادۃ والارث ویتوقف منہ اتفاقا ما یعتمد المساواۃ
وھو المفاوضۃ او ولایۃ متعدیۃ وھو التصرف علی ولدہ
الصغیر ان اسلم نفذ وان ھلک او لحق بدار الحرب وحکم
بلحاقہ بطل اھ مختصر انسأل اللہ الثبات علی الایمان و
حسبنا اللہ ونعم الوکیل وعلیہ التکلان ولا حول ولا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا ومولٰنا
وآلہ وصحبہ اجمعین۔ آمین واللہ تعالٰی اعلم۔

محمد وصی احمد
ناصر دین

کتبہ
عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمدن المصطفٰی النبی الامی
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

محمدی سُنی حنفی قادری
عبد المصطفٰی احمد رضا خان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اما بعد الحمد لاھلہ والصلاۃ علی اھلھا

لعمری لقد اجاد فیما اجاب واطاب واصاب۔ فاوضح الصواب۔
ومیز القشر عن اللباب۔ وازاح الارتیاب۔ فدمدم علی
المسیح الکذاب۔ وصب علیہ سوط عذاب۔ فبھت الذی
کفر وارتاب۔ فانھزم الاحزاب۔ وفرت الاذناب۔ وحقت
علیھم کلمۃ العقاب۔ خالدین فی النار وبئس المآب۔ الا
من تاب وآب۔ ورجع واناب۔ فان المولی الوھاب۔ تواب
علی من تاب فعل ھذا او ید الا تحت الثیاب۔ وسیفہ
فی الجراب۔ فما کان عاقبۃ الذین۔ ظلموا الا فی تباب
فللہ در المجیب رزقہ اللہ الزیادۃ وجمیل الثواب۔ والزلفی
عندہ وحسن مآب۔ وھاذا الشجر شامخ۔ فی الدین
بحر بازخ مجدد المائۃ الحاضرۃ۔ ذو الحجۃ القاھرۃ۔ صاحب
القوۃ القدسیۃ عالم اھل السنۃ السنیۃ والجماعۃ السُنیۃ۔
السمیدع العریف الغطمطم الغطریف والدی واستاذی
وملجای وملاذی۔ مولانا ومولی نکل حضرۃ احمد رضا خان
البریلوی مد ظلھم العالی۔ مدی الایام واللیالی۔ وانا
العبد الضعیف الاواہ محمد المعروف بحامد رضا کان
لہ اللہ۔ بجاہ حبیبہ الحامد المصطفی علیہ افضل التحیۃ
والثناء۔۔

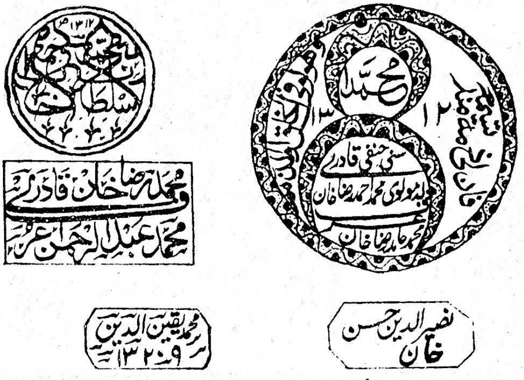

(۷)

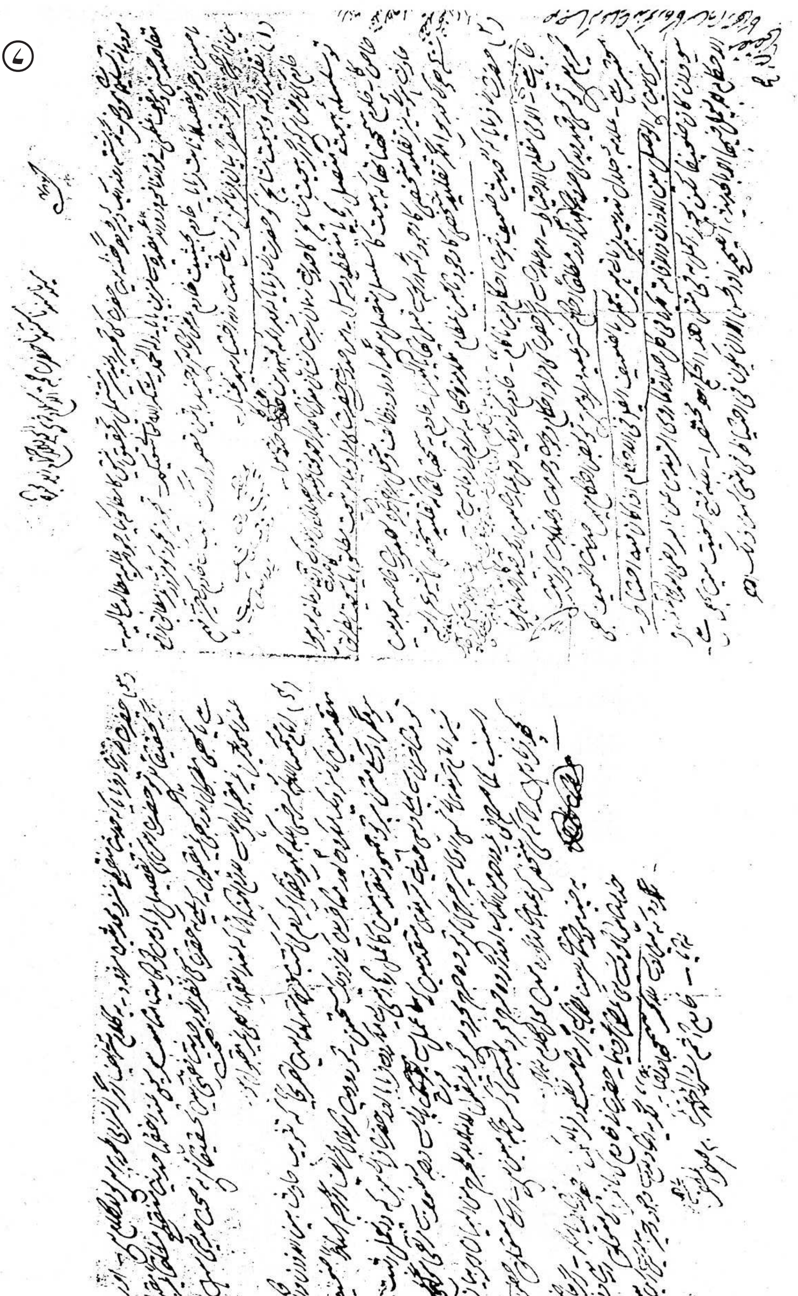

(۸)

۷۸۶
۹۲

سندِ مسندِ جانشینی حضور پُر نور، شیخ الانام حجۃ الاسلام امام الوقت حضرت عظیم البرکۃ جلیل المنزلۃ آقائے نعمت سلطان العلمائ والمحققین تاج العرفاء والکاملین رئیس الفقہاء والمحدثین قبلۂ عالم الحاج المفتی القاری الشاہ مولٰنا مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب القادری النوری البریلوی متع اللہ المسلمین بطول بقائہ زیب مسند عالیہ قدسیہ قادریہ رضویہ بریلی شریف

بکرمہٖ تعالیٰ ہم آج باہزاران فخر و مباہات اپنے پدر روح و دل۔ شیخ طریقت، آقائے نعمت، دریائے رحمت، حجۃ اللہ فی الارضین، سلالۃ الواصلین، امام العلماء المتبحرین، شیخ الاسلام والمسلمین، حضور پر نور سیدنا حجۃ الاسلام علامہ الحاج مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب قادری نوری دام ظلہم العالی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ قدسیہ رضویہ بریلی کی سند عالی خلفائے سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ رضویہ کیلئے بالخصوص اور یارانِ طریقت کے لئے بطور تبرک برائے افادہ شائع کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ اس سندِ مبارک کے مطالعہ سے اعلیٰحضرت قبلہ مجددِ دوراں غوثِ زماں امام اہلسنّت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے حسنِ انتخاب کا جہاں پتہ چلتا ہے، وہاں حضور پر نور سیدنا حجۃ الاسلام علامہ بریلوی مدظلہٗ زیب سجادہ رضویہ کی رفعت شان و جلالت مکاں مہر نیمروز و ماہ نیم ماہ کی طرح عالم آشکار ہوتی ہے۔ سبحان اللہ اس بینظیر سندِ اجازت اور بےمثال مثال خلافت کا کیا کہنا۔ کیوں نہ ہو یہ امام اہلسنّت قدس سرہٗ کے جانشین و خلیفۂ اعظم کی مثالِ خلافت ہے۔ امام اہلسنّت علیہ الرحمۃ کا یہ حزم و احتیاط اور اتباع شریعت عدیم النظیر ہے۔ حضرت حجۃ الاسلام اسی امام جلیل کے لختِ جگر نورِ بصر ہیں، وہ

۲

اُن کے فضائل علمیہ سے خود واقف تھے، حضرت زیب سجادہ رضویہ نے تمام درسیات معقول و منقول۔ تفسیر و حدیث و فقہ و اصول جملہ علوم و فنون، حضور پُر نور مجدد دین و ملت اعلحضرت قدس سرہٗ سے حاصل کیے۔ پڑھنے پڑھانے کے وقت کے حواشی کتب درسیات خیالی۔ توضیح۔ تلویح۔ ہدایہ آخرین۔ تفسیر بیضاوی و صحیح بخاری وغیرہ پر موجود ہیں۔ درس کے وقت بعض سوالات خود حضور پُر نور اعلحضرت قدس سرہٗ کو ایسے پسند آتے کہ قال الولد الاعز لکھکر سوال اور اپنا جواب قلمبند فرما دیتے حرمین طیبین میں بھی اعلحضرت قدس سرہٗ کی ہمرکابی کا شرف حاصل رہا۔ مشائخ حرمین طیبین سے مکالمات عربی زبان میں فرماتے۔ اور وہابیہ سے مناظرات مسائل دینیہ میں بحد کامیاب رہتے۔ تصدیقات حسام الحرمین اور الدولۃ المکیہ میں بڑا حصہ لیا۔ وہ تمام خدمات دینی کو جو اعلحضرت قدس سرہٗ کے مواجہہ میں حرمین شریفین میں سرانجام دیں اُن کو حضور انور نے بیحد سراہا۔ مدینہ طیبہ کے جید عالم جناب مولانا عبدالقادر طرابلسی شامی سے جو مکالمہ ہوا اس کا ملفوظات میں خود تذکرہ فرمایا۔ مکہ معظمہ میں شیخ العلما، محمد سعید بابصیل اور مدینہ طیبہ میں حضرت مولانا سید احمد برزنجی کے حلقۂ درس میں شریک ہوئے۔ اکابر علماء و مشایخ نے سندیں عطا فرمائیں حضرت مولنا خلیل خربوطی مرحوم نے سند فقہ حنفی عطا فرمائی جو علامہ سید طحطاوی سے انھیں صرف دو واسطوں سے حاصل تھی۔ یہ تمام سندات حضرت کے پاس اب تک محفوظ ہیں حضرت اقدس کے تلامذہ حضرات کو خود اعلحضرت قبلہ قدس سرہٗ نے سندات عطا فرمائیں۔ دار العلوم اہلسنت منظر اسلام بریلی کے درجہ اعلیٰ میں شیخ الحدیث اور صدر المدرسین کی جگہ کام کیا۔ اعلحضرت ان تمام امور سے خود واقف تھے۔

حضرت اقدس حجۃ الاسلام کی علمی جلالت پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالنا اس مختصر مضمون میں ناممکن ہے۔ مگر اخیر میں چند واقعات اور عرض کرتا ہوں حضرت مولنا ضیاء الدین صاحب پیلی بھیتی حاضر آستانہ ہوئے اور انھوں نے اپنے ایک رسالہ کی جو انھوں نے علم غیب میں لکھا تھا حضرت اقدس سے تقریظ لکھنے کی فرمائش کی حضرت نے فی البدیہہ قلم برداشتہ ان کے سامنے عربی زبان میں ایک وسیع تقریظ فرمادی حضور پر نور اعلحضرت کے زمانہ میں یہ رسالہ معہ تقریظ چھپ بھی گیا۔ رسالۂ مبارکہ الدولۃ المکیہ اور کفل الفقیہ الفاہم جو اعلحضرت رضی اللہ عنہ

۳

نے سفرِ حجازِ مقدس میں سوالات مشائخ حرمین طیبین پر تحریر فرمائے ان کی طباعت کے وقت حضور پرنور اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے حضرت اقدس حجۃ الاسلام سے ارشاد فرمایا کہ کاپیاں ہو چکیں تمہید کیلئے جگہ باقی ہے۔ کاپی نویس کو مضمون جلد دینا ہے اسکی تمہید فوراً لکھ دی جائے کہ جگہ خالی نہ رہے حضرت اقدس نے اسی وقت ما حضور پرنور اعلیٰحضرت کے ارشاد کے موافق تمہید لکھکر حاضر کردی جسے حضور پرنور اعلیٰحضرت نے پسند فرمایا اور ستائش فرمائی اور رسالہ مبارکہ میں اسکے اندراج کا اذن فرمایا۔ یونہی رسالہ کفل الفقیہ الفاہم کی تمہید بھی حضرت اقدس نے فی البدیہہ تحریر فرمائی اور بارگاہِ حضور پرنور سے اس نے شرفِ قبول پایا۔ اور زیبِ رسالہ ہوئی۔ ان تمہیدوں کے تراجم خود اعلیٰحضرت نے اپنی زبانِ فیض ترجمان سے فرمائے۔ یہ تمہیدیں فن ادبیت کا ایک بے مثل نمونہ ور عربیت کا ایک نادر شاہکار ہیں؟ فنِ تاریخ گوئی میں بھی حضرت اقدس کو کمال حاصل ہے برجستہ مادۂ تاریخ نکالنا یہ اس زمانہ میں حضرتِ اقدس کے خصوصیات سے ہے بکثرت تاریخ کے مادوں سے چند وہ مادّے جو حضرتِ اقدس نے برجستہ فرمائے اور جو میرے علم میں ہیں اس موقعہ پر پیش کرتا ہوں مسجد جنکشن بریلی جب بنکر تیار ہوئی اور اسکی تاریخ کیلئے بعض احباب کی حضرتِ اقدس سے فرمائش ہوئی تو برجستہ حضرتِ اقدس نے عربی میں جو قطعہ تاریخ فرمایا وہ حسب ذیل ہے۔ انما یعمر المساجد من ٭ اٰمن باللہ والاخری من بناہ بنی لہ اللہ ٭ بیت در بجنۃ الماویٰ۔ شکر اللہ سعی قیمہ ٭ عمر حامد رضا شفیق رضا بخ لعمری بناءہ اذ شمخ ٭ ارخ ادہ فانہ تجل رضا۔ قلت سبحٰن ربی الاعلیٰ ٭ سبحٰن اسس علی التقوی

حضرت اقدس حجۃ الاسلام نے حضور پرنور اعلیٰحضرت کے وصال شریف پر جو تاریخیں فرمائیں وہ پیش کرتا ہوں

تواریخ الوفاۃ

۱۳۴۰ھ

نور اللہ ضریح ٭ شیخ الاسلام والمسلمین - امام ہداۃ السنۃ الحاج احمد رضا رضا ( )
۱۳۴۰ھ ۱۳۴۰ھ ۱۳۴۰ھ

الہادی البریلوی القادری البرکاتی رضی اللہ الحق عنہ ہم اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیری
۱۳۴۰ھ ۱۳۴۰ھ ۱۳۴۰ھ

راح شیخ الکل فی الکل
۱۳۴۰ھ

رازدار راز رازی سید دیر سری ٭ مولوی معنوی قرآن زبانت مادری
۱۳۴۰ھ

الغرض حضور پرنور سرکار حجۃ الاسلام مدظلہ کے تمام علمی کارنامے اعلیٰحضرت قدس سرہٗ پر آشکار تھے بڑے جلسوں میں خود اعلیٰحضرت کی

۴

فرماتے جسے حضور پرنور قدس سرہٗ بہت پسند فرماتے۔

اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے باوصف ان تمام باتوں کے اپنی جانشینی کیلئے اپنے مخلصین علمائے دین و عمائد سے اشارہ کیا پھر استخارہ فرمایا اور جب رویائے صادقہ میں بشارت ہوئی تو اپنا ولیعہد اور جانشین مقرر کیا اور اس جانشینی کو فرمایا کہ اہل دنیا کی سی نہیں۔ قیصر و کسریٰ کی روش پر نہیں، بلکہ سنت حضرات شیخین ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے طور پر بہ اجازت حضرت نور العارفین سیدنا ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قبلہ کے حکم سے عطا فرمائی۔ سبحان اللہ یہ خلافت اجازت بعد استخارہ و اشارت و بشارت ہوئی اسکا کیا کہنا۔ حضرت اقدس حجۃ الاسلام کو جمیع سلاسل عالیہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ سہروردیہ وغیرہ جسقدر کی حضور پرنور کو اجازت ہے سب کی اجازت فرمائی اور تمام علوم و فنون اذکار و اشغال اوراد و اعمال سب کا مجاز ماذون کیا۔ اور اپنے سجادہ عالیہ پر متمکن کردیا۔ اور اپنے جملہ اوقاف کا متولی اور اپنا ولیعہد بنایا۔ ظاہر و باطن کے تمام فیوض و برکات عطا فرمائے یہ سب جبھی تو ہوا کہ حضور پرنور اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے میرے پدر روح و دل قبلۂ دارین کعبۂ کونین سرکار حجۃ الاسلام مدظلہ العالی کو جامع شریعت و طریقت پایا۔ انکی نظر انتخاب بالکل صحیح تھی۔ وقت وصال وصیت فرمائی کہ حامد رضا خاں میرے جنازے کی نماز پڑھائے۔ میرے مزار پر سات بار اذان دے۔ وصال شریف سے ایک جمعہ قبل جو لوگ داخل سلسلہ ہونے کو حاضر آئے انھیں ان الفاظ میں حضرت اقدس سے بیعت کی ہدایت فرمائی کہ انکی بیعت میری بیعت انکا ہاتھ میرا ہاتھ۔ انکا مرید میرا مرید۔ ان سے (یعنی سرکار حجۃ الاسلام مدظلہٗ) سے بیعت کرو۔ الاستمداد میں فہرست خلفائے کرام اعلیٰحضرت قبلہ میں خود حضرت اقدس مدظلہٗ کے نام سے شروع فرمائی اور جن پیارے پیارے الفاظ میں حضرت صاحب سجادہ کو نوازا ان میں کوئی سہیم و شریک نہیں۔ وہ ارشاد گرامی یہ ہے :-

حامد منی انا من حامد ؛ حمد سے ہمد کماتے یہ ہیں۔

یعنی حامد مجھ سے اور میں حامد سے ہوں اور حاشیہ پر جناب مفتی اعظم شہزادہ حضور مولنا مولوی شاہ محمد مصطفٰے رضا خاں صاحب بریلوی مدظلہٗ نے تحریر فرمایا کہ یہ شعر حضرت اخی اعظم جناب مولانا مولوی محمد حامد رضا خانصاحب قادری برکاتی نوری خلف اکبر و خلیفہ اعلیٰحضرت مجدد مائۃ حاضرہ مدظلہٗ کی تعریف میں ہے

اعلیٰحضرت قبلہ قدس سرہٗ اور حضرت حجۃ الاسلام مدظلہٗ کے اسمائے گرامی میں اتحاد جُملی ہے اور اس بناء پر ایکمرتبہ خود اپنا تعویذ انکے گلے میں ڈالدیا۔ ایک وقف نامہ کی رجسٹری میں حضرت اقدس کو متولی فرماتے ہوئے یہ تحریر فرمایا کہ مولوی حامد رضاخاں پسر کلاں کو جو لائق ہوشیار اور دیانتدار ہیں متولی کرکے قابض و دخیل بحیثیت تولیت کاملہ کردیا۔

بارگاہ سرمدی میں بصد الحاح بزاری دست بستہ دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب لبیب عالم ماکان ومایکون سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے وارث کتاب اللہ نائب رسول اللہ جانشین غوث الورا خلف اکبر وخلیفۂ اعظم اعلیٰحضرت حضور پرنور حجۃ الاسلام زیب سجادہ رضویہ دامت برکاتہم کا سایہ ہمایہ دیر اہل اسلام کے سروں پر قائم و دائم رکھے۔ آمین۔

سند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ ہادی القلوب وغافر الذنوب وساتر العیوب وکاشف الکروب افضل الصلاۃ واکمل السلام علیٰ احب محبوب مصحح الحسنات مقیل العثرات شفیع الحوب وعلیٰ آلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ عدد النور والستور والطلوع والغروب وبعد فان ربنا تبارک وتعالیٰ ہو الحی الذی لا یموت وکل شیئ سواہ فلابد یوماً ان یفوت فسبحٰن الذی قہر عبادہٗ بالموت و تفرد بالدوام وکل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذی الجلال والاکرام۔ اری شمس عمری قد تدلت للغروب وآذنت بالرحیل وحسبنا اللہ ونعم الوکیل اسالہ متوسلا الیہ بجاہ حبیبہ الاکرم وعبدہ وصفیہ غوثنا الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علی المصطفےٰ علیہ وسلم ان یختم لی بالحسنی علی السنۃ السنیۃ والدین الاسنی فاطر السمٰوات والارض انت ولیی فی الدنیا والاخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصّٰلحین رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علیّ وعلیٰ والدیّ وان اعمل صٰلحا ترضٰہ

٦

واصلح لی فی ذریتی انی تبت الیک وانا من المسلمین والحمد للہ رب العلمین وقد بقیت فی امر استخلافی
واجلاس احمد علی مسند اسلافی اقدم رجلا واُؤخر اخری علما منی بان الامر بالتثبت احری
فانی احب سنۃ ابی بکر وعمر واستعیذ باللہ من سنۃ کسری وقیصر فاستخرت ربی واستشرت
ناسا صادقین فی حبی فاشاروا الی ما تری فی اٰخر ھذہ الحجۃ وتاید ذلک برؤیا رأیتھا فی
ھذا الشھر الکریم ذی الحجۃ فما ھو الا ان شرح اللہ لذلک صدری وارجو ان یکون فیہ ان شاء اللہ
رشد امری وحسبنا اللہ ونعم الوکیل وعلیہ ثم علی رسولہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم التعویل
وقد کنت اجزت ولدی الاعز محمد ن المعروف بالمولوی حامد رضا خان سلمہ الرحمن عن
طوارق الحدثان ونوازغ الشیطان وجعلہ خیر خلف لسلفہ الصالحین ووفقہ مدۃ عمرہ لحمایۃ
الدین ونکایۃ المفسدین وانہ ولی ذلک وخیر مالک والحمد للہ رب العلمین لجمیع السلاسل
والعلوم والاذکار والاشغال والاوراد والاعمال وسائر ما وصلت الی اجازتہ من مشائخی
الاجلاء اولی الافضال وکان ذلک بامر شیخہ نور الکاملین سلالۃ الواصلین سیدنا
السید الشاہ ابی الحسین احمد النوری میاں صاحب المارھری قدس سرہ النوری والاٰن متوکلا
علی الرحمن جعلتہ ولی عھدی ووارث السجادۃ القادریۃ من بعدی واجلستہ علی مسند
اسلافی وولیتہ امرا وفا فی واسأل ربی وھو حسبی متضرعا الیہ بھذا الحبیب الکریم علیہ وعلی
اٰلہ افضل الصلاۃ والتسلیم ثم بھذا الولی الاکرم سیدنا ومولنا الغوث الاعظم ان یرشدہ لما یحب
ویرضاہ دینا ودنیا صورۃ ومعناہ ویجعلہ اھلا لما تولاہ واٰخرتہ خیرا من اولاہ اٰمین اٰمین یا
مجیب السائلین اٰمین والحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ تعالی وبارک وسلم علی ھذا الحبیب
المرتجی والشفیع المجتبی واٰلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ صلوۃ تحل العقد وتحل المدد وتفرج الکرب
وترفع الرتب وتشرح الصدور وتیسر الامور والحمد للہ العزیز الغفور وکان ذلک یوم عرس سیدی
وسندی ومولائی ومرشدی وکنزی وذخری لیومی وغدی سیدنا السید الشاہ اٰل رسول
الاحمدی رضی اللہ تعالی عنہ بالرضی السرمدی اٰمین اٰمین والحمد للہ رب العلمین ١٨ ذی الحجۃ

۷

الحرام یوم الخمیس ۱۳۳۳ھ من ہجرۃ الانس نفیس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و لہ رقمہ نمقہ بقلمہ احد کلاب الباب القادری عبدالمصطفیٰ احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی غفر اللہ لہ ما جری منہ وما یاتی وحقق املہ واصلح عملہ آمین آمین والحمد للہ رب العٰلمین

ترجمہ

ساری خوبیاں اللہ عزوجل کیلئے جو دلوں کا رہنما گناہوں کا بخشنے والا عیبوں کا پردہ پوش، غموں کا دور کرنیوالا ہے۔ اور سب سے بہتر درود اور کامل تر سلام سب پیاروں سے زیادہ پیارے نیکیوں کے درست کرنیوالے، لغزشوں کو دور کرنیوالے گناہوں کے بخشوانے والے اور ان کے آل و اصحاب اور ان کے صاحبزادے اور انکے گروہ پر بشمار انوار و اسرار دتبعداد طلوع وغروب۔

بعد حمد و نعت یقیناً ہمارا رب تبارک تعالیٰ وہی زندہ ہے جسے موت نہیں اور اسکے ماسوا ہر شے کیلئے ایکدن فنا ضروری ہے تو پاک ہے وہ جس نے اپنے بندوں کو موت سے مغلوب کیا اور ہمیشگی سے منفرد ہوا (زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا) میں دیکھ رہا ہوں اپنے آفتاب عمر کو کہ غروب کے قریب پہنچا اور اس نے کوچ کا اعلان کردیا۔ (اور ہمارے لئے کافی ہے اللہ بہتر کام بنانیوالا) میں اسی سے مانگتا ہوں اس کے حبیب اکرم کی وجاہت کے وسیلے سے اور اس کے برگزیدہ بندے حضور غوث اعظم کے صدقے میں (اللہ تعالیٰ درود و سلام بھیجے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر پھر ان پر) بہ امیر لخاتمہ خیر و خوبی کے ساتھ روشن سنت اور بہت درخشاں دین پر کرے (اے آسمانوں اور زمین کے بنانیوالے تو میرا کام بنانیوالا ہے اور آخرت میں مجھے مسلمان اٹھا اور ان سے ملا جو تیرے قرب خاص کے لائق ہیں) (اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں شکر کروں تیرے احسان کا جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کئے اور یہ کہ میں وہ بھلا کام کروں جو تجھے پسند آئے اور میری ذریت کی اصلاح فرما میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور اس حالت میں کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں) اور ساری خوبیاں ہیں پروردگار عالم کیلئے مجھے اپنی جانشینی اور کسیکو اپنے بزرگوں کی مسند پر بٹھانے کا کام باقی رہا۔ اسمیں میں پس وپیش کرتا رہا یہ جان کر کہ اسمیں پختگی زیادہ بہتر ہے کیونکہ حقیقتاً میں حضرات شیخین ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سنت کریمہ کو دل سے پیار کرتا ہوں اور میں پناہ مانگتا ہوں اللہ سے قیصر و کسریٰ کی روش سے۔ تو میں نے اپنے رب کریم سے استخارہ کیا اور اپنے سچے مخلص احباب سے مشورہ چاہا تو انھوں نے مجھے اس طرف اشارہ کیا جو اس سند کے آخر میں دیکھو گے اور اسکی تائید مجھے اس خواب سے ہوئی جو میں نے اس ماہ ذی الحجہ مبارکہ

۸

میں دیکھا تو اس کیلئے اللہ نے میرا سینہ کھولدیا میں امید رکھتا ہوں کہ اسمیں انشاء اللہ میرے کام کی سچی سیدھی راہ ہے (اور ہمارے لئے اللہ کافی اور بہتر کام بنانیوالا ہے) اور اسی پر پھر اسکے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھروسہ ہے۔ بلاشک میں اپنے عزیز تر بیٹے محمد معروف بمولوی حامد رضا خاں کو (اللہ تعالیٰ اسے اچانک حادثوں شیطان کے کوچوں سے محفوظ رکھے اور مولائے کریم اُسے سلف صالحین کا بہتر جانشین بنائے اور تمام عمر اُسے حمایت دین و رد مفسدین کی توفیق عطا فرمائے بلاشبہ وہی مولا تعالیٰ اس کا مددگار اور بہتر مالک ہے (پروردگار عالم ہی کیلئے حمد ہے) تمام سلسلوں اور تمام علوم اور سارے اذکار واشغال اور اوراد و اعمال کی اور ہر اس چیز کی کہ جس کی مجھے اپنے برگزیدہ مشائخ کرام سے اجازت پہونچی اجازت دے چکا تھا اور میرا اجازت دینا اسکے مرشد برحق و شیخ طریقت تواکاملین خلاصۃ الواصلین سیدنا سید شاہ ابوالحسن احمد نوری میاں صاحب قدس سرہ النوری کے حکم سے تھا اور اب میں اپنے مہربان اللہ پر توکل کرتے ہوئے اسے اپنا ولیعہد اور اپنے بعد وارث سجادہ قادریہ بناتا ہوں۔ اور اسے اپنے مشائخ کی مسند پر متمکن کرتا ہوں اور اپنے تمام اوقاف کا متولی بناتا ہوں اور اپنے رب سے گڑگڑا کر دعا کرتا ہوں اور وہی مجھے کافی ہے بوسیلۂ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ولی ماہم سیدنا و مولانا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ وہ اسکی رہنمائی فرمائے اس چیز پر جو اسے محبوب و پسندیدہ ہے اور اس کے ظاہر و باطن کو سنوارے، اور اس کا اہل کرے جو اسکے سپرد کیا گیا ہے اور اسکی دنیا و عزت کو بہتر فرمائے الٰہی یونہی کر یونہی کر۔ اے مانگنے والوں کی التجا قبول فرمانے والے قبول فرما۔ اور حمد اللہ کیلئے اور صلوٰۃ وسلام اور اسکی برکتیں حضور پُر نور حبیب مرتجےٰ شفیع مجتبےٰ اور انکی آل و اولاد اور اصحاب اور اس کے گروہ پر صلاۃ وسلام جو گرہ کھولدے اور مدد نازل کرے اور غم دور کرے اور رتبہ بڑھائے اور سینے کھولے اور کاموں میں آسانی کرے اور حمد ہے اللہ غالب بخشش فرمانیوالے کیلئے یہ اجازت میرے سردار و مرشد برحق دریائے رحمت آقائے نعمت سیدنا شاہ آلِ رسول احمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس سراپا قدس کے دن آمین والحمد للہ رب العالمین

۸ ذی الحجہ ۱۳۳۳ھ از ہجرت النفس نفیس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے کہا اپنے منہ سے اور لکھا اپنے قلم سے سگ آستانِ قادری عبد المصطفےٰ احمد رضا خاں سنی حنفی برکاتی نے اللہ تعالیٰ اسکے گذشتہ و آئندہ گناہ بخشے اور اسکی مرادیں برلائے اور اسکے کام بنائے آمین آمین یا رب العالمین

نیازمند:- عنایت محمد خاں غوری غفرلہ فیروزپوری (مجاز و ماذون سلسلہ عالیہ قادریہ)

(بریلی الیکٹرک پریس بریلی)

۹

(سند حدیث دار العلوم منظر اسلام)

(۱۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱۰)

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الحمد للّٰہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی سیما علی سیدنا ومولانا محمد ن المصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وعلی الہ واھل بیتہ ذوی القربی و
وعترتہ وذریتہ اھل الوفاء وازواجہ وعشیرتہ ذوی القربی وصحبہ والخلفاء اولی الصدق والصفاء واولیاء طریقتہ العرفاء وعلماء شریعتہ الحنفاء وامناء اسرار
حقیقتہ سلفا وخزنتہ انوار معرفتہ خلفا السادۃ القادۃ الشرفاء وعلینا معھم الفا سالفا وھم فیھم الفا الفا - اما بعد می گوید فقیر ناسزا سرگریبان نکر حامد المدعو
بحامد رضا عفا اللہ عنہ ماجنی کہ حضور پر نور دریای رحمت آفتاب نعمت قدوۃ الواصلین سراج السالکین نور العارفین حضرت سیدنا مولانا سید شاہ ابو الحسین احمد نوری میاں صاحب قبلہ وکعبہ افاض اللہ
علینا من تتابیب فیضہ النوری [illegible] بشارت سراپا بشارت حضور ممدوح حضرت سیدی ووالدی واستاذی وملاذی امام اہل السنۃ مجدد المائۃ الحاضرۃ مؤید الملۃ الطاہرۃ سیدنا مولانا محمد احمد رضا خاں صاحب
قبلہ وکعبہ رضی اللہ تعالی عنہ بالرضا السرمدی این نااہل سراپا ظلم وجہل را مجاز وماذون ساخت وبلکہ گراں امانت بر دوش این عاجز ناتوان انداخت [illegible]
[illegible] اعلیحضرت قبلہ وکعبہ والد ماجد [illegible] سجادہ عالیہ [illegible] سند اجازت عامہ تامہ شاملہ کاملہ کافلہ [illegible] ومثال خلافت جمیع سلاسل وتمامی اذکار واشغال وسائر اوراد اوفاق واعمال بدست مبارک خود کرم کردہ
عطا فرمود وکان یوم عرس حضرت مرشد مرشدی سیدی وسندی وکنزی وذخری لیومی وغدی شیخ المشائخ اسوۃ الکبراء سیدنا ومولانا السید الشاہ آل الرسول الاحمدی المارہری
قدسنا اللہ تعالی بسرہ الصوری والمعنوی لثمان عشرۃ من ذی الحجۃ یوم الخمیس سنۃ ۱۳۲۳ھ من ھجرۃ النفس النفیس صلی اللہ تعالی علیہ وعلی الہ الاطھار واصحابہ الاخیار
ما ھبت النسمات فی الاسحار وترنم الھزار فوق الازھار وغردت البلابل وصدحت العنادل علی غصون الاشجار [illegible]
[illegible]
[illegible]
پر نور والذنا بجمیع اعلیٰحضرت قبلہ وکعبہ قدس سرہ [illegible] زمان وصال وقرب اوان ارتحال [illegible] جمعی اکہ بقصد بیعت گرد آمدہ بود در مسجد رضوی ارشاد فرمود از وی بیعت کنید دست در دست
[illegible]
[illegible] والعھدۃ علی الراوی [illegible]
حامی الحمی وھو قادر اذا ضاع فی البید اعقال بعیر [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible] فالحمد للّٰہ ذی المنن والعظیم المن والصلوٰۃ والسلام علی من ھو من
من من ولہ المن الامن وکان لی مقاصد شتی مثل حمایۃ دین المتین ونکایۃ المبتدعین وتبلیغ العقائد الحقۃ السنیۃ وترویج السلاسل العلیۃ العالیۃ ولی فیھا مآرب اخری غب ھذا
فالان فقد التمس منی سند الاجازۃ ومثال الخلافۃ جامع الفضائل والفواضل الناصل بین الحق والباطل حامی السنن السنیہ وماحی الفتن الدنیہ قرۃ عیونی وسلوۃ فؤادی الحری اللقن
والحفی الفطن الذکی المولوی السید ریاض الحسن القادری الرضوی الحامدی الجودھپوری بن السید عنایت علی القادری وماھذا الا ببرکۃ من انا منتم الیہ ومتطفل علیہ بروحانیتہ
استمد وفیضہ العزیز استفیض وھو یفیض علی ما یفیض واعترف بقصوری وقصر باعی وابن الصعلوک من الملوک والمولی ما فی ید المملوک وانی السمک من السموک
وابن السھک من السھوک فاقول متوکلا علی اللہ مستمدا برب الکون ومنہ التوفیق والعون ھاک علی برکۃ اللہ تعالی علاہ وببرکۃ حبیبہ صلی اللہ تعالی علیہ وعلی الہ ومن والاہ
اجزتک بالقران العظیم وصحاح الستۃ والمسانید والمعاجیم وسائر الزبر الدینیۃ واسفار الفنون العقلیۃ والنقلیۃ وسائر العلوم بشرطہ المعلوم عند ذوی الفھوم کل ما صح لی روایتہ
من اساتذتی الھندیۃ ومشائخی الحرمیۃ [illegible] والحصن الحصین وحزب البحر والحرز الیمانی والکبریت الاحمر والاسماء الاربعینۃ
وسائر الاذکار والاشغال والاوراد والاوفاق والاعمال وجمیع السلاسل العلیۃ العالیۃ القادریۃ القدیمۃ والجدیدۃ والچشتیۃ القدیمۃ والجدیدۃ والسھروردیۃ والنقشبندیۃ العلائیۃ [illegible]
المعمریۃ واوصیک العض بالنواجذ علی مذھب اھل السنۃ والجماعۃ والتجنب من اھل البدع والخلاعۃ الذین ھم للّٰہ ولدینہ مستھزئون وللدین یابعون والتثبت بذیل شریعۃ صاحب الشفاعۃ
صلی اللہ علیہ وسلم وعلی الہ ذوی البلاعۃ وان تشمر عن ساق الجد لحمایۃ السنۃ ونکایۃ الکفر والضلال والفتن الشیطانیہ واعانۃ اھل الھدایۃ وارباحھا واھانۃ اھل البدع
وکلاھما لاسیما القادیانیۃ الملاعنۃ والدیابنۃ الفراعنۃ فانھما اخبث الطوائف الشیطانیۃ واضر علی الاسلام والمسلمین من الفرق الباطلۃ وذلک من اعظم القربات واحسن السعادات والتقی
والمرجو ان یرضی مرضاۃ وان لا تنسانی عن دعواتہ الصالحۃ التی ترتجی العفو والعافیۃ فی الدین والدنیا والاخرۃ وانا ادعو لک بذالک واللہ خیر مالک وکان ذلک لخمس من شھر رجب
الحرام سنۃ الف وثلثمائۃ واحد وستین من ھجرۃ سید البشر صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ السرج الغرر وصحبہ المصابیح الزھر قالہ بفمہ وامر برقمہ محمد ن
المدعو بحامد رضا الرضوی القادری النوری البریلوی سقاہ ربہ من منھل نیر کرمہ المروی وحماہ من خزی مزوی آمین والحمد للّٰہ رب العالمین ۱۳۶۱

(۱۱)

از خانقاہ عالیہ [illegible]
بریلی محلہ سوداگران

۴۶

(۱۱)

عزیزم [illegible] بعد دعا

[illegible]

ضرور ضرور جاری رکھیں [illegible]

[illegible]

فقیر [illegible] خادم سجادہ [illegible]

[illegible]

(۱۲)

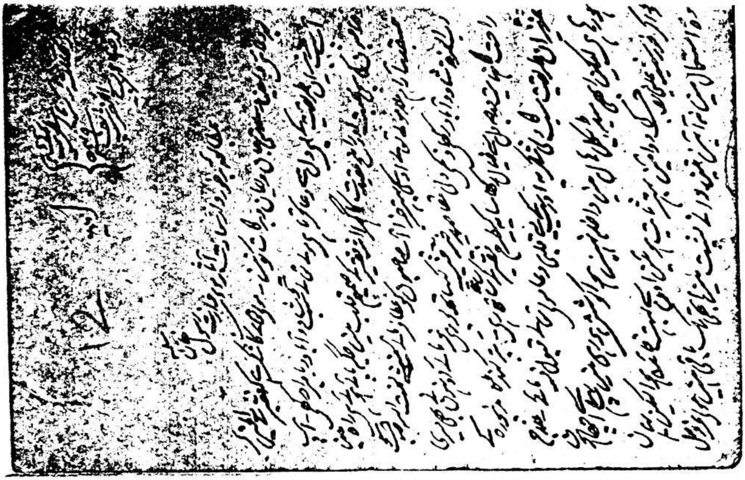

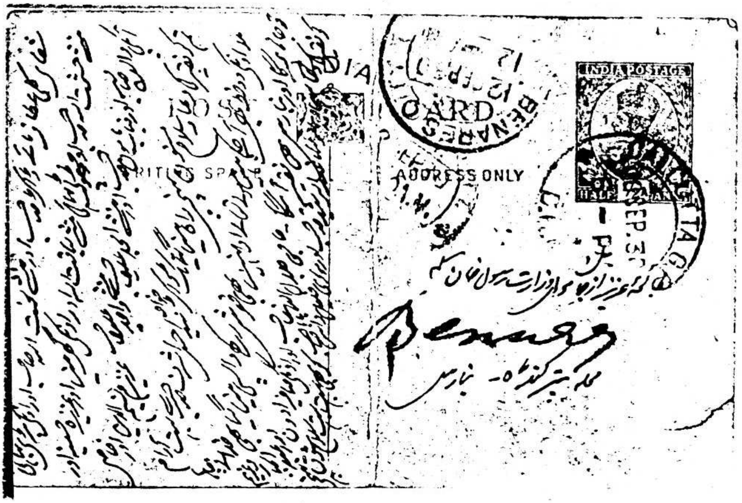

(۱۳)

مناظر اہلسنت کی خدمت میں مبارکبادی پیش کی گئی۔

(۷) محلہ کٹرہ چاند خاں شہر کہنہ بریلی میں عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا اور فائق صاحب کی نظم تہنیت اُس میں پڑھی گئی۔ اور بھی متعدد اجلاس شہر میں مختلف محلوں میں منعقد ہوئے۔ حضرت حجۃ الاسلام مولٰنا مولوی شاہ مفتی محمد حامد رضا خاں صاحب مدظلہ عــه رضوی نوری سجادہ نشین آستانہ عالیہ رضویہ ان ایام میں ضلع بدایون رونق افروز تھے مناظرہ میں اہلسنت کی فتح مبین کی خبر فرحت اثر سُن کر حضرت ممدوح نے مناظر اہلسنت کو مندرجہ ذیل مکتوب مبارکبادی تحریر فرمایا:۔

۷۸۶

مولانا المکرم عزیز محترم مولوی سردار احمد صاحب سلمہٗ صدر جمعیت خدام الرضا

بعد سلام مسنون دادعیہ خلوص مشحون۔ فقیر اس فتح نمایاں کی مبارکباد دیتا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ہمیشہ اعدائے دین پر آپ کو مظفر و منصور رکھے اور آپ کا بول بالا اہلِ باطل کا منہ کالا کرے، بریلی میں اس فتح مبین کا سہرا آپ کے سر رہا، آپ کی جماعت قائم کردہ بحمدہ تعالےٰ بہت مفید کارآمد ثابت ہوئی اور خدا اسے اور ترقی عطا فرمائے تو اہلسنت کیلئے اس کا وجود مورث برکات وحسنات وقوت اہلسنت ونکایت بدعت کا باعث ہوگا باذنہٖ تعالیٰ فقیر حاضر آستانہ ہونے پر خدا نے چاہا تو جمعیت کے متعلق خاص توجہ کریگا۔ والسلام۔

فقیر محمد حامد رضا خاں غفرلہٗ ۲۷ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ۔ قاصد عــه کی زبانی معلوم ہوا کہ حضرت ممدوح نے اس خوشخبری کو سُن کر فوراً فرمایا:۔ قد ندّ منظور (یعنی تحقیق بھاگا منظور) جسے ۱۳۵۴ دُق دنّ منظور (یعنی منظور کا بھانڈا پھوڑ گیا) بھی کہہ سکتے ہیں عدد نکالنے پر معلوم ہوا کہ یہی ۱۳۵۴ منظور کے فرار کی تاریخ ہے۔ مفتی اعظم حضرت مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب قادری نوری

عــه قدس سرہٗ ۱۲ عــه عزیزی مفتی اعجاز ولی خاں سلمہٗ ۱۲

(۱۴)

یہ دعانامہ مولوی وزارت رسول صاحب کے گھر بھجوا دو

۹۲

بمطالعہ عزیز محترم جناب مولوی وزارت رسول صاحب سلمہ المولیٰ تعالیٰ

بعد سلام مسنون و دعا خلوص مشحون آج عزیزم محمد داد خاں سلمہ کے خط سے
معلوم ہوا کہ تمہارے لخت جگر نور بصر نے داغ فراق دیا حقیر کو اس سے
صدمہ ہوا مولا عزوجل تمہیں اور اوسکی والدہ اور اوسکی دادی اور
اوسکی پھوپھی سبکو توفیق اجر و صبر عطا فرمائے اور نعم البدل عطا کرے اولاد
دل کا پھل ہوتی ہے اور چھوٹے بچے کا بہت صدمہ ہوتا ہے مگر صبر و شکر
کرنا چاہئے کہ وہ تمہارے لئے پیش خیمہ شفاعت ہے اوسکی مرضی پر راضی
رہنا چاہئے کہ تم نے اوسکی امانت کو بہتر حالت میں سپرد خدا کیا اور
وہ تمہاری گود سے بہتر گودوں میں کھیل رہا ہے اور ابدی راحتوں
اور جنت کی نعمتوں سے سرفراز ہے تمہیں اسپر دلگیر ہونا نہ چاہئے
جزع فزع سے اجر ہاتھ سے جاتا رہتا ہے اور مردہ تکلیف پاتا ہے
ہرگز بے صبری نکرنا چاہئے دنیا فانی اور ہر شے یہاں کی آنی جانی ہے
مولا باقی باقی فانی ہے ؎ پھول تو دو دن بہار جانفزا دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

والدعا — مرا یہ دعانامہ سبکو سنا دو۔
اور تلقین صبر کردو — میرے سب عزیزان طریقت کو
سلام و دعا۔

(۱۵)

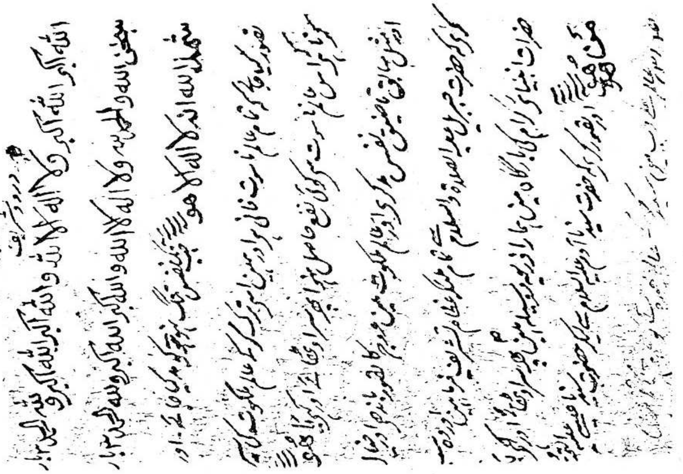

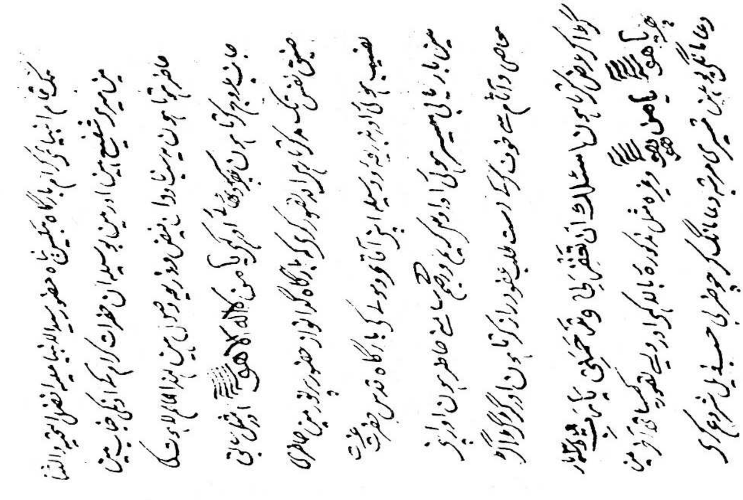

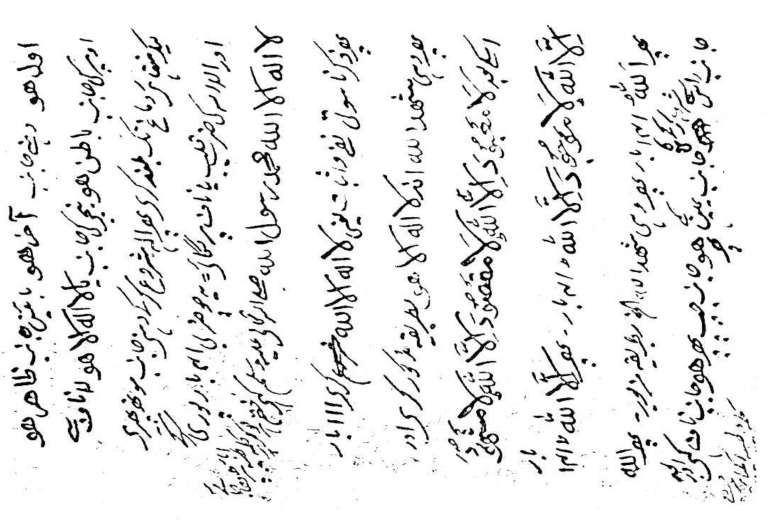

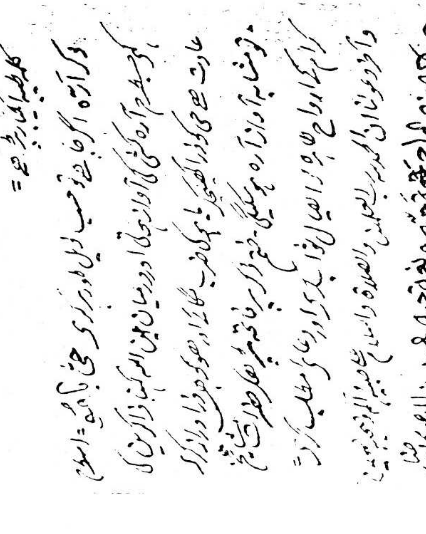

(۱۶)

اعتصام حزب البحر الف

الحمد شریف مع آمین - پھر الحمد للہ الذی خلق السمٰوٰت والارض
وجعل الظلمٰت والنور تا یعلم سرکم وجھرکم ویعلم ما تکسبون

پھر آیۃ الکرسی تا واللہ بکل شیء علیم - پھر آمن الرسول تا فانصرنا علی القوم الکافرین - پھر
آیت ثعلب ثم انزل علیکم من بعد الغم امنۃ نعاسا تا ان اللہ علیم بذات
الصدور پھر آیت محمد محمد رسول اللہ والذین معہ تا اجرا عظیما - پھر
رب سہل ویسر ولا تعسر علینا یا رب بحق ا ب ت ث
ج ح خ د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ع غ ف ق ک ل
م ن و ہ لا ء ی جئناک علیٰ ھیئۃ مساکین حفاۃ عراۃ
مشاۃ قد خلت مواعید عفوک ندعو عرفاتها ونحن وقوف
بنواحی عرفات یا نقبا یا نجبا یا رقبا یا اخیار یا ابدال یا اوتاد یا قطب
یا غوث یا عمد رحمکم اللہ تعالیٰ اغیثونی لغوثکم وانظروا الی
بنظرتکم واجیبونی بدعوتکم واعینونی بقوتکم السلام
علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا رجال الغیب نادِ علیاً مظہر العجائب
تجدہ عونا لک فی النوائب کل ھم وغم سینجلی بنبوتک
بعزتک یا اللہ وبنبوتک یا رسول اللہ وبولایتک یا علی یا علی یا علی
اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطن الرجیم - اعتصام ختم
اسکے بعد حزب شروع ہے - اشارات نزول اجابت جس جگہ ضرورت ہوگی لفظ لکھ کر دیئے گئے ہیں

اشارات و ضمائر و محال اجابت

زُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا ط پر انگشت سبابہ جانب کے ہاتھ بیٹھ کر جنبش دیں
فَثَبِّتْنَا پر کا ثبوت یا استقلال کے لیے دعا کریں هٰذَا الْبَحْر کسی خاص مراد کیلئے پڑھیں
تو یہاں اس مراد کا خیال کریں اور بحر سے اس مراد کا تخیل کریں کشتی میں سلامتی
کے لیے پڑھے تو یہاں ہمیشہ یہ شعر یاد رکھے۔ "خداوندا خود را در رفیقان خود را بجو سپردم سلامت بساں"
وَالْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ ط یہاں تسخیر امرا و حکام و سلاطین کا خیال کریں۔
وسخر لنا کل شیٔ یہاں ہر شے کی تسخیر کا تخیل کریں
ملکوت کل شیٔ یہاں مراد کا خیال دل میں لائے
کٓهٰیٰعٓصٓ تین بار پانچ حرف ہیں ہر حرف پر دونوں ہاتھوں کی انگلیاں بند ہونگی اور خنصر سے
شروع ہو کر ابہام پر ختم ہوگی۔ پہلی بار بند کرتے وقت حصول مطلب کا خیال کریں بعد دوبارہ کھولتے وقت
فتح و ظفر مقصود کا خیال کریں پھر سہ بارہ بند کرتے ہوئے مطلب کے آنے کا خیال کریں۔ اور ابہام پر ...
خنصر کھولے اور وافتح لنا پر بنصر اور واغفر لنا پر وسطی اور وارحمنا پر سبابہ اور آخر میں
وارزقنا پر انگشت کھولے۔
هُمْ الرَّاحِمِيْنَ یہاں محبت کی نیت يُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا
لِّلّٰهِ ط تصور باندھے۔
وَهَبْ لَنَا یہاں غنا و زیادتی دولت کے لیے تصور باندھے يَا غَنِيُّ اَغْنِنِيْ وَارْزُقْنِيْ
رِزْقًا طَيِّبًا وَاسِعًا بِغَيْرِ حِسَابٍ
مِنْ خَزَائِنِ رَحْمَتِكَ یہاں حاجت و مطلب کا خیال لائے۔
اللّٰهُمَّ يَسِّرْ لَنَا اُمُوْرَنَا ۔ یہ محل اجابت ہے خیال مراد دل میں لائے

ح

وَاطْمِسْ عَلٰی وُجُوْهِ اَعْدَائِنَا ؕ سیدھے ہاتھ کی مٹھی باندھکر نیچے کی جانب

اسطرح اشارہ جیسے کوئی شے پھینک ماری دشمن اور شیطان کے دفع کا خیال کرے دشمنوں کا تخیل اپنے سامنے بصورت پر

مَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْن یہاں دفع اعدا کا خیال ہو اور انکا تمثل کرکے

فَهُمْ مُقْمَحُوْن یہاں آکر جلد جلد تیسری بار دفع اعدا کا خیال لائے۔

فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْن شَاهَتِ الْوُجُوه یہ کلمہ تین بار پڑھے اور ہاتھ پر پڑھ پڑھ کر دم کرے جیسے کسی چیز کو پھونکا کرتے ہیں

شَاهَتِ الْوُجُوه یہاں پہنچکر ستر بار آیہ کریمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ

بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰن مِنَ الظّٰلِمِيْن پڑھے اور اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ كَمَالَ

الْمَعْرِفَةِ وَحَقِيْقَةَ الْيَقِيْن کمال معرفت حاصل ہو باذن تعالیٰ۔

حٰمٓ سات بار۔ پہلا یمین دوسرا یسار تیسرا قدام چوتھا خلف پانچواں تحت چھٹا

فوق ساتواں دونوں ہتھیلیوں پر دم کرے اور اپنے تمام بدن پر پھیر لے

كٓهٰيٰعٓصٓ پر دونوں ہاتھ کی انگلیاں بند کرے از خنصر تا ابہام بالترتیب۔

حٰمٓ عٓسٓقٓ پر کھولے اوسی ترتیب سے

رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْم یہاں شیطان سے حفاظت ایمان کیلئے ستر بار یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ

اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا صَادِقًا وَّيَقِيْنًا كَامِلًا وَّقُلْ رَّبِّ

اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيٰطِيْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ

رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنَ پھر یہ اسم پڑھے يَا قَاهِرُ ذَا الْبَطْشِ

الشَّدِيْدِ اَنْتَ الَّذِیْ لَا يُطَاقُ انْتِقَامُهٗ يَا قَاهِرُ ؕ

لیس شریف میں مجاہد کی تحقیق العزیز کے اس دعائے مبارکہ میں دوسری روایت کی بنا پر تنزیل بفتح لام اور مسندًا بضم سین پڑھا جائے گا

اختتام

یا اللہ یا اللہ یا نور یا حق یا مبین اکسنی من نورک وعلمنی من علمک وفهمني عنك واسمعني منك وبصرني بك والزمني بشهودك ويسرني الطريق إليك وهونها علي بفضلك انك على كل شيء قدير وبالاجابة جدير اعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق يا عظيم السلطان يا قديم الاحسان يا دائم النعيم يا باسط الرزق يا واسع العطايا يا دافع البلايا يا سامع الدعاء يا حاضر ليس بغائب يا موجودا عند الشدائد يا خفي اللطف يا لطيف الصنع يا مجمل الستر يا حليما لا تعجل يا جوادا لا تبخل فاقض حاجتي برحمتك يا ارحم الراحمين ان الله وملٰئكته يصلون على النبي يا ايها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وآله وصحبه اجمعين وصلى الله تعالى على خير خلقه سيدنا محمد وآله وصحبه اجمعين

سبحٰن ربك رب العزة يا آخر بهم صلاة تنجينا يا انك على كل شيء قدير بهم يا سميع يا عليم يا عظيم يا حكيم يا علي اسمع دعائي بخصائص لطفك يا اللہ آمین برحمتک یا ارحم الراحمین (سہ بار) مسک ختام اختتام

بعد طلوع آفتاب دو رکعت نفل پڑھے اور ہر رکعت میں تین تین بار سورۂ اخلاص بعد فاتحہ پڑھکر ثواب اس کا روح پر فتوح حضرت شیخ ابو الحسن شاذلی [illegible] کو بخشے اور ان کی روح مقدس سے استمداد چاہکر شروع کرے [illegible]

[illegible]

١٧

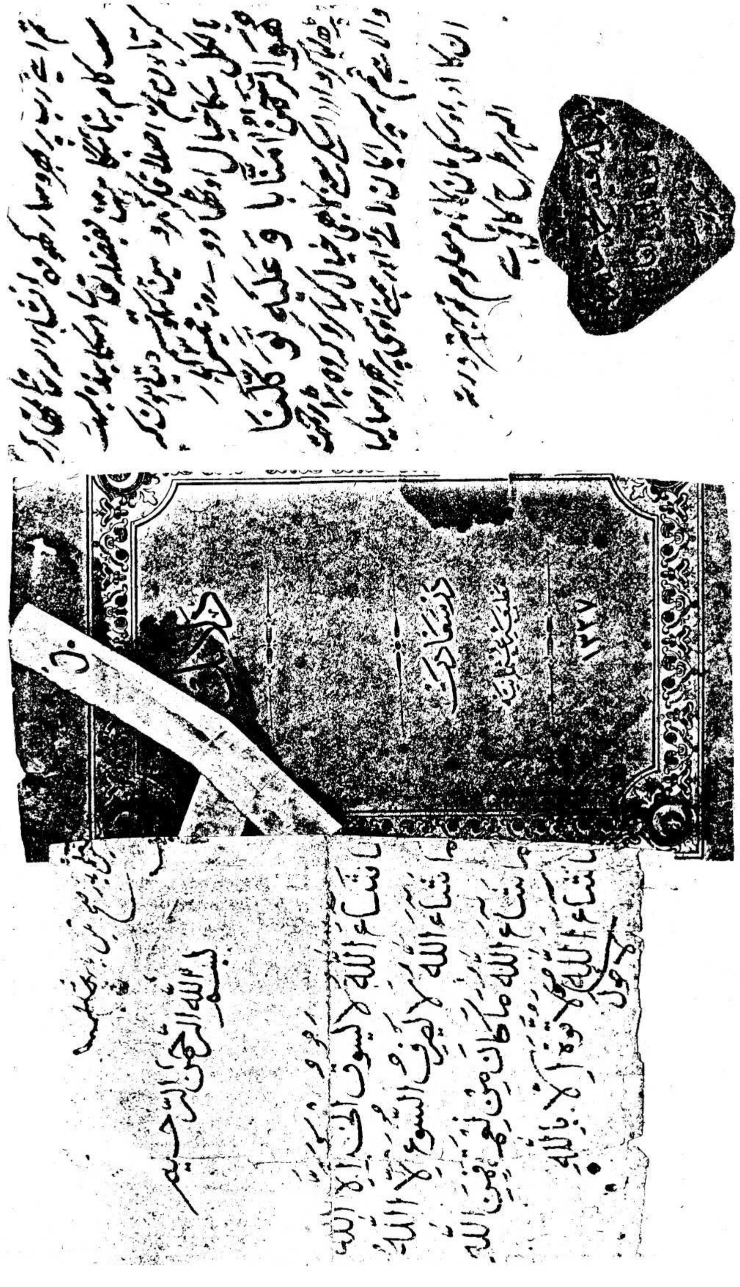

(۱۸)

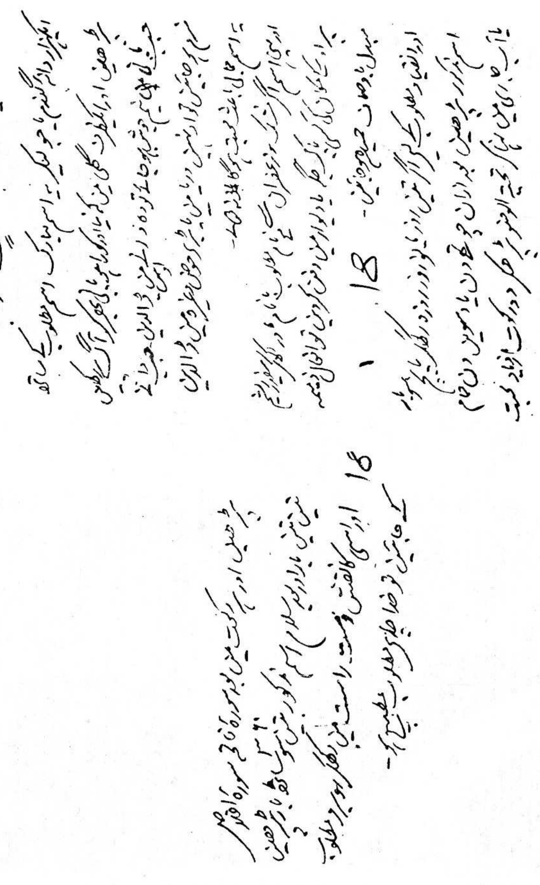

(۱۹)

(۲۰)

۲۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الحمد للہ فقیر غفرلہ القدیر اس تالیف منیف و ترصیف لطیف کے مطالعہ سے مسرور ہوا۔ مولیٰ عزوجل اسکے مؤلف سعید حمید رشید فرزند دلبند سعادتمند مولٰنا مولوی برہان الحق جعلہ اللہ تعالیٰ کاسمہ دلیل الصدق ذا برھان الحق کو دارین میں مدارج عالیہ و معارج جلیلہ کرامت فرمائے۔ بحمد اللہ تعالیٰ یہ ان کے والد ماجد عمدۃ العلماء زبدۃ الفضلاء حامی السنن ماحی الفتن حسنۃ الزمن زینۃ الایام مولٰنا مولوی حافظ شاہ محمد عبد السلام سلمہ السلام لحمایۃ الاسلام و نکایۃ الکفرۃ والمبتدعین اللئام وادام فیضہ الی یوم القیام کے برکات ہیں۔

ع وحسن نبات الارض من کرم البذر ٭ غفر اللہ لہ ولی ولھما ولجمیع اخواننا اہل السنۃ ووقانا جمیعا برحمتہ من کل فتنۃ ومحنۃ بجاہ سید الانس والجنۃ علیہ وعلی الہ وصحبہ وابنہ وحزبہ الصلاۃ والسلام علی مر اللیالی والایام آمین۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

محمدی سنی حنفی قادری

عبد المصطفٰی احمد رضا خان

الرسول

احمد اللہ خالق النسم ٭ ذارئ اللوح بارئ القلم

۲۹

صلی علی الحبیب لہ ٭ اعلم الخلق خیر کلھم
علی الہ واصحابہ ٭ ما نم السحاب بالدیم
فی ھذا اتممت نتراکم ٭ فالجواب الجواب بالحکم
من الحق فیہ یا برھان ٭ فسماہ للاسمک کسمی

فقیر محمد ان المعروف بحامد رضا القادری
کان اللہ تعالیٰ لہ

اصبت فیما اجبت
فقیر مصطفٰی رضا القادری عفی عنہ

مہر جناب حامد رضا خان قادری

مہر جناب مصطفٰی رضا خان صاحب قادری

مہر جناب محمد رضا خان صاحب قادری

مہر سمیع احمد خان صاحب

مہر جناب محمد امجد علی صاحب رضوی

ملنے کا پتہ

قاضی محمد اکبر خاں صاحب سوداگر بازار نوارٹ گنج شہر جبل پور
حافظ عبد الشکور غوث احمد صاحب کلاتھ مرچنٹ لارڈ گنج جبل پور

۲۱

(۲۱)

تاریخ وصال تاج المحققین سراج المدققین حضرت مولینا اکمل مجددہ اولینا عالیجناب مولانا مولوی محمد ظہور الحسین صاحب فاروقی نقشبندی مجددی الرامپوری رحمہ اللہ المولی تعالی رحمۃ واسعہ

از نتائج افکار حضرت مولینا العالم الفاضل الفہامہ السنی الحنفی جناب مولوی حامد رضا خان صاحب الرضوی النوری البریلوی حفظہ ربہ الاعلی

۱۳۴۲ھ ۱۳۴۲ھ ۱۳۴۳ھ

تاریخ وصلہ

۱۳۴۲ھ

تاج المحققین سراج المدققین حضرت مولینا اکمل مجددہ اولینا اولی جناب ظہور حسین

۱۳۴۲ھ ۱۳۴۲ھ ۱۳۴۲ھ

رحمہ اللہ المولی تعالی رحمۃ واسعہ ۱۳۴۲ھ

قد نعینا نعی الیقین	انما متنا وما جاء الیقین	موتۃ العالم ممات العلمین
بیشک ہمیں ایک یقینی خبر دی گئی ہے	جس سے ہم بے موت مر گئے	عالم کی موت تمام عالم کی موت ہے
ثلمۃ فی الدین ہذا ما ذین	الثلم دین النبی الثلم	ثلمۃ فی ای دین ای دین
اور دین میں رخنہ ہے یہ بات یقینی ہے	نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا دین رخنہ دار ہو گیا	کس دین میں رخنہ ہو گیا کیسا مبارک دین رخنہ دار ہو گیا
قد لعمری ظن طب طابن	کان فی ذات الیمین للیمین	کان حبرا کان بحرا باذخا
میری جان کی قسم ایسے ماہر حاذق نے وصال فرمایا	جو مستحاب یمین یعنی اصحاب جنت میں برکت والے تھے	عالم تھے اور بحر ذخار تھے

۲۲

فی علوم العقل والنقل الرزین	کان صوفیا صفیا صافیا	فی حسان الوجہ کالماہ المعین
علوم عقل اور علوم نقل خوب درست ہیں	صوفی برگزیدہ اور صاحب صفا تھے	خوبصورت والے اولیاء اللہ میں مثل آب جاری کے تھے
کان ضربا کان غرا صالحا	من عباد اللہ ولی الصالحین	بار ا برا تقیا عابدا
صاحب ذہن رسا اور منور پیشانی اور صالح تھے	اللہ کے بندوں میں سے جو تمام صالحین کا مالک و مولی ہے	نیکوکار اور نیک اور پرہیزگار تھے اور
فی دیاجیر لیالی الساہرین	کان قرما کان شہما شافعا	فی میادین الوغی لیث العرین
تاریکیوں اور جاگنے والوں کی راتوں میں عبادت گزار تھے	سردار اور ذہین دل والے بلند مرتبہ تھے	جنگ کے میدانوں میں کچھار کے شیر تھے
مات من من موتہ مات العلوم	والمواعظ وادراس الطالبین	شمروا عن ساق جد فی الطلب
انہوں نے وصال فرمایا جنکے انتقال سے علوم کا انتقال ہو گیا	اور مواعظ اور طلبا کی درس و تعلیم کو موت آ گئی	کوشش کی ساق علم کی طلب میں پائینچہ چڑھا کر
اطلبوا العلم ولو کان بصین	لیس فینا من یدانی فضلہ	من وجوہ الفضل ذو فضل مبین
علم کو طلب کرو اگرچہ چین میں ہو	اب ہم میں کوئی ایسا نہیں جو انکے علم و فضل کے قریب ہو	فضل والوں میں وہ ظاہر و روشن فضل والے تھے
انما نشکوا الی اللہ ثیا	من بعاد الخدن من بین الخادمین	عم صباحا یا ابا نور الحسین
ہم اللہ ہی کی طرف اپنے رنج و غم کی شکایت کرتے ہیں	جو ہمیں دوست کی جدائی اور محبوب کے فراق سے حال ہوا ہے	اے مولوی نور الحسین کے والد بزرگوار جنت کی صبح میں سلامت رہیے
السلام طبتم من حور عین	مرحبا اہلا و سہلا مرحبا	لیمن اللہ نعم دار المتقین
حوران عین کا سلام علیکم طبتم کہنا آپ کو مبارک ہو	حوروں نے آپ سے مرحبا اہلا و سہلا مرحبا کہا	خدا کی قسم پرہیزگاروں کا گھر بہت اچھا ہے

حاک ارخ الوصل یا حامد رضا

اے حامد رضا وصال کی تاریخ پیش کرد

آیہ رضوان ادخلوہا خالدین

۱۳ ۴۲ ۵ ۱۳

اے رضوان کہدو ادخلوہا خالدین

(۲۲)

فرمان اعلیحضرت عظیم البرکت حجۃ الاسلام امام اہل السنت علامۃ الحاج مولٰنا مولوی مفتی قاری شاہ محمد حامد رضا خانصاحب قادری نوری زیب سجادہ

بریلی شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ حامداً ومصلیاً ومسلماً

نحمد اللہ خالق النسم ۔ بارء اللوح ذرء القلم
ونصلی علی الحبیب لہ ۔ سید الخلق خیر کلهم
وعلی الہ واصحابہ ۔ وعلی التابعین ذی الکرم
عن ہذا افہمت من سفر ۔ اسمہ للشریعۃ کسمی
ایّد اللہ مدیرہ الشبلی ۔ مع المسلمین بالحکم

حامد فادع لہ تضرعا
دیم فی الکون ما اقل الدیم

۹۳

۷۸۶

فقیر نے رسالہ مبارکہ شریعت کے بعض پرچے جستہ جستہ چند مقامات سے مطالعہ کئے۔ الحمد للہ اسے مطابق احکام شریعت وموافق عقائد حقہ اہلسنت اسم با مسمّٰی پایا۔ یہ رسالہ بنگرانی اور سرپرستی ایک عالم مقتدائے قوم وملت فقیر کے ماذون ومجاز طریقت فاضل جلیل وعالم نبیل جناب مولانا مولوی محمد سعید شبلی فرید کوٹی ماہانہ نشر واشاعت پاتا اور فیروزپور چھاونی (پنجاب) سے شائع ہوتا ہے مولٰی تعالیٰ یوماً فیوماً روزافزوں ترقی عطا فرمائے اور عامۂ اہل اسلام وبرادران اہلسنت کو عموماً اور فقیر کے عزیزان طریقت وخواجہ تاشان قادریت ویاران رضویت کو خصوصاً اسکی اعانت اور خدمت کی توفیق رفیق کرے۔ آمین۔

(دستخط حضرت حجۃ الاسلام) فقیر محمد حامد رضا خان (صاحب مدظلہ) قادری نوری غفرلہ

۲۳۔ شوال المکرم ۱۳۵۲ھ

(٢٣)

حسبی من الخیرات ما اعددتہ　　یوم القیامۃ فی رضا الرحمٰن

دین النبی محمد خیر الوریٰ　　ثم اعتقادی مذہب النعمانی

قال سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد

وعقیدتی و ارادتی و محبتی　　للشیخ عبد القادر الجیلانی

و انا انشدت و زدت فیہ

ولنسبتی بذیول عبد المصطفیٰ　　احمد رضا خان رحمۃ الرحمٰن

و توسلی و تو ددی و ارادتی　　بابی الحسین احمد النورانی

(۲۴)

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ

مسلمانو اگر تم جان و مال سے اللہ تعالیٰ یعنی اسکے دین کی مدد کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کریگا

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ

جلد ۵ پرچہ ۶ و ۷

جمادی الاخری و رجب ۱۳۱۹ھ

مخزن تحقیق ۱۳۱۵ھ

ملقب بہ

تحفۂ حنفیہ

اہتمام سے خاکسار ابو المسکین محمد ضیاء الدین پیلی بھیتی مدیر رسالہ کے

مطبع حنفیہ پٹنہ بخشی محلہ سے شائع ہوا

اشرف علی

(۲۵)

سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

الحمد للہ تعالےٰ والمنہ کہ

رویداد جلسہ امتحان مدرسہ اہل سنت

مسمّے بنام تاریخی بحساب بروجبیات

دربار حق و ہدایت ۱۳۱۸ھ

منعقدہ

۷-۸-۹-۱۰-۱۱-۱۲-۱۳- رجب المرجب سنہ ۱۳۱۸ھ

مرتبہ

محمد عبد الوحید حنفی فردوسی مہتمم مدرسہ حنفیہ وناظم تحفہ حنفیہ

حسب تجویز اراکین مجلس اہل سنت باہتمام ابو المسکین محمد ضیاء الدین مدیر تحفہ حنفیہ

از مطبع حنفیہ واقع پٹنہ محلہ بخشی گھاٹ شائع گشت

قیمت فی جلد

اشرف علی رقمہ

وَعَبْدُ الْمُقْتَدِرْ اَقْدَرْتَ قَدْرَہٗ	رَفِیْعٌ فَوْقَ مَا اغْتَاظَ الْحَسُوْدٗ
اور مولانا عبد المقتدر کیا تونے انکی قدر کا اندازہ کیا	اس سے بلند تر ہے جس پر حاسد نے غیظ کھایا
وَلِلْقَیُّوْمِ عَبْدٌ نَصْرُ دِیْنِہٖ	یَقُوْمُ بِہٖ وَاِنْ قُطِعَ الْوَرِیْدُ
اور قیوم جل جلالہ کے بندے اسکے دین کے مددگار	وہ دین پر قائم رہیں اگرچہ رگ جان کٹ جائے
عَلِیْمٌ عَالِمٌ عَلَمٌ شَہِیْرٌ	حَکِیْمٌ مُحْکَمٌ حَکَمٌ شَہِیْدُ
دانا عالم معروف مشہور	حکیم مضبوط صاحب حکم شہید
سِرَاجٌ اَبُوالذَّکَاءِ سَلَّمَہُ اللّٰہُ	حَبَاہُ سَلَامَۃَ الْمُبْدِی الْمُعِیْدُ
سراج الدین ابوالذکا شاہ سلامت اللہ رامپوری	انہیں ان کی سلامتی دے وہ اول و آخر بنانیوالا
عِنَایَاتُ الْاِلٰہِ لِعِنَایَۃِ اللّٰہِ	اِذَا یَضَّارُّ لَہٗ یُعْنٰی عَنُوْدُ
مولانا حافظ عنایت اللہ رامپوری کیلئے بڑی عنایات ہیں	جب کوئی ہٹ دھرم اپنی گمراہی کی کد وکاوش میں ہو
وَاِعْجَازُ الْحُسَیْنِ عَلٰی اَرْشَدَ	وَلِلْغَفَّارِ عَبْدٌ لَا یَبِیْدُ
اور مولانا اعجاز حسین اور مولانا ارشد علی رامپوری ہیں	اور غفار کے بندے کہ ہلاک نہ ہونگے
ظُہُوْرُ حُسْنِ الْحَسَنَیْنِ فِیْنَا	وَمُحْسِنُنَا لِاَکْبَرِنَا وَلِیْدُ
اور حسن حسنین کا ظہور ہمارے یہاں ہے	اور ہمارے محسن ہمارے اکبر کے صاحبزادے
وَفِیْ دَوْحِ الْعُلٰی حَامِدْ رَضَا	غِرَاسٌ جَدُّ وَدُہٗ الْغُصْنُ الْجَدِیْدُ
اور بلندی کے عظیم درختوں میں حامد رضا	اپنے اجداد کرام کے نہال سے شاخ تازہ

۵۱ صاحبزادۂ اعلیٰحضرت تاج الفحول محب الرسول قبلہ مدظلہم ۱۲ ۵۲ سچا واقعہ ہے فجزاہ اللہ خیر جزا ۱۲ ۵۳ یہ مولانا بوجہ علالت اور مولانا حافظ عنایت الرحمان صاحب آپ تشریف نہ لا سکے اپنے صاحبزادے دونیا بنا بھیجے ۵۴ مولانا عبد الغفار خان صاحب رامپوری تلمیذ مولانا ارشاد حسین صاحب مرحوم ۱۲

۴۰

ومولانا مولوی شاہ عزیز الدین صاحب ... ابوالعلائی زیب سجادۂ منعمین گھاٹ ومولوی شاہ محمد امیر صاحب سجادۂ تکیہ ومولوی سید اعظم شاہ صاحب شاہجہانپوری

واد خدا احسن سلامت بما
نیز عنایت زہدایت بما

بندۂ غفار و ظہور حسین
حسن جو بہرہ ز محمد حسین

شاہ اویسی روش احمد علی
عبد سلام آن برکاتی ولی

نوگل پھلواری و محسن بما
بندۂ واحد چو کریم رضا

شاہ سماعیل عزیز و اہیم
سید اعظم شہ و سید بشیر

حق بہ شہود ست نصیر و حمید
فاضل امیر اللہ و فضل المجید

خان خلیل آن سوے رحمن مضاف
مومن ساجد رمضان عبد کاف

آنکہ لطیف ست عزیز و مجید
جملہ بشارت ز عبیدش رسید

بخشش حافظ چو غنی وصلہ گیر
دین بہ امام و بہ مسیح و بشیر

بہر حسین آنکہ غلام نکوست (رضی اللہ تعالے عنہ ۱۲)
عبد مظفر شدہ ز اعجاز اوست

حامد ما عالم علم ہدے
نوگل گلزار جناب رضا

حسن بہارش ز خزان دور باد
چون اب و جد ناصر و منصور باد (مد ظلہ ۱۲)

نیز عبید اللہ و عبد الرحیم
آن علی ارشد و سید عظیم

این ہمہ پنجاہ و سہ پنجہ دگر
نافہ سرپنجۂ آن شور و شر

از اثر کوشش عبد الوحید
خلد نہم گشت بہ پٹنہ پدید

یارب ازین گلشن مینو نہاد
دست دے و جور خزان دور باد

مدح عما و ہم این وحید
ہست ز یارائے زبانم بعید

اکرمک اللہ وحید زمن
ندوہ شکن ہستی و ندوی فگن

اے حسن احسنت حسن کن ختام
بر شہ دین باد درود و سلام

۱۲۱

کیطرف واجب الصدق ہے کذب وہان محال بالذات ہے امکان کا ماننے والا
گمراہ بدذات ہے ثانیاً قد ثالثاً لامرابعًا بالحق سے اوسکی تاکیدین ارشاد
ہوئین تعبیر رؤیا کا بیان اور اوسکے متعلق لطائف حکمیہ کا تبیان اور یہ کہ خواب انبیا
وحی ہوتی ہے اور اوسپر خواب سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم کا بیان اور اوسکے
سبب ذبح ولد پر اقدام کہ بے نص قطعی قطعًا حرام تو خواب انبیا ضرور نص قاطع کیطرح ثبت احکام
یہی بیان ہورہا تھا کہ فاضل نوجوان مولانا مولوی محمد حامد رضا خان سلمہ المنان نے آکر کان مین کہا کہ کچھ
ندوی حضرات آگئے ہین معًا عنان عزیمت جانب اظہار مکائد ندوہ پھیری۔ کہ وعدۂ آلہیہ صادق آیا
سال آیندہ کہ مکہ معظمہ فتح ہوا لوگ فوج فوج دین خدا مین داخل ہوئے اسلام کی ترقیان
صحابہ کی جان نثاریان ہجرت کے احوال نصرت ذی الجلال کا بیان کیا کہ اسوقت ظہور
مدد عظیم وفتح مبین کیا محل عجب تھا مولی عزوجل نے اوسوقت اپنے محبوب اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
کی وہ نصرت ظاہرہ باہرہ قاہرہ زاہرہ فرمائی جب ظاہری سامان اصلا نتھا فوج نہ لشکر نہ ہتھیار
نہ تھا تلے مین اذن پروردگار اور ایک جہان برسرپکار۔ جب کفار نے دار الندوہ مین جماؤ کیا
مصطفے صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے خلاف مشورے ہوئے شیخ نجدی ملعون پیرمرد بنکر آیا اور
اوس گمراہ انجمن کا رکن اعظم بنا مگر انجام کیا ہوا کہ جعل کلمۃ الذین کفروا السفلے وکلمۃ
اللہ ھی العلیا اللہ تعالی نے کافرونکا قول پست وذلیل فرمایا اور اللہ ہی کا بول ہے بالا
اور ہمیشہ سنت آلہیہ ہے کہ باطل کے لیے ابتداءً ایک صولت ہوتی ہے کہ صادق وکاذب کا
امتحان ہو لیھلک من ھلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ انجام کار ظفر
ونصرت نصیبۂ اہل حق ہے قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان
زھوقا والعاقبۃ للمتقین اسی کی مثالون مین اوس ندوۂ ہالکہ کی پچھلی جانشین

۸۰

(۲۶)

رجسٹرڈ نمبر اے ۱۶۱۸

یادگارِ رضا

مذہبی - اخلاقی — معاشرتی — تمدنی - تاریخی

ماہوار رسالہ

26

بسرپرستی

حضور حضرت حجۃ الاسلام جناب مولانا مولوی مفتی قاری حاجی شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب دامت برکاتہم

زیر ادارت

ابو المعانی محمد ابرار حسن صدیقی و

نائب مدیر ابو الفرح محمد علی حامدی

باہتمام جناب مولانا مولوی محمد ابراہیم رضا خاں صاحب

مطبع اہلسنت بریلی میں چھپا اور دفتر جماعت رضائے مصطفےٰ بریلی سے شائع ہوا

(ماہنامہ یادگار رضا)

۲۷

وَاسْتَعِینُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃ

یہ رسالہ علامہ سید احمد زینی دحلان مکی رحمۃ اللہ کے عربی رسالہ کا
ترجمہ ہے اس میں نماز پڑھنے کی فضیلت اور اسکے ترک پر منقصیت
اور نماز باجماعت کی اہمیت قرآن واحادیث و اقوال ائمہ
وعلما سے بوجہ احسن بیان کیگئی مسمّٰی بہ

ترغیب الصلاۃ والجماعۃ

مترجمہ
جناب مولوی عبد العزیز صاحب صدیقی میرٹھی زید مجدہ
بسرپرستی حضور اقدس حجۃ الاسلام مولٰنا مولوی شاہ محمد حامد رضا خان
صاحب قبلہ دامت برکاتہم
باہتمام جناب مولٰنا مولوی محمد ابراہیم رضا خان صاحب
حامدی رضوی خاص مطبع اعلیحضرت قدس سرہ

مطبع اہلسنت وجماعت واقع آستانہ عالیہ رضویہ
بریلی میں چھپکر شائع ہوا

۵۰۰ جلد　　(رمضان المبارک ۱۳۴۷ھ)　　قیمت ڈیڑھ آنہ

(۲۸)

(۲۹)

حسن انتساب

بات مہینوں کی نہیں سالوں کی ہے ۔ تقاضے پر تقاضا ہوتا رہا۔ وہ بھی مدینۃ الرسول سے دعاؤں کے ساتھ ۔۔۔۔ نہایت نرم شفقت بھرے لہجے میں ۔ کبھی پیر جو گوٹھ، کراچی اور لاہور سے تحریر فرمایا ۔۔۔۔ ''حضرت حجۃ الاسلام کی سوانح کی بڑی کمی ہے ۔ یہ کام آپ ہی کر ڈالیں'' ۔۔۔۔ کبھی یوں ہمت افزائی فرمائی ۔۔۔۔ ''اس کام کیلئے آپ نہایت موزوں ہیں'' ۔۔۔ وقت کب کسی کا ساتھ دیتا ہے! گزرتا چلا گیا ۔۔۔۔ میری مصروفیات کتنی ہی سہی ۔۔۔۔ آخر یہ گوشت پوست کا آدمی کب تک معذرت کرتا۔ اور وہ بھی کس سے، جس کا مقصد زندگی ہی بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میں ہر سال کی حاضری ہے۔ آخر اس کی دعائیں کب تک نہ کام کریں! دل نے فیصلہ کیا اور اس کا یہ فیصلہ بر وقت تھا ۔۔۔۔ اچانک ایک دن ہاتھوں میں جنبش ہوئی اور قلم ''چل مرے خامہ بسم اللہ'' لکھتا ہوا چل پڑا ۔۔۔۔ یہ کچھ دفعتاً کیسے ہو گیا؟

بات صرف عقیدت کی نہیں، حقیقت کی بھی ہے ۔ کہ یہ سب کچھ جسکی دعاؤں تمناؤں اور عنایتوں سے ہو رہا ہے ، کیوں نہ میں اسی مخدوم العلماء شیخ الحدیث والتفسیر جامعہ راشدیہ پیر جو گوٹھ خیر پور سندھ الحاج الزائر مولانا تقدس (۱) علی قادری رضوی تلمیذ امام احمد رضا قدس سرہٗ و ماذون ومجاز سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ حامدیہ وفرزند نسبتی صاحب تذکرہ حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خانصاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ و سابق مہتمم جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف کے

(۱) مولانا تقدس علی خاں بن سردار ولی خاں بن حکیم ہادی علیخان بن رئیس الحکماء تقی علی، برادر حقیقی مولانا رضا علی خاں، جدامجد امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہم العزیز

نام نامی اور سلسلۂ گرامی سے اس تاریخی ترتیب ''احوال شاہ[1] حامد رضا'' کو معنون و منسوب کردوں۔

ہر آبروئے کہ اندوختم ز دانش و دیں
فدائے خاک رہ ایں نگار خواہم کرد
ع ''میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا کا تیرا''

محمد ابراہیم خوشتؔر صدیقی قادری رضوی
سنی رضوی اکاڈمی، ماریشس

---

(۱) ''احوال شاہ حامد رضا'' سال تسوید کا مادہ تاریخ ہے اور اس کتاب کا یہی وہ صفحہ ہے جسکو مخدومی و مربی مولانا تقدس علی خاں نے ملاحظہ فرمایا اور راقم الحروف مرتب کو دعاؤں سے نوازا۔

آہ وہ یادگار سلف امام احمد رضا کے آخری تلمیذ ۳/رجب المرجب ۱۴۰۸ھ کو کراچی میں وصال فرما گیا۔ پیر جو گوٹھ سندھ میں تدفین ہوئی۔

سال وصال کا تاریخی مادہ ''حضرت تقدس علی خاں پاک نہاد'' برآمد ہوا۔
۱۴۰۸ھ

صدائے باز گشت

حضرت حجۃ الاسلام شیخ الانام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب بریلوی ادخلہ السلام فی دارالسلام کے وصال ۱۷/ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ ۲۳/مئی ۱۹۴۳ء کے بعد ہی عرس چہلم میں اکابر علما مخلصین مریدین خلفا نے شدت سے آپ کی سوانحی ضرورت کو محسوس کیا۔ اوراس سلسلہ میں تبادلۂ خیالات بھی ہوا۔ چناں چہ ۲۵/صفر مظفر ۱۳۶۳ھ کو مخلصین کے اجتماع میں ”جمعیۃ حامدیہ“ کے نام سے ایک انجمن کے قیام کا اعلان کر دیا گیا۔ اس کے مقاصد میں سوانح حیات تصانیف کی اشاعت، رسالۃ الحامد کا اجرا کا ذکر نمایاں تھا۔ جمعیۃ حامدیہ کے قیام اوراس کے مقاصد کے حصول میں حضرت مولانا تقدس علی خاں رضوی ماذون ومجاز وفرزند نسبتی حضرت حجۃ الاسلام وحضرت مولانا مفتی ابرارحسن صدیقی تلہری ماذون ومجاز حضرت حجۃ الاسلام خصوصی طور پر سرگرم عمل رہے۔

وقت گذرتا گیااور بہت سے دوسرے مسائل سامنے آتے چلے گئے۔ علما اور مشائخ کی سعی بارآور ہوئی، پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔ لاکھوں مسلمان ہجرت کے مصائب سے دوچار ہوئے۔ وقت کے اس انقلاب میں لوگ خس وخاشاک کی طرح بہہ گئے۔ آستانۂ عالیہ قادریہ رضویہ اور جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی کی ترقی وبقا استحکام اور خانقاہی وتعلیمی آداب کا باقی رہنا ضروری تھا۔ مخلصین میں کچھ لوگ اس دنیا ہی سے رخصت ہو گئے اور کچھ لوگوں نے حالات کے پیش نظر پاکستان کو اپنا وطن بنالیا۔ اور جولوگ بریلی شریف میں رہے خصوصاً حضور مفتی اعظم ہند مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب سجادہ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ، مفسر اعظم ہند مولانا شاہ محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں قدس سرہم العزیز۔ وہ نئے پیدا ہونے والے مسائل میں مصروف ہو گئے۔

ان تمام وقتی دشواریوں کے باوجود سوانح حامدی کی باز گشت وقتاً فوقتاً سننے میں آتی رہی۔ چنانچہ شاہ مانا میاں قادری رضوی نبیرۂ شاہ وصی احمد محدث پیلی بھیتی نے اس ضرورت کا بڑے وقیع انداز میں ذکر فرمایا۔

''حضرت حجۃ الاسلام کی علمی روحانی زندگی پر ایک مستقل کتاب کی
ضرورت ہے۔ اگر چاہنے والوں میں کوئی قدم اٹھاتا تو بڑا کارنامہ
ہوتا''۔ (سوانح اعلیٰ حضرت بریلوی مطبوعہ کراچی ص ۷۰)

اس کے علاوہ عرس حامدی بریلی میں تو یہ اعلان بار بار سننے میں آتا رہا۔ کچھ مضامین بھی بعض رسائل میں سوانح حیات سے متعلق شائع ہوئے۔ مگر وہ سب نہایت مختصر اور ناکافی تھے۔ اکابر اہلسنت یکے بعد دیگرے رخصت ہو چکے تھے۔ معاصر ''بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں'' کی قطار میں صف آرا تھے۔ یہ خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ کہیں حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہٗ کے راویان سوانح ہی مفقود نہ ہو جائیں۔

مولیٰ تعالیٰ غریق رحمت کرے حضرت مولانا تقدس علی خاں رضوی کو کہ آپنے اپنے اس حلقہ بگوش راقم الحروف خوشتر کو حضرت حجۃ الاسلام کے سوانح کی تصنیف وترتیب جیسی خدمت برتر کے لئے نہ صرف حکم فرمایا بلکہ ممکنہ معلومات بھی فراہم کیں۔ بار بار تقاضا فرماتے رہے۔ اور میں ان پندرہ سالوں میں اپنی خانقاہی اور سنی رضوی سوسائٹی کی تعمیری، تعلیمی، اشاعتی کاموں کی مسلسل مصروفیات میں افریقہ، جزیرۂ ماریشس اور یورپ میں در بدر رہا۔ اور جو کام بہت پہلے ہو جانا چاہیئے تھا وہ ہنوز معرض التوا میں پڑا رہا۔ تا آنکہ حضرت تقدس میاں صاحب کا وصال ہو گیا۔ مگر

ع ''اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے'' اور وہ وقت آچکا تھا۔ جو کام برسوں میں نہ ہو سکا وہ مہینوں میں ہو گیا۔ اور ؎

ایں دعا از بندہ آمیں از ملک پوزش از بغداد اجازت از ملک

تذکرۂ جمیل کی روایاتی سندیں

راقم الحروف مرتب نے جب سے ہوش کی آنکھیں کھولیں، حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں علامۂ بریلوی کے جمال و کمال کا آفتاب نصف النہار پر دیکھا اور اپنے زمانہ میں حضرت کا کسی کو شریک و سہیم نہیں پایا۔ مشائخ میں آپ اپنی مثال نظر آتے ۔ پھر یہ حسن اتفاق کہیئے کہ مجھے اساتذہ بھی حامدی میسر آئے ۔

میں انہیں ایام سے ان روایتوں کو جمع کرتا جو حضرت حجۃ الاسلام کی سوانح سے متعلق تھیں ۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل حضرات سے میں نے براہ راست استفادہ کیا۔

۱۔ حضرت علامہ حسنین رضا خاں خلیفہ و برادرزادہ امام احمد رضا کی خدمت میں کئی ماہ حاضر رہا۔ بہت سے واقعات براہ راست سننے میں آئے ۔ نیز سوال و جواب کی صورت میں آپ کے ارشادات ٹیپ کیسٹ میں محفوظ کر لئے ۔

۲۔ طالب علمی کے ابتدائی ایام میں حضرت حجۃ الاسلام کے خلفا حضرت محدث بریلی شیخ الحدیث مولانا احسان علی صاحب صدیقی، حضرت ابو المعانی مولانا مفتی ابرار حسن صاحب صدیقی مدیر یادگار رضا بریلی، حضرت مولانا الحاج تقدس علی خاں فرزند نسبتی حضرت حجۃ الاسلام و مہتمم جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی، جامع معقول و منقول مولانا سردار ولی خاں عزو میاں صاحب ۔ پھر چند دنوں بعد حضرت صاحب سجادہ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ حامدیہ مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں و صاحبزادہ حجۃ الاسلام مولانا محمد حمّاد رضا خاں نعمانی میاں صاحب کی صحبت و خدمت کا موقع ملتا رہا۔ ان مرحومین سے روایۃً وسمعاً بہت کچھ حاصل کرتا رہا۔

۳۔ ۱۹۵۳ء سے ۱۹۵۵ء تک سیدی وسندی استاذی حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد سُرہٗ بدار احمد کے حضور زانوئے ادب طے کرنے کا لائل پور میں زریں موقع میسر آیا۔ ان سالوں میں کتب معقول و منقول کے علاوہ دورۂ حدیث شریف پڑھنے کا حضرت سے شرف حاصل رہا۔

یہ اظہار واقعہ ہے کہ حضرت استاذی کی مجلس تدریس اور صحبت و خدمت میں حضرت حجۃ الاسلام کا شخصی کمال اور علمی جاہ وجلال کا گوشۂ مستور آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہوا۔ اور آپ کی صورت وسیرت کے حسین خدوخال نمایاں سے نمایاں تر ہوتے گئے۔

۴۔ محدث اعظم پاکستان کے وصال ۱۳۸۲ھ ۱۹۶۲ء کے بعد میں سیلون اور ماریشس میں مسلسل آٹھ سال تک دینی خدمات انجام دیتا رہا۔ پھر یہ حسن اتفاق کہیئے کہ ۱۹۷۲ء میں پاکستان واپسی ہوئی اور ایک بار پھر حضرت تقدس میاں صاحب کا پیکر تقدس سامنے آگیا۔ انہوں نے حضرت حجۃ الاسلام کا بچا کھچا نہایت مختصر سوانحی سرمایہ جو پاکستان لائے تھے، میرے حوالے کر دیا۔ اب میں ”قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند“ کی تختی بغل میں دبائے ادھر ادھر خدمت دین متین میں پھرتا رہا۔ کہ حضرت تقدس میاں گل سرسبز حامدیہ رضویہ کا وصال (۱۴۰۸ھ) ہو گیا۔ اور سوانح حضرت حجۃ الاسلام تذکرۂ جمیل“ کی ساری تدوین وترتیب کی ذمہ داری مجھ تن تنہا پر عائد ہو گئی۔

۵۔ مجھے اس سلسلہ میں مارہرہ مقدسہ اور بریلی شریف شدِّ رحال کرنا پڑا۔ اور ایک بار پھر میں نے آقاؤں کے دروازے پر دستک دی اور اپنے محب گرامی قدر حضرت شیخ الحدیث مولانا تحسین رضا خاں بریلوی کو اس کار حامد رضا میں شریک بالرضا پایا۔

”تذکرۂ جمیل“ کے یہ چند اوراق انھیں نفوس قدسیہ کے عطایا ہیں۔ ہاں ان میں زبان وقلم کی کوئی لغزش یا بیان وروایت میں کوئی جھول نظر آئے تو اس کا ہر طرح ذمہ دار راقم الحروف مرتب ہوگا۔

اب میں اخیر میں خواجہ تاشان حامدی رضوی کی توجہ مبذول کرانا چاہوں گا کہ ”تذکرۂ جمیل“ حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں کی سوانح کا آغاز ہے اور احباب واصدقا کے لئے اس عنوان پر صلائے عام ہے۔ ابھی حضرت کی سیرت کے بہت سے نقوش مدہم اور علم وفضل کی داستان نامکمل ہے۔ بہرحال راقم الحروف مرتب ان اوراق میں جتنا پیش کر سکا وہ اس کا حصہ تھا۔ اور مزید جو پیش کرے گا وہ اس کا حصہ ہوگا ؎

بے مثالی کی ہے مثال وہ حسن
خوئے یار کا جواب کہاں

بریلی کہاں ہے؟

حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں اور ان کے آباواجداد کا وطن بریلی ہے۔

بریلی بھارت کے صوبہ اتر پردیش (یوپی) کا ایک قدیم اور مشہور شہر ہے۔ اسے بانس بریلی بھی کہا جاتا ہے۔ اسلامی شان وشوکت اور شعائر مسلک اہل سنت وجماعت اس کے در و دیوار سے نمایاں ہیں۔

بریلی بہت بڑا جنکشن اسٹیشن ہے جو بڑی ریلوے لائن پر امرتسر سے براستہ سہارنپور کلکتہ جانے والی لائن پر واقع ہے۔ نجیب آباد، مرادآباد، رامپور، بریلی سے پہلے مشہور شہر اور بڑے اسٹیشن ہیں۔ اسی لائن پر بریلی سے آگے شاہجہاں پور، ہردوئی، سندیلہ، ملیح آباد لکھنؤ آتے ہیں۔ اس کے بعد گاڑی فیض آباد اور بنارس ہوتی ہوئی کلکتہ چلی جاتی ہے۔

بریلی سے علیگڑھ، آگرہ، آنولہ، بدایوں اور مارہرہ جانے والی گاڑیاں ملتی ہیں۔ اس زمانہ میں جولوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی محبت، صحابہ کی عظمت، اہلبیت نبوت کی قدر و منزلت، ائمہ کرام اور مشائخ عظام کی نسبت کا دم بھرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے دشمنوں سے عداوت رکھتے ہیں وہ بریلوی کہلاتے ہیں۔

اُتر پردیش

بریلی شریف

سراپائے کمال

بلند و بالا قد

ے بالائے سرش زہوش مندی ؛ می تافت ستارۂ بلندی

کشادہ پیشانی

سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود کا مصداق

رنگت

سرخ وسفید ملاحت آفریں جاذب نظر اور دلنشین

چہرہ

ایسا حسین اور نورانی کہ بڑے سے بڑے مجمع میں نمایاں، دور سے ہی معلوم ہوجائے کہ وہ ’’وہ تشریف فرماہیں بڑے مولانا‘‘

خدوخال

ایسے وجیہ اور صبیح کہ ہزاروں میں ممتاز

حسن وجمال

ایسا وہ کہ جس محفل میں ہوتے جان محفل ہوتے اور ے

’’زفرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم ؛ کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست‘‘ کا عالم ہوتا متانت وسنجیدگی کا پیکر لطف وکرم کا مجسمہ، اخلاق حسنہ کا نمونہ، صبر وشکر اور رضائے الٰہی کا مرقع، اجداد کرام کی طرح عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مستغرق، کڑی سے کڑی آزمائش میں شکر الٰہی برلب، ہزل وتمسخر سے دور، نہایت دلیر، جری اور غیور ع

’’لاؤں کہاں سے ایسا کہ تجھ سا کہیں جسے‘‘

حیات عالی قدر حجۃ الاسلام
ایک نظر میں

ولادت (بریلی شریف) ــــــــ ۱۲۹۲ھ ۱۸۷۵ء

مرشد المرشد سید آل رسول مارہروی کا وصال ــــــــ ۱۲۹۶ھ ۱۸۷۹ء

جد امجد (مولانا نقی علی خاں) کا وصال ــــــــ ۱۲۹۷ھ ۱۸۸۰ء

تعلیم و تربیت کا آغاز ــــــــ ۱۳۰۰ھ ۱۸۸۳ء

نانا صاحب شیخ محمد فضل حسین کا رامپور میں وصال ــــــــ ۱۳۰۲ھ ۱۸۸۵ء

مولانا حسنین رضا خاں (چچا زاد بھائی) کی ولادت ــــــــ ۱۳۱۰ھ ۱۸۹۲ء

برادر اصغر (مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خاں کی ولادت رحلت ۱۴۰۲ھ ۱۹۸۱ء) ــــــــ ۱۳۱۰ھ ۱۸۹۲ء

تکمیل و فراغت ــــــــ ۱۳۱۱ھ ۱۸۹۴ء

مسند افتا کی ذمہ داری ــــــــ ۱۳۱۲ھ ۱۸۹۵ء

اجلاس ندوۃ العلماء بریلی میں شرکت ــــــــ ۱۳۱۳ھ ۱۸۹۶ء

امام احمد رضا کی تصنیفات پر تصدیقات کا آغاز ــــــــ ۱۳۱۵ھ ۱۸۹۸ء

الصارم الربانی رد قادیانی پر پہلی تصنیف ــــــــ ۱۳۱۵ھ ۱۸۹۸ء

جلسہ دربار حق و ہدایت عظیم آباد پٹنہ سٹی میں شرکت ــــــــ ۱۳۱۸ھ ۱۹۰۰ء

امام احمد رضا کی نیابت میں پوکھریرا ضلع مظفر پور بہار کا پہلا سفر ــــــــ ۱۳۱۸ھ ۱۹۰۰ء

حج و زیارت ــــــــ ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء

رمی قبل زوال کے عدم جواز پر امام احمد رضا کی موجودگی میں مولانا سید اسمٰعیل مکی
محافظِ کتب حرم سے مکہ میں گفتگو ــــــــ ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء

مولانا سردار احمد کی آپ کی خدمت میں پہلی لاہور میں حاضری ــــــــ ۱۳۴۴ھ ۱۹۲۶ء

نجدیوں کی مزمت کے جلسے کی بریلی میں صدارت ________ ۱۳۴۴ھ ۱۹۲۶ء
فرنگی محل لکھنؤ میں نزول ________ ۱۳۴۴ھ ۱۹۲۶ء
شاہزادہ اکبر جیلانی میاں کی دستار فضیلت اور نیابت وخلافت کا اعلان ____ ۱۳۴۴ھ ۱۹۲۶ء
خانقاہ قادریہ رضویہ نوریہ بریلی شریف کی تاریخ بنیاد ''خانقاہ قادریہ مبارکہ'' ____ ۱۳۴۵ھ ۱۹۲۷ء
جیلانی میاں صاجزادہ اکبر کی شادی خانہ آبادی ________ ۱۳۴۷ھ ۱۹۲۷ء
مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن کو دھام نگر اڑیسہ میں تمام سلاسل طریقت کی اجازت وخلافت ۱۳۵۰ھ ۱۹۳۲ء
جے پور اور میرٹھ کا سفر ________ ۱۳۵۱ھ ۱۹۳۲ء
آخری فیصلہ کن مناظرہ لاہور کی صدارت ________ ۱۳۵۲ھ ۱۹۳۴ء
ڈاکٹر اقبال سے لاہور میں ملاقات ________ ۱۳۵۲ھ ۱۹۳۴ء
دار العلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور میں تشریف آوری ________ ۱۳۵۲ھ ۱۹۳۴ء
مولانا ریحان رضا خان نبیرۂ اکبر کی ولادت (رحلت ۱۴۰۵ھ ۱۹۸۵ء) ____ ۱۳۵۲ھ ۱۹۳۴ء
یوم مسجد شہید گنج کے جلسہ وجلوس لاہور میں شرکت ________ ۱۳۵۴ھ ۱۹۳۵ء
لاہور میں مولانا سید دیدار علی شاہ الوری کے چہلم میں شرکت ________ ۱۳۵۴ھ ۱۹۳۵ء
نعمانی میاں صاحبزادۂ اصغر کی شادی خانہ آبادی ________ ۱۳۵۷ھ ۱۹۳۸ء
خانقاہ عالیہ قادریہ نوریہ رضویہ کی تعمیر کا آغاز ________ ۱۳۵۷ھ ۱۹۳۸ء
نبیرۂ اکبر رحمانی میاں کو ماذون ومجاز فرمایا ________ ۱۳۵۷ھ ۱۹۳۸ء
اودے پور مارواڑ کا سفر ________ ۱۳۵۷ھ ۱۹۳۹ء
علالت کا آغاز ________ ۱۳۵۷ھ ۱۹۳۹ء
مدن پورہ بنارس کا سفر ________ ۱۳۵۹ھ ۱۹۴۰ء
جودھپور کا سفر ________ ۱۳۶۱ھ ۱۹۴۲ء
وصال پر ملال (انا للہ وانا الیہ راجعون) ________ ۱۳۶۲ھ ۱۹۴۳ء
آل انڈیا سنّی کانفرنس مرادآباد میں محدّث اعظم ہند کی تعزیتی قرارداد ____ ۱۳۶۵ھ ۱۹۴۶ء
مولانا شاہ عبد السلام جبلپوری (رفیق سبق) کا وصال (ولادت ۱۲۸۳ھ ۱۸۶۶ء) ____ ۱۳۷۲ھ ۱۹۵۲ء

مولانا الحاج تقدس علی خاں (فرزند نسبتی وسابق مہتمم منظر اسلام) کا وصال (ولادت ۱۳۲۵ھ ۱۹۰۷ء) ۱۴۰۷ھ ۱۹۸۷ء

الدولۃ المکیہ کی تبییض وتمہید ______ ۱۳۲۳ھ ۔ ۱۳۲۴ھ، ۱۹۰۵ء۔۱۹۰۶ء

کفل الفقیہہ الفاہم کی تمہید ______ ۱۳۲۴ھ ۱۹۰۶ء

الاجازات المتینہ کی تمہید ______ ۱۳۲۴ھ ۱۹۰۶ء

شیخ عبد القادر طرابلسی مدرس کو امام احمد رضا کی موجودگی میں لاجواب کر دیا ______ ۱۳۲۴ھ ۱۹۰۶ء

شاہ ابو الحسین احمد نوری (پیر ومرشد) کا وصال (ولادت ۱۲۵۵ھ ۱۸۳۹ء) ______ ۱۳۲۴ھ ۱۹۰۶ء

مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں (صاحبزادۂ اکبر) کی ولادت (رحلت ۱۳۸۵ھ ۱۹۶۵ء) ______ ۱۳۲۵ھ ۱۹۰۷ء

استاذ زمن حضرت حسن بریلوی (عم محترم) کا وصال (ولادت ۱۲۷۴ھ ۱۸۵۸ء) ______ ۱۳۲۶ھ ۱۹۰۸ء

دار العلوم منظر اسلام کا اہتمام وانصرام ______ ۱۳۲۶ھ ۱۹۰۸ء

سند مسند جانشینی ______ ۱۳۳۳ھ ۱۹۱۵ء

مولانا حماد رضا خاں نعمانی میاں صاحبزادۂ اصغر کی ولادت (رحلت ۱۳۷۵ھ ۱۹۵۶ء) ______ ۱۳۳۴ھ ۱۹۱۶ء

مولانا وصی احمد محدث سورتی کی نماز جنازہ میں امامت (ولادت ۱۳۵۲ھ ۱۹۳۶ء) ______ ۱۳۳۴ھ ۱۹۱۶ء

اجمیر مقدس کی حاضری ______ ۱۳۳۷ھ ۱۹۱۹ء

عیدگاہ کلاں جبلپور میں خطاب عام ______ ۱۳۳۷ھ ۱۹۱۹ء

مفتی برہان الحق کے جلسۂ دستار فضیلت میں شرکت ______ ۱۳۳۷ھ ۱۹۱۹ء

جلسۂ جمعیۃ العلماء میں ابو الکلام آزاد سے توبہ کا مطالبہ ______ ۱۳۳۹ھ ۱۹۲۱ء

تحریک خلافت کے زمانے میں عیدگاہ بریلی میں نماز عید کی امامت ______ ۱۳۳۹ھ ۱۹۲۱ء

امام احمد رضا والد ماجد کا وصال اور نماز جنازہ کی امامت ______ ۱۳۴۰ھ ۱۹۲۱ء

خرقۂ خلافت اور جانشینی کی تقریب ______ ۱۳۴۰ھ ۱۹۲۱ء

جامعہ نعمانیہ لاہور میں ورود مسعود ______ ۱۳۴۱ھ ۱۹۲۳ء

تحریک شدھی کی پوری پوری مزاحمت ______ ۱۳۴۲ھ ۱۹۲۳ء

صدارت مجلس استقبالیہ آل انڈیا سُنّی کانفرنس مراد آباد ______ ۱۳۴۳ھ ۱۹۲۵ء

حزب الاحناف لاہور کے پہلے جلسہ میں شرکت ______ ۱۳۴۴ھ ۱۹۲۶ء

تاریخی پس منظر

مغلیہ سلطنت کا آفتاب اپنے نقطۂ عروج نصف النہار سے گزر کر مائل بانحطاط تھا۔ اورنگزیب کا انتقال ۱۷۰۷ھ/ ۱۹۱۹ء میں ہوا۔ اور ۱۱۳۱ھ/ ۱۷۱۹ء تک صرف بارہ سال کی مدت میں اورنگزیب کے بعد تین بادشاہ یکے بعد دگرے تخت شاہی پر متمکن ہوئے اور گزر گئے۔ مسند تیموری پر انھیں بدقت تمام صرف چند سال سانس لینے کی مہلت ملی۔

ابھی گردش ایام اپنا نظارہ دکھا ہی رہی تھی کہ محمد شاہ بادشاہ ۱۱۳۱ھ/ ۱۷۱۹ء، ۱۱۶۱ھ/ ۱۷۴۸ء کا دور شروع ہوا۔ یہ دور اگرچہ آنے والے انقلاب کو تو نہ روک سکا، مگر جاتے جاتے اپنے گرد ایسے شریعت وطریقت کے آفتاب روشن کر گیا، کہ آج سیکڑوں سال بعد بھی ہندو پاک کے مدارس وخانقاہیں اس کے پرتو سے درخشاں ہیں۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا حقیقت نگار قلم اس عہد کا مرقع یوں پیش کرتا ہے۔

"درعہد محمد شاہ بادشاہ بست ودو بزرگ صاحب ارشاد از ہر خانوادہ
در دہلی بودند۔ وایں چنین اتفاق کم می شود"

(ملفوظات شاعبدالعزیز دہلوی)

"محمد شاہ بادشاہ کے زمانے میں بائیس بزرگ صاحب ارشاد ہر سلسلہ اور طریقہ کے دہلی میں تھے اور ایسا اتفاق کم ہوتا ہے۔"

اس برصغیر (ہندوپاک) میں صاحب سوانح کے مورث اعلی کی داستان کی ابتدا بھی اسی عہد سے ہوتی ہے۔

۱۱۵۲ھ/ ۱۷۳۹ء میں نادرشاہ کا حملہ دہلی پر ہندوستان کی تاریخ کی بڑی کرب انگیز اور خونچکاں داستان ہے۔ مگر یہ دور بھی محمد شاہی دور تھا۔ اور محمد شاہ اپنی عشرت کوشیوں کیوجہ سے رنگیلا کہلاتا تھا، مگر حیرت نہ کیجئے کہ اس دور کا دہلی نہ صرف صاحبان دیدۂ ودل سے آباد تھا، بلکہ قدم قدم پر وہاں علوم ومعارف کے دروازے متلاشیانِ راہِ حق کے لئے کھلے ہوئے تھے۔ بالکل اسی طرح نادرشاہی قافلہ جس میں شمشیرزن، صف شکن پٹھانوں کی تلواریں خون آشامیوں کے لئے بے نیام تھیں۔ اسی قافلہ میں قبیلۂ بڑہیچ قندھار افغان نامدار کا ایک مرد نادرۂ روزگار و فردِ باوقار محمد سعید اللہ

بھی تھا۔ لاہور (داتا نگر) میں وارد ہوا۔ شاہ دہلی نے انھیں ہاتھوں ہاتھ لیا، لاہور کا شیش محل ان کی جاگیر قرار پایا معزز عہدے ان کے قدم چومتے رہے۔ دہلی آئے تو منصب شش ہزاری پر انھیں فائز کیا گیا۔ محمد شاہ بادشاہ نے شجاعت جنگ کا خطاب دیکر ان کی عسکری صلاحیتوں کا برملا اعتراف کیا اور ریاست رامپور میں بہت سے مواضعات جاگیر میں عطا فرمائے۔

یہی شجاعت جنگ سعادت نشان محمد سعید اللہ خاں صاحب ''تذکرۂ جمیل'' حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں کے مورث اعلیٰ تھے۔

انہیں سعید اللہ خاں کا برحق جانشین نامور صاحبزادہ سعادت یار خاں محمد شاہ دہلی کی وزارت میں وزیر مال مقرر ہوا۔ اس طرح بادشاہ نے اس خاندان کی عسکری صلاحیتوں کے ساتھ مالی تدبّر کا بھی اقرار کرلیا۔ اور ازراہ قدردانی وزیر مال سعادت یار خاں کو ضلع بدایوں کے کچھ گاؤں جاگیر میں عطا فرمائے۔ اب تک ان کی نسل ان مواضعات معافی سے بہرہ اندوز ہو رہی ہے (۱)

تاریخ کے اوراق میں جہاں اورنگزیب کے درخشاں دور کے بعد سلاطین مغلیہ کی بے اعتدالیوں وعیاشیوں وفضول خرچیوں اور اقتصادی تباہیوں کا ذکر بے تحاشا ملتا ہے، وہاں ایک ابھرتی ہوئی عسکری صلاحیت اور سیاسی بصیرت سے مالامال تذکرہ بھی زیب عنوان نظر آتا ہے۔ خلیل احمد نظامی نے صحیح لکھا ہے۔

> ''سترہویں صدی میں افغانوں کے کچھ جتھے ہندوستان آکر مختلف مقامات پر بس گئے۔ بریلی شاہجہاں پور، فرخ آباد میں خاص طور سے ان کی نو آبادیات قائم ہوگئیں۔ فرخ آباد کے افغانوں نے محمد خان بنگش (۲) کی قیادت میں بڑا عروج حاصل

---

(۱) مولانا ظفر الدین بہاری، حیات اعلیٰ حضرت ص ۱۳

(۲) یہی وہ نیک دل نواب ہے جس نے حضرت شاہ برکت اللہ صاحب، صاحب سلسلہ قادریہ برکاتیہ کے مزار مارہرہ شریف ضلع ایٹہ میں ایک عالی شان روضہ ۱۱۴۲ھ میں تعمیر کرایا۔ (محمد میاں، خاندان برکات ص ۱۲) ۱۲

حضرت سلطان العارفین شاہ برکت اللہ (۱۰۷۰ھ/۱۶۶۰ء، ۱۱۴۲ھ/۱۷۲۹ء) جن کی خدمت میں شاہان دہلی نیاز نامے بھیجا کرتے تھے۔ محمد شاہ بادشاہ نے حضرت کی خانقاہ کے خرچ کے واسطے تحصیل کاسگنج یوپی ہندوستان کے دو گاؤں ۱۱۴۱ھ/۱۸۲۸ء میں مقرر کئے حضرت اور حضرت کے خلفاء کا شہرۂ کمال چاروں طرف پہنچا بہت سے امراء سلسلۂ بیعت میں داخل ہوئے حضرت کے خلفاء میں شاہ روح اللہ (۱۱۷۳ھ) از اقربائے نواب ۱۲ خیر اندیش خاں عالمگیری نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا (باقی حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

کیا۔ بریلی کے افغان قبائل روہیلوں① کے نام سے مشہور
ہوئے اور انھوں نے اتنی تیزی سے اپنی تنظیم کی کہ اٹھارہویں
صدی کی سیاسی دنیا میں اپنے لئے خاص جگہ پیدا کرلی۔‘‘
(تاریخ مشائخ چشت ص ۲۲۵)

یہ واقعہ ہے کہ اٹھارہویں صدی کے ہندوستان میں اگر مسلمانوں کا کوئی طبقہ عیش وعشرت کی زندگی سے محفوظ تھا تو وہ صرف بریلی کے افغان قبائل روہیلے تھے۔ اور ان کا صدر مقام روہیلکھنڈ بریلی تھا۔ چنانچہ قدرت کو یہی منظور تھا اور مشیت ایزدی کا فیصلہ خوب تھا، کہ بریلی نہ صرف روہیلکھنڈ اور روہیلہ قوم کا مرکز قرار پائے، بلکہ رہتی دنیا تک علم وفضل اور حق و

(صفحہ گزشتہ کا باقی حاشیہ)

موئے مبارک [۳] نواب صاحب کے متروکہ سے حضرت کو لاکر دیا تھا۔ (محمد میاں، خاندان برکات ص ۹، ۱۰)

[۱] تاج العلماء حضرت سید شاہ اولادرسول محمد میاں مارہروی کی ولادت ٹامس گنج سیتا پور میں ۲۳ رمضان ۱۳۰۹ھ کو ہوئی۔ برصغیر ہند و پاک کے علاوہ دوسرے ممالک میں بھی آپکے مریدین پائے جاتے ہیں۔ آپ کی رحلت ۲۵ جمادی الاخر ۱۳۷۵ھ کو ہوئی بڑی سرکار مارہرہ شریف میں آپ کا مزار پاک ہے۔

[۲] نواب خیراندیش خاں نے داراشکوہ پھر اورنگزیب عالمگیر اور آخر میں شاہ عالم بہادر کا زمانہ دیکھا اور اسی دور میں شش ہزاری کے منصب پر فائز ہوئے۔ ایک سوبیس سال کی عمر میں عید کے دن وصال فرمایا۔ ان کی تاریخ وفات ہے ’’نواب نماز عید در جنت کرد‘‘ (۱۱۲۲ھ) (مولانا محمد عارف اللہ قادری اذکار حبیب رضا ص ۸۔۹)

[۳] موئے مبارک کی سند سے متعلق یہ واقعہ بڑا ایمان افروز ہے۔ نواب صاحب موصوف کا معمول تھا کہ وہ سوتے وقت بارہ سو مرتبہ درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ ایک رات زیارت سے مشرف ہوئے جس میں یہ بشارت دی گئی کہ ایک درویش تم کو تبرکاً میرا موئے مبارک دے گا۔ چنانچہ کچھ ہی دن بعد اسی شکل وصورت کا ایک درویش نواب صاحب موصوف سے ملا۔ اور اس نے بتایا کہ میں روم میں تھا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میرا موئے مبارک نواب صاحب کو پہنچادو۔

نواب صاحب نے درویش کو بٹھایا اور خود اندر جاکر نذر پیش کرنے کے لئے زروجواہر سے بھرا ہوا طشت باہر لائے۔ درویش غائب ہوچکا تھا۔ پیادہ وسوار ہر طرف دوڑائے مگر درویش کا پتہ نہ چل سکا۔ اس عظیم تبرک کی زیارت آج بھی مارہرہ شریف میں سال میں دوبار عرس کے موقع پر ہوتی ہے۔

① روہ افغانستان میں کوہستان کا ایک وسیع سلسلہ ہے، جس کے شمال میں کوہ کاشغر، جنوب میں بھکر اور بلوچستان، مشرق میں کشمیر اور مغرب میں دریائے ہلمند ہے جو قندھار کے قریب بہتا ہے، افغانوں کی وہ جماعت جو غور وغزنی سے منتقل ہو کر اس کوہستانی علاقہ میں آباد ہوئی، اسی نسبت سے روہیلہ کہلانے لگی۔ (سید الطاف علی بریلوی علیگ حیات حافظ رحمت خاں ص ۴۱)

ہندوستان کے صوبہ اتر پردیش کا وہ علاقہ جو بریلی، پیلی بھیت، مرادآباد، سنبھل، رامپور، بدایوں، نجیب آباد شاہجہاں پور وغیرہ پر مشتمل ہے جسکو کٹھیر کہا جاتا تھا۔ مگر پٹھانوں نے اسے اپنے اصلی وطن روہ کی شادابی زرخیزی کیوجہ سے روہیلکھنڈ قرار دیا اور اس علاقہ میں افغان قوم روہیلہ کہلائی۔ (شاہ مانا میاں، سوانح اعلیٰ حضرت بریلوی ص ۱۶۳)

ہدایت کا آستانہ بھی رہے۔ چنانچہ سلطنت دہلی نے جب بریلی روہیلکھنڈ کی مہم سر کرنے کا ارادہ کیا تو اس عظیم الشان کام کیلئے قرعۂ فال جناب سعادت یار خاں کے نام نکلا۔

اس معرکہ میں آپ کی جبلی شجاعت اور جنگی مہارت کے جوہر خوب خوب چمکے۔ فتح بریلی کا سہرا انھیں کے سر رہا۔ اور فرمان شاہی آیا کہ بریلی کو صوبہ بنا دیا جائے اور سعادت یار خاں کو بریلی کا صوبہ دار۔ مگر موت نے مہلت نہ دی۔ ہاں انکے نامور صاحبزادگان اعظم خاں، معظم خاں، مکرم خاں نے نہ صرف یہ کہ اپنی موروثی عزت وعظمت اور منصب وشرافت کو بحال رکھا، بلکہ اعظم خاں نے تو منصب وزارت سے سبکدوش ہوکر زہد وریاضت کی وادی میں اپنا قدم رکھا۔ اور ملک چھوڑ کر مالک الملک کو اپنانے کی ادھمی اور سمنانی مثال ایک بار پھر پیش کر دی۔ اور حکومت کی کرسی سے الگ ہوکر محلہ معماران بریلی کے گوشۂ قبرستان کو اپنا مسکن بنالیا۔

آج یہ مقام انہیں کی نسبت سے شہزادہ کا تکیہ کہلاتا ہے۔ جہاں آپ کا مزار زیارت گاہ خاص وعام ہے۔ اس طرح شرفائے افغان کی یہ نسل قندھار سے لاہور دہلی ہوتی ہوئی بریلی پہنچی۔

حافظ کاظم علی خاں تحصیلدار (سٹی مجسٹریٹ)

سعادت یار خان کا نامور پوتا اور واصل باللہ جناب اعظم خاں کا قابل قدر بیٹا اپنے خاندانی جاہ وحشم کا وارث قرار پایا۔ شہر بدایوں کا نظم ونسق آپکے ہاتھ میں تھا دوسو سواروں کی بٹالین آپ کی باڈی گارڈ تھی۔ آٹھ گاؤں جن پر کوئی ٹیکس نہ تھا آپ کی جاگیر میں تھے۔

وقت کی نبض پر آپ کا ہاتھ تھا اور نوشتۂ تقدیر پر آپ کی نظر تھی۔ یہ روہیلہ سردار دہلی اور کلکتہ کی حکومتی خلیج کو پاٹنے کی سعی کرتا رہا۔ اسی طرح کلکتہ میں انگریزی تعمیرات اور تصرفات کا سلسلہ بند ہوگیا اور ہندوستان کی مکمل محکومی اور جنگ آزادی غدر کا حادثہ ۱۸۵۷ء تک کے لئے ٹل گیا۔ ①

حافظ صاحب موصوف بایں مصروفیات اپنے عظیم المرتبت والد ولئ برحق کی خدمت میں ہر جمعرات کو سلام کے لئے حاضر ہوتے۔ کہ ایک بار موسم سرما میں دیکھا والد بزرگ خلوت خانۂ

---

① مولانا ظفر الدین بہاری، حیات اعلیٰ حضرت ص ۳

گورستان میں ایک الاؤ لگائے یادحق میں مشغول ہیں۔ اور جسم پر موسم سرما سے بچاؤ کے لئے کوئی کپڑا نہیں۔صاحبزادہ کو احساس ہوا اور اپنا قیمتی دوشالہ حضرت کو اوڑھا دیا۔

اللہ اللہ! جونفس قدسی لباسِ تقویٰ سے مزیّن ہو، جس نے مخلوق سے منھ موڑ کر اپنا رشتہ خالق سے جوڑ لیا ہو، اس پر کسی قیمتی دوشالہ کا کیا اثر اور اسے گرمی وسردی کی کیا خبر۔ آپ نے بڑی بے نیازی سے شال کو اتار کر بھڑکتی آگ میں ڈال دیا۔

حافظ کاظم علی خاں اپنے والد گرامی قدر کی شان کا نظارہ اپنی آنکھوں سے کر رہے تھے۔ انھیں یہ خیال آیا اور یہ خیال فطری تھا کہ یہ دوشالہ کسی اور کو دیدیا جاتا تو کام آجاتا۔ حافظ صاحب کا یہ خیال ابھی پردۂ دماغ میں تھا کہ مرد خدا دوست حضرت مولانا اعظم خاں کی زبان حق ترجمان نے یہ کہکر ”کاظم! فقیر کے یہاں دھکڑ پکڑ کا معاملہ نہیں ہے“۔ ظاہر کر دیا اور بھڑکتی ہوئی آگ سے دوشالہ نکال کر اپنے صاحبزادے کو واپس کر دیا۔ دیکھا گیا تو دوشالہ آگ سے محفوظ صاف و بے داغ برآمد ہوا ؎

آج بھی ہو جو براہیم سا ایمان پیدا
آگ کرسکتی ہے انداز گلستاں پیدا

قدوۃ الواصلین حضرت مولانا رضا علی خاں

مغلیہ دور آخر کی شب دیجور میں سپیدۂ صبح کی طرح حافظ کاظم علی خاں کے بیٹے رضا علی خاں ۱۲۲۴ھ/ ۱۸۰۹ء بریلی میں پیدا ہوئے۔ آپ اس خاندان کے پہلے شخص① ہیں جو علم دین کی دولت لائے۔ سب سے پہلے مسند افتا کو زینت بخشی اور انھیں کی ذات سے اس خاندان میں تلوار کے بجائے قلم کا دور شروع ہوا۔ آپ اپنے جدِ امجد اور والد ماجد کے خلف الصدق قرار پائے۔ اسلاف کا جاہ وحشم، علم وفضل زہد وتقویٰ آپ کی ذات سے نمایاں اور پیشانی سے تاباں تھا۔ سنت رسول پر عمل اور اس میں پہل آپ کا مزاج تھا۔ رضائے الٰہی ہمیشہ آپ کی رضا رہی۔ آپ کا نام اسم بامسمّٰی تھا۔ آپ کی ذات الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کا پیکر تھی۔ آپ نے صرف

---

① مولانا حسنین رضا خاں، سیرت اعلیٰ حضرت ص ۴۱

۲۳ ؍سال کی عمر میں ۱۲۴۷ھ ٹونک راجستھان میں مولانا خلیل ① الرحمن سے علوم وفنون حاصل کر کے شہرہ آفاق ہوگئے۔ خصوصاً تصوف میں اپنی نظیر آپ تھے۔ تقریر بڑی پرتاثیر فرماتے آپ کا کلام ''گفتۂ او گفتۂ اللہ بود'' کا شاہکار ہوتا۔

ایک بازاری ہندو عورت نے ہولی کے دنوں میں اپنے بالاخانے سے آپ کے اوپر رنگ چھوڑ دیا۔ ایک مسلمان نے اس کی اس حرکت پر تشدد کرنا چاہا۔ آپ نے فرمایا اس نے مجھ پر رنگ ڈالا ہے، خدا اسے رنگ دے گا۔ ادھر یہ جملہ زبان حق ترجمان سے نکلا اور ادھر وہ بازاری عورت قدموں پر آپڑی اور مسلمان ہوگئی۔ ②

ہندوستان میں جب برطانوی اقتدار سیلاب بلا کی طرح ہر طرف بڑھ رہا تھا لوگوں کو خرید خرید کر غلام بنایا جارہا تھا، دنیا دار حکام، جاہ طلب امراء، مصلحت اندیش ابن الوقت علماء انگریزوں سے سودا بازی میں مصروف تھے، وعظ ونصیحت کا سارا زور انگریزوں کی وفاداری ③ پر تھا۔ اس معرکہ کرب و بلا میں علمائے اہلسنت مولانا فضل حق خیرآبادی ۱۲۱۲ھ ؍ ۱۲۷۸ھ، ۱۷۹۷ھ ؍ ۱۸۶۱ء مولانا سید کفایت علی مرادآبادی شہادت رمضان ۱۲۷۴ھ ۱۸۵۸ء سید عبدالجلیل علی گڑھی ش ۱۲۷۴ھ ؍ ۱۸۵۸ء مولانا امام بخش صہبائی، مفتی مظہر کریم ④ دریابادی م ۱۲۹۰ھ ؍ ۱۸۷۳ء وغیرہم فریضہ احقاق حق وابطال باطل انجام دے رہے تھے۔

برطانوی اقتدار کی للچائی نظریں بریلی پر تھیں جنرل ہڈسن اور اس کے وظیفہ خوار حرّیت پسندوں کو ختم کرنے میں مصروف تھے۔ بریلی کا مورچہ جنرل بیدار بخت کے ہاتھ تھا۔ مجاہد کبیر مولانا رضا علی خاں بنفس نفیس اپنے تلامذہ اور مریدین کے ساتھ فریضہ جہاد ادا کررہے تھے۔

---

① مولانا خلیل الرحمٰن ولد ملا محمد عرفان رام پور میں پیدا ہوئے۔ امیر خاں والئ ٹونک کے آخر زمانے میں ٹونک گئے۔ پھر بعد میں جاورہ تشریف لے گئے۔ وہیں انتقال فرمایا۔

② مولانا ظفرالدین بہاری حیات اعلیٰ حضرت جلد اول ص ۴

③ حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو ''حیات طیبہ'' مرزا حیرت دہلوی، مطبوعہ فاروقی دہلی ص ۲۹۶

④ اردو کے مشہور انشاء پرداز عبدالماجد دریابادی اپنے حقیقی دادا مفتی مظہر کریم دریابادی کے حالات میں لکھتے ہیں۔ ''ان پر مقدمہ اس کا چلا کہ ان کے شہر شاہجہاں پور میں باغیوں کی کمیٹی انھیں کے مکان پر ہوتی تھی۔۔۔ ۹ ؍سال کی سزا عبور دریائے شور کی سنادی گئی۔ کالے پانی جزیرۂ انڈمان سے مشغلہ علمی اور خوش چلنی کی بنا پر سات ہی سال میں مدت اسیری ختم کر کے ۱۸۶۵ء وطن واپسی ہوئی۔ عقائد میں ہم مسلکی علمائے بدایوں کی ہے۔ مراسلت بھی ان حضرات سے رہا کرتی ''غایۃ الحرام فی تحقیق المولود والقیام'' کے عنوان سے ایک کتاب اپنے عزیز قریب کے نام سے محفل میلاد اور اس قیام تعظیمی کی حمایت وجواز میں چھپوائی۔ ایک کتاب کا مسودہ بھی ''مناقب غوثیہ'' کے نام سے پرانے کاغذات میں ملا''۔ ملخصاً آپ بیتی ص ۲۸۔۲۹

فرنگی افواج کو آگ وخون کا دریا عبور کرنا پڑ رہا تھا آپ کا آستانہ مجاہدین کی پناہ گاہ تھا۔ اور آپ کا گھر گھوڑوں کا اصطبل اور حریت پسندوں کا لنگر خانہ تھا۔ ①

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی اپنے عروج پر تھی۔ برطانوی ہوس ملک گیری کی تلوار بے نیام تھی۔ حریت پسندوں کی تلاش اور ان کی گردن زدنی دستور عام تھا۔ بھلا وہ مولانا رضا علی خاں مجاہد کبیر کو کیسے معاف کر سکتے تھے۔ چنانچہ برطانوی سپاہی حضرت کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے تھے۔ مکان کا گوشہ گوشہ چھان مارا یہاں تک کہ وہ حضرت کی املی والی مسجد محلہ ذخیرہ میں گھس پڑے، جہاں حضرت مصروف عبادت تھے۔ نامراد سپاہی جان مراد تک پہنچ کر بھی نامراد رہے اور حضرت کو نہ دیکھ سکے ②

۲؍جمادی الاول ۱۲۸۲ھ؍ ۱۸۶۶ء کو آپ نے وصال فرمایا۔ آپ کا مزار سٹی قبرستان بریلی میں زیارت گاہ عام ہے۔

خاتم المحققین مولانا نقی علی خاں

۳۰؍جمادی الآخر یکم رجب ۱۲۴۶ھ؍ ۱۸۳۰ء کو اسلی والی مسجد سے متصل محلہ ذخیرہ بریلی میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد گرامی قدر قدوۃ الواصلین مولانا رضا علی خاں سے تمام علوم وفنون حاصل کئے۔ بہت جلد فضل وکمال کے بلند وبالا منصب پر پہونچکر اطراف واکناف میں مشہور ومعروف ہوگئے۔ درس وتدریس تصنیف وتالیف کے علاوہ علم وعمل فکر ونظر فہم وفراست میں بے نظیر تھے۔ مزید برآں سخاوت وشجاعت غربا سے محبت، حکام سے نفور، خلوت وجلوت میں اتباع سنت، امور دینی میں استقامت آپ کی زندگی کا بڑا روشن پہلو ہے۔ پھر عشق رسول اور سر کوبیٔ اعدائے دین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ کا سرمایۂ زندگی تھا۔ ان فضائل ومحاسن کے علاوہ یہ آپ ہی کی ذات کا طغرائے امتیاز ہے کہ آپ نے اپنے ولد اسعد احمد رضا خاں کی ایسی تعلیم وتربیت فرمائی کہ چودھویں صدی کو ایک بے مثال عالم سنت اور مجدد دین وملت میسّر آیا۔ آپ اپنے خاندان میں سلطان عقل مشہور ہوئے اور اہلیہ محترمہ وزیر عقل کہلائیں ③

---

① ماہنامہ ترجمان اہل سنت، کراچی ۱۹۷۵ء جنگ آزادی نمبر ۱۸۵۷ء

② مولانا ظفر الدین بہاری حیات اعلیٰ حضرت جلد اول ص ۵

③ مولانا حسنین رضا خاں، سیرت اعلیٰ حضرت ص ۵۲

۵/جمادی الاوّل ۱۲۹۴ھ/ ۱۹۷۷ء کو حضرت تاج الفحول مولانا عبدالقادر بدایونی ۱۲۵۳ھ/ ۱۳۱۹ء کی معیت میں مارہرہ مقدسہ پہنچکر حضرت سیدی شاہ آل رسول ۱۲۰۹ھ/ ۱۲۹۶ھ سے شرف بیعت حاصل کیا۔حضرت پیرومرشد نے اسی مجلس بیعت میں آپکو خلافت دی۔ اورتمام سلاسل عالیہ کی اجازت سے مشرف فرمایا۔ یہ حسن اتفاق ہے کہ اسی مجلس میں آپ کے ساتھ ہی آپ کے نامور صاحبزادہ امام احمد رضا خاں بیعت وخلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔

۲۶/شوال المکرم ۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء کو اپنی شدت علالت اور ضعف قوت کے باوجود یہ کہکر ”مدینہ طیبہ کے ارادے سے قدم دروازے سے باہر رکھوں پھر چاہے روح اسی وقت پرواز کر جائے“ حج وزیارت کے لئے حرین طیبین حاضر ہوئے۔ وہاں بھی حضرت اکمل الفضلاء علامہ سید زینی دحلان شیخ الحرم ۱۲۹۹ھ/ ۱۸۸۱ء دیگر علمائے مکہ سے دوبارہ سند حدیث حاصل کی۔اس سفر وسیلہ ظفر میں بھی آپ کے صاحبزادے احمد رضا خاں کو آپ کی خدمت ومعیت میں اکابر علمائے مکہ ومدینہ سے حدیث وتفسیر،فقہ اصول فقہ میں حصول اجازت کا شرف عطا ہوا۔آپ نجیریت تمام اس سفر بہجت اثر سے مراجعت فرمائے بریلی ہوئے۔

دین متین کی تائید میں آپ کی تمام تصانیف یادگار ہیں۔جن کی تعداد تقریباً ۳۰/ہے۔جن میں پچیس کتب بڑی اہمیت کی حامل ہیں①

آخر وہ وقت سعید آپہونچا کہ جب عشاق بڑی خوشی سے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دیتے ہیں۔جمعرات کا دن ظہر کا وقت آخری ذی قعدہ ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۸۰ء کو ۵۱ سال کی عمر میں آپ نے وصال فرمایا۔اورشب جمعہ اپنے والد کے آغوش سٹی قبرستان بریلی میں آرام فرمایا۔

ان کے فرزند عالیشان امام احمد رضا خاں نے ولادت ووفات کی بہت سی تاریخیں کہی ہیں۔ جن میں بعض تواریخ ولادت ”جاء ولی نقی الثیاب علی الشان“(۱۲۴۶ھ)”ھواجل محقق الا فاضل“(۱۲۴۶ھ) سے آپ کی شان تقوی وطہارت،سخاوت وشجاعت اورعلم وفضل کی مہارت کا اظہار ہوتا ہے۔ اسی طرح بعض تواریخ وفات ”امین اللہ فی الارض ابدا“ (۱۲۹۷ھ) ان موتۃ العالم موتۃ العالم (۱۲۹۷ھ) سے حدیثی بشارت کے مطابق آپ کی امانت ودیانت علمی منصب ووسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔

① محمد نقی علی خاں،جواہر البیان فی اسرار الارکان۔حالات مصنف از امام احمد رضا خاں ص ۲۰۷

امام احمد رضا کی سوانح زندگانی
انھی کی زبانی

ولادت

۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ روز شنبہ وقت ظہر مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو ہوئی [1]

الملفوظ جلد اول ص ۱۵

آثار کرامت

میں اپنی مسجد کے سامنے کھڑا تھا، اسوقت میری عمر ساڑھے تین سال کی ہوگی۔ ایک صاحب اہل عرب کے لباس میں ملبوس جلوہ فرما ہوئے۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ عربی ہیں۔ انھوں نے مجھ سے عربی زبان میں گفتگو فرمائی میں نے فصیح عربی میں ان سے گفتگو کی۔

حیات اعلیٰ حضرت جلد اول ص ۲۲

انداز تعلیم

میرے استاد جن سے میں ابتدائی کتاب پڑھتا تھا، جب مجھے سبق پڑھا دیا کرتے ایک دو مرتبہ میں سن دیکھ کر کتاب بند کر دیتا۔ جب سبق سنتے تو حرف بحرف لفظ بلفظ سنا دیتا۔ روزانہ یہ حالت دیکھ کر سخت تعجب کرتے۔ ایک دن مجھ سے فرمانے لگے کہ احمد میاں! یہ تو کہو کہ تم آدمی ہو یا فرشتہ کہ مجھکو پڑھاتے دیر لگتی ہے مگر تم کو یاد کرتے دیر نہیں لگتی۔

حیات اعلیٰ حضرت جلد اول ص ۳۲

سن فراغت

---

[1] سوانح نگار حضرات آپ کے مولد اور مسقط الراس کا صحیح تعین نہیں کر سکے ہیں آپ ذخیرہ کی بزریہ اِملی والی مسجد کے متصل اپنے آبائی مکان میں پیدا ہوئے۔ راقم الحروف کے نام حضرت شمسؔ بریلوی کا گرامی نامہ

میں نے جب پڑھنے سے فراغت پائی اور میرا نام فارغ التحصیل علما میں شمار ہونے لگا اور یہ واقعہ نصف شعبان ۱۸۶۹ء/۱۲۸۶ھ کا ہے۔ اس وقت میں تیرہ سال دس ماہ پانچ دن کا تھا۔ اسی روز مجھ پر نماز فرض ہوئی اور میری طرف شرعی احکام متوجہ ہو گئے۔ اور یہ حسن فال ہے کہ میری تاریخ فراغت لفظ ''غفور'' (۱۲۸۶ھ) اور زبر وبینہ میں لفظ ''تعویذ'' (۱۲۸۶ھ) میں ہے۔ جیسا کہ میری تاریخ ولادت ''المختار'' ۱۲۷۲ھ میں ہے۔ الاجازۃ الرضویہ لمبجل مکہ البہیہ ص ۳۰۹

مدت تربیت

ردّ وہابیہ اور افتا یہ دونوں ایسے فن ہیں کہ طب کی طرح یہ بھی صرف پڑھنے سے نہیں آتے۔ ان میں بھی طبیب حاذق کے مطب میں بیٹھنے کی ضرورت ہے۔ میں بھی ایک حاذق طبیب کے مطب میں سات برس بیٹھا۔ مجھے وہ وقت، وہ دن وہ جگہ، وہ مسائل اور جہاں سے وہ آئے تھے اچھی طرح یاد ہیں۔ الملفوظ جلد اول ص ۱۰۲، مطبوعہ رضوی کتب خانہ بریلی

اشواق واشغال

میرے وہ فنون جن کے ساتھ مجھے پوری دلچسپی حاصل ہے، جنکی محبت عشق شیفتگی کی حد تک نصیب ہوئی ہے وہ تین ہیں اور تینوں بہت اچھے ہیں۔

۱۔ سب سے پہلا، سب سے بہتر، سب سے اعلی، سب سے قیمتی فن یہ ہے کہ رسولوں کے سردار (صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین) کی جناب پاک کی حمایت کے لئے اسوقت کمر بستہ ہوجاتا ہوں جب کوئی کمینہ وہابی گستاخانہ کلام کے ساتھ آپ کی شان میں زبان دراز کرتا ہے، میرے پروردگار نے اسے قبول فرمالیا تو وہ میرے لئے کافی ہے۔ مجھے اپنے رب کی رحمت سے امید ہے کہ وہ قبول فرمائیگا۔ کیوں کہ اس کا ارشاد ہے کہ میرا بندہ میری بات جو گمان رکھتا ہے میں اس کے مطابق اس کے ساتھ معاملہ فرماتا ہوں۔

۲۔ پھر دوسرے نمبر پر وہابیوں کے علاوہ ان تمام بدعتیوں کے عقائد باطلہ کا رد کر کے انہیں گزند پہنچاتا رہتا ہوں جو دین کے مدّعی ہونے کے باوجود دین میں فساد ڈالتے رہتے ہیں۔

۳۔ پھر تیسرے نمبر پر بقدر طاعت مذہب حنفی کے مطابق فتویٰ تحریر کرتا ہوں وہ مذہب جو مضبوط بھی ہے اور واضح بھی۔ تو یہ تینوں میری پناہ گاہ کی حیثیت رکھتے ہیں انھیں پر میرا بھروسہ ہے۔ ترجمہ الاجازات المتینہ العلماء بکتہ والمدینہ ص ۱۶۰، ۱۶۱ مطبوعہ بریلی

شرف بیعت

میں روتا ہوا دوپہر کو سو گیا۔ حضرت جد امجد رضی اللہ تعالی عنہ تشریف لائے اور ایک صندوقچی عطا فرمائی اور فرمایا عنقریب آنے والا ہے وہ شخص جو تمہارے درددل کی دوا کرے گا۔ دوسرے یا تیسرے روز حضرت مولانا عبد القادر ① رحمۃ اللہ علیہ بدایوں سے تشریف لائے اور اپنے ساتھ مارہرہ شریف لے گئے۔ وہاں جا کر شاہ آل رسول مارہروی ② سے شرف بیعت حاصل کیا۔ الملفوظ ج ۳ ص ۸۹

پہلا حج

پہلی بار کی حاضری حضرات والدین ماجدین رحمۃ اللہ تعالی علیہما کے ہمرکاب تھی اس وقت مجھے تیئسواں (۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء) سال تھا۔ الملفوظ جلد دوم ص ۲

پہلا فتوے

بحمدہٖ تعالے فقیر نے ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء ۱۳/ برس کی عمر میں پہلا فتویٰ لکھا تھا۔ حیات اعلیحضرت جلد اول ص ۲۸۰

فتوی نویسی کی خدمت

۱۴/ شعبان ۱۳۳۶ھ کو اس فقیر کو فتاویٰ لکھتے ہوئے بحمدہٖ تعالےٰ پورے پچاس سال ہوں گے۔ (اور یہ سلسلہ یوم وصال ۱۳۴۰ھ پورے چوّن سال تک جاری رہا)۔

حیات اعلیٰ حضرت جلد اول ص ۲۸۰

---

① متوفی ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء

② متوفی ۱۲۹۶ھ/۱۸۷۸ء

دوسرا اور آخری حج

مدینہ طیبہ کی دوبارہ حاضری کے وقت (۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء) میری عمر اکیاون برس پانچ مہینے کی تھی۔ الملفوظ جلد دوم ص ۳۲

حرم مکہ میں امامت

مکہ کے جلیل علمائے حنفیہ مثل مولانا شیخ کمال مفتی حنفیہ و مولانا سید اسمٰعیل محافظ کتب حرم حنفی وقت پر اپنی جماعت کرتے جس میں وہ اکابر اس فقیر کو امامت پر مجبور فرماتے۔
الملفوظ جلد اول ص ۳۸

ماں کی محبت

چلتے وقت (حج کے لئے) جس لگن میں میں نے وضو کیا تھا، اس کا پانی میری واپسی تک نہ پھینکنے دیا کہ اس کے وضو کا پانی ہے۔ الملفوظ جلد ۲ ص ۴

اعداء اللہ سے نفرت

بحمد اللہ تعالےٰ بچپن سے مجھے نفرت ہے اعداء اللہ سے اور میرے بچوں کے بچوں کو بھی۔ بفضل تعالےٰ عداوت اعداء اللہ گھٹی میں پلادی گئی ہے۔ الملفوظ جلد ۳ ص ۸۸

مال سے محبت کا معیار

الحمد للہ کہ میں نے مال من حیث ھو مال سے کبھی محبت نہ رکھی۔ صرف انفاق فی سبیل اللہ کے لئے اس سے محبت ہے۔ الملفوظ جلد ۴ ص ۶۷

عشق رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

بحمد اللہ اگر قلب کے دو ٹکڑے کئے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لکھا ہوگا لا الہ الا اللہ دوسرے پر لکھا ہوگا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ الملفوظ جلد ۳ ص ۸۸

اپنی خبر رحلت

۳؍رمضان ۱۳۳۹ھ ۱۰؍مئی ۱۹۲۱ء انتقال سے چار ماہ ۲۲؍دن قبل آپ نے اس آیت کریمہ سے ’’وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَّاَكْوَاب ‘‘ اپنی رحلت کی خبر دی۔ وصایا شریف ص ۱۳

پندو نصیحت کی آخری مجلس رشد و ہدایت

اے لوگو! تم پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھولی بھالی بھیڑیں ہو اور بھیڑیے تمہارے چاروں طرف ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکائیں، تمہیں فتنہ میں ڈالدیں، تمہیں اپنے ساتھ جہنم لے جائیں۔ ان سے بچو اور دور بھاگو۔ دیوبندی، رافضی نیچری، قادیانی، چکڑالوی یہ سب فرقے بھیڑیے ہیں، تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں۔ ان کے حملوں سے ایمان کو بچاؤ۔ وصایا شریف

شہید محبت کی دنیا سے رحلت

آپ نے وصیت نامہ تحریر کرایا، پھر خود ہی اس پر عمل کرایا۔ وصال شریف کے تمام کام ارشاد کے مطابق گھڑی دیکھکر انجام دیئے جاتے رہے۔ آپنے ایک بجکر ۵۶؍منٹ پر وقت معلوم کیا۔ اور ارشاد فرمایا گھڑی کھلی سامنے رکھدو۔ پھر یکا یک ارشاد فرمایا تصاویر ہٹادو۔ حاضرین کو خیال ہوا یہاں تصاویر کا کیا کام! پھر ارشاد فرمایا یہی کارڈ، لفافہ، روپیہ پیسہ۔ پھر اپنے صاحبزادے مولانا محمد حامد رضا خانصاحب سے ارشاد فرمایا وضو کراؤ قرآن عظیم لاؤ ابھی وہ تشریف نہ لائے تھے کہ دوسرے صاحبزادے مولانا شاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب سے پھر ارشاد فرمایا۔ اب بیٹھے کیا کر رہے ہو سورۂ یٰسین شریف اور سورۂ رعد شریف کی تلاوت کرو۔ آپ نے دونوں سورتیں پوری توجہ سے سنیں۔ جس آیت میں اشتباہ ہوا یا سُننے میں پوری نہ آئی یا سبقت زبان سے زیر وزبر میں اسوقت فرق ہوا خود تلاوت فرما کر بتادی۔ سفر کے وقت کی دعائیں جن کا چلتے وقت پڑھنا مسنون ہے تمام وکمال بلکہ معمول شریف سے زائد پڑھیں۔ پھر کلمہ طیبہ پورا پڑھا۔ جب اس کی طاقت نہ رہی اور سینے پر دم آیا۔ ادھر ہونٹوں کی حرکت وذکر پاس انفاس کا ختم ہونا تھا کہ چہرۂ مبارک پر ایک لمعہ

نور کا چمکا جس میں جنبش تھی۔ جس طرح آئینہ میں لمعان خورشید جنبش کرتا ہے۔ وہ جان نور جسم اطہر حضور سے ۲۵ ؍ صفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۲۸ ؍ ۱ اکتوبر ۱۹۲۱ء دو بج کر ۳۸ ؍ منٹ پر ٹھیک نماز جمعہ کے وقت پرواز کرگئی۔ اناللہ وانا الیہ رٰجعون۔ (وصایا شریف ص ۱۶۔ ۱۷)

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

نمود صبح

حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں اسلامی مہینہ کی فصل بہار ربیع الاول ۱۲۹۲ھ ۱۸۷۵ء میں اپنے دادا خاتم المحققین مولانا نقی علی (م ۱۲۹۷ھ ۱۸۸۰ء) کے گھر بریلی یوپی (ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔

محمد ـــــ امام احمد رضا نے اپنے بڑے صاحبزادے کا نام حدیثی ارشاد کے مطابق محمد رکھا اور بحساب حروف ابجد اسم ''محمد'' کے اعداد سے آپ کا سال ولادت ۱۲۹۲ھ ظاہر ہوا۔ ①

حامد رضا ـــــ پکارنے کے لئے ''حامد رضا'' ② تجویز فرمایا۔

خان ـــــ نے حسب ونسب کی نشاندہی کی۔

---

① نام وہ ہوں جن کے احادیث میں فضائل آئے ہیں۔ میرے اور میرے بھائیوں کے جتنے لڑکے پیدا ہوئے میں نے سب کا نام ''محمد'' رکھا۔ یہ اور بات ہے کہ یہی نام تاریخی بھی ہوجائے۔ حامد رضا کا نام ''محمد'' ہے اور ان کی ولادت ۹۲ھ میں ہوئی۔ اور اس نام مبارک کے عدد بھی بانوے ہیں۔ (مفتی اعظم مصطفےٰ رضا خاں الملفوظ جلد اول ص ۲۶)

② عرف عام میں استعمال کے لئے حامد رضا تجویز کیا۔ اس کے اعداد زبر و بینہ میں ۶۲ ۱۳ھ نکلتے ہیں۔ اور یہی حضرت حجۃ الاسلام کا سن وصال ہے۔ اللہ اللہ کتنی شاندار کرامت ہے کہ امام احمد رضا نے جہاں اپنے صاحبزادے کے نام ''محمد'' (۹۲) سے ولادت کی خبر دی وہاں حامد رضا کہکر رحلت کی خبر بھی اسی دن دے دی۔ نیز اپنے وصال ۱۳۴۰ھ کی اطلاع دیکر اپنے صاحبزادے کی مدت جانشینی ۱۳۴۰ھ/ ۶۲ ۱۳ھ کا اعلان بھی فرمادیا۔

(ملخصاً فقیہہ عصر مولانا مفتی اعجاز ولی خاں رضوی رضائے مصطفےٰ حجۃ الاسلام نمبر ص ۵)

بڑے مولانا ـــــ عوام نے ”بڑے مولانا“① کہکر خراج عقیدت پیش کیا۔
حجۃ الاسلام ـــــ خواص نے حجۃ الاسلام کا لقب دیکر آپکے علم و فضل کا اقرار کیا۔

عہد طفلی

آپ کی عمر صرف چھ سال کی تھی کہ آپ کے جدامجد مولانا نقی علی خاں کا انتقال ہو گیا۔ آپ پوتوں میں سب سے بڑے تھے اور اپنی دادی کا سب سے زیادہ لاڈ پیار پایا تھا۔ وہ اپنے ہونہار پوتے پر جان چھڑکتیں اور ہر وقت رئیس بنائے رکھتیں۔ حضرت مولانا حسنین رضا خاں (م ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء) ابن استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں (م ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء) جو خود ہی مولانا نقی علی خاں کے پوتے تھے، نے فرمایا کہ دادی مرحومہ کو اپنے بڑے پوتے سے ایک خاص لگاؤ تھا۔ ہر وقت رئیس بنائے رکھتیں لباس کے لئے نہایت عمدہ تنزیب کا انتخاب کیا جاتا اور ایک ایک انگرکھا چار چار روپے② میں سلتا۔

گھوڑ سواری سپہ گری کے لوازمات میں سے ہے۔ صاحب تذکرہ کے اجداد میں پشتوں سے سپہ گری رہی ہے۔ غالباً اسی کا اثر تھا کہ آپ بچپن ہی سے گھوڑے سواری کے شوقین تھے۔ اور آپ کے اس شوق میں دادی کے لاڈ کا بھی خاصا دخل تھا۔

اگر دروازے پر کوئی بکاؤ گھوڑا آجاتا تو گھوڑے والے کو منھ مانگی قیمت دیکر دادی صاحبہ اپنے پوتے کے شوق کو پورا فرمادیتیں③ تربیت کے اس مرحلہ میں بھی اجداد کی فطری شجاعت

---

① صاحب تذکرہ کا عنوان شباب تھا۔ آپ کے والد گرامی وقار امام احمد رضا سے ایک اسمٰعیل نامی وہابی آمادۂ بحث تھا۔ آپنے اپنے والد سے گفتگو کی اجازت طلب کی اور وہابی مذکور کو خاموش کر دیا۔ اس پر امام احمد رضا نے اپنے کمسن مگر فاضل صاحبزادے حامد رضا کو بڑے مولانا کہکر خطاب فرمایا۔ یہ لقب اتنا مشہور ہوا کہ اہل سنت بریلوی کے حلقہ میں بڑے مولانا سے صاحب تذکرہ حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ ہی کی ذات سمجھی جاتی ہے۔ راقم الحروف سے حضرت الحاج مولانا تقدس علی خاں رضوی فرزند نسبتی صاحب تذکرہ کا ارشاد۔

②③ راقم الحروف کے پاس حضرت مولانا حسنین رضا خاں برادرزادہ وتلمیذ امام احمد رضا قدس سرہما کا ارشاد ٹیپ میں محفوظ ہے۔

اور سپاہیانہ مہارت کا خاص خیال رکھا گیا دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ جسمانی ورزش بھی ہوتی رہتی۔ زمینداری کی دیکھ بھال کے لئے جہاں بینی اور جہانگیری صلاحیتیں بھی پیدا کردی گئیں۔

واقعہ یہ ہے کہ حضرت حجۃ الاسلام کو عہد طفلی ہی میں وہ ماحول دیدیا گیا کہ آپ اپنے سلف کے خلف نامدار قرار پائے۔

تعلیم و تربیت

حضرت حجۃ الاسلام کی ولادت کا سال ۱۲۹۲ھ آپ کے والد گرامی قدر امام احمد رضا کی عمر کا بیسواں سال تھا۔ علم و فضل کا آفتاب روشن تھا۔ تجدیدی کام کا آغاز ہو چکا تھا۔ ملت اسلامیہ اہل سنت میں آپ کو عالم سنت کے نام سے جانا پہچانا جاتا رہا تھا۔ امام احمد رضا کے پیر و مرشد سید آل رسول (م ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۷۹ء) اور والد ذیشان مولانا نقی علی خاں بقید حیات تھے۔ مارہرہ مقدسہ اور بریلی شریف میں طریقت و شریعت کا آفتاب نصف النہار پر تھا۔ اس کی روشنی میں سارا برصغیر جگمگا رہا تھا۔ اسی روشن ماحول میں حجۃ الاسلام کا عہد طفلی شروع ہوا۔ آپ کو اپنے عظیم دادا کا فیضان، پیر و مرشد ابوالحسین احمد نوری (م ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء) کا ایقان اور نامور باپ کا شہرۂ آفاق ایمان میسر آیا۔ ہوش کی آنکھیں کھلیں تو ہر طرف کتاب و سنت کی حکمرانی نظر آئی۔ فقہ حنفی کا سکہ چلتا ہوا دیکھا۔ دین متین کی حمایت اور اس کے رسول کے دشمنوں کی عداوت میں اپنے اب وجد کو یکتائے روزگار پایا۔

یہ حقیقت بھی اس خاندان میں باپ دادا سے طرۂ امتیاز رہی ہے کہ مولانا محمد رضا علی (م ۱۲۸۲ھ/ ۱۸۶۶ء) نے اپنے بیٹے محمد نقی علی خاں کو خود پڑھایا اور بالکل اسی طرح انہوں نے اپنے فرزند ارجمند احمد رضا کو نہ صرف خود پڑھایا بلکہ ایسی تربیت دی کہ شاید باید---- پھر اس سلسلہ زریں کا آغاز تو اس برّ کوچک (ہندوپاک) میں ۱۷۳۹ء سے ہوتا ہے۔

دنیا میں خاندانوں اور نسلوں کو یہ سعادت بہت کم نصیب ہوتی ہے کہ برسہا برس تک ایک ہی نسل اور ایک ہی خاندان میں علم و فضل جاری رہے اور دس نسلوں کے تسلسل میں اس زنجیر کی

کوئی کڑی نہ ٹوٹے ۔سعید اللہ خاں سے کاظم علی خاں اور رضا علی خاں سے امام احمد رضا خاں و ابنائے امام احمد رضا محمد حامد رضا خاں ، محمد مصطفیٰ رضا خاں ونبیرۂ اکبر محمد ابراہیم رضا خاں ونبیرۂ اکبر حامد رضا ، محمد ریحان رضا خاں تک علم وفضل کا یہ دریا بغیر رکے بہتا رہا ۔ اور کبھی ایسا نہ ہوا کہ ان گلہائے فضل وکمال کے رنگ وبو میں کوئی کمی ہو جاتی ۔ یہ نہیں بلکہ ان میں سے ہر فرد اپنے عہد کی تاریخ کے صفحات پر اپنا ایک بہتر نقش چھوڑ گیا ۔ ①

وفي روح العلى حامد رضا من ؛ غراس جدوة الغض الجديد

اور بلندی کے عظیم درختوں میں حامد رضا ؛ اپنے اجداد کرام کے نہال سے شاخ تازہ

آبا و اجداد کی شاندار روایات کے مطابق حضرت حجۃ الاسلام نے تمام کتابیں اپنے نابغۂ روزگار والد امام احمد رضا خاں سے پڑھیں ۔ اور اپنے معاصرین میں یہ امتیاز پایا کہ صرف ۱۹ / سال کی عمر ۱۳۱۱ھ / ۱۸۹۴ء میں فارغ التحصیل ہو گئے ②

طالب علمی کے زمانے میں شب و روز اسباق کا مطالعہ اور مذاکرہ پر زور دیا جاتا ۔ امام احمد رضا کبھی کبھی اپنے صاحبزادے پر تادیباً سختی بھی فرماتے یہاں تک کہ دادی کا پیار آڑے آجاتا اور اس مرحلہ میں خود امام احمد رضا اپنی والدہ محترمہ کے حضور جھک کر بصد سعادت ان کی ساری سختی برداشت کر لیتے ③

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی

سکھائے کس نے اسمٰعیل کو آداب فرزندی

مگر صاحبزادے (حجۃ الاسلام) کی تعلیم و تربیت میں کوئی فرق نہ آیا یہی وجہ ہے کہ پڑھنے کے زمانے ہی میں آپ نے درسیات کی امہات کتب ، خیالی ، توضیح تلویح ، ہدایہ اخیرین ، بیضاوی ، صحیح بخاری پر حواشی لکھکر اپنے والد ذیشان کے زمانۂ تعلیم کی یاد تازہ کر دی ④ اور خود امام احمد رضا

---

① قصیدہ آمال الابرار وآلام الاشرار ص ۱۳

② پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد ، حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی ص ۲۱۲

③ مولانا حسنین رضا خاں ، سیرت اعلیحضرت مع کرامات ص ۹۱

④ حاشیہ نویسی کا سلسلہ زمانہ طالب علمی سے اب تک جاری ہے کیونکہ اس وقت میرا یہ دستور رہا کہ جب کوئی کتاب پڑھی اگر وہ میری ملک میں ہے تو اس پر حواشی لکھدیئے اگر اعتراض ہو سکتا ہے تو اعتراض لکھدیا اور اگر مضمون پیچیدہ ہے تو اس کی پیچیدگی دور کر دی الخ ۔ الاجازات المتینہ ص ۱۵۶

نے ''قال الولد الاعز'' لکھ کر اپنے متعلم فاضل صاحبزادے کی تحسین فرمادی ①

اپنے آباواجدا کا یہ شاخ تازہ (حجۃ الاسلام) جب سدا بہار ہوا تو امام احمد رضا نے جہاں ''بڑے مولانا'' کہکر ان کی ہمت افزائی فرمائی، وہیں اکابر خلفا کی موجودگی میں یہ فرما کر ''ان جیسا عالم اودھ میں نہیں'' ② ''حامد مني وانا من حامد'' ③ (حامد مجھ سے اور میں حامد سے ہوں) کی تصدیق کردی۔

مدت تربیت

اس خاندان میں بزرگوں ہی سے تربیت کا یہ انداز رہا ہے کہ درسیات کی تکمیل کے بعد۔ ا۔سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی عزت وعظمت کی حمایت۔ ۲۔فرقۂ باطلہ کی تردید و اہانت۔ ۳۔فقہ حنفی کے مطابق فتوی نویسی بقدر طاقت کی مشق برسوں کرائی جاتی ہے۔

بالکل اسی نہج پر حضرت حجۃ الاسلام کی تربیت کی گئی۔ فراغت کے بعد ہی ۱۳۱۲ھ/ ۱۸۹۵ء سے اپنے عم محترم ④ حضرت حسن بریلوی کے وصال ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء تک اپنے والدِ نامدار امام احمد رضا کی خدمت وصحبت میں تربیت کے مراحل سے گزرتے رہے ان سالوں میں آپنے مضامین بھی لکھے۔ استفتا کے جوابات بھی دیئے اور تصنیف وتالیف کا کام بھی جاری رہا۔

تیرہویں صدی کے آخر اور چودہویں صدی کے شروع میں وہابیت، ملت اسلامیہ اہلسنت کے سینے پر ایک ناسور بنکر ابھری اور پورے ہندوستان میں پھیل گئی۔ علمائے حق نے عمل جراحی سے کام لیا اور اس متعدی مرض کے خاتمے کی پوری سعی کی۔ چودہویں صدی کا مقبول ماہنامہ ''تحفۂ حنفیہ'' (مخزن تحقیق) جہاں ابوالکلام آزاد (م ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۸ء) کے والد گرامی

---

① عنایت محمد خاں غوری سند مسند جانشینی ص ۲

② راقم الحروف سے شاہ محمد عارف اللہ قادری (م ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء) کی اپنے والد خلیفۂ امام احمد رضا شاہ محمد حبیب اللہ قادری (م ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء) کی روایت۔

③ امام احمد رضا، الاستمداد ص ۸۷

④ مولانا حسنین رضا خاں سیرت اعلیحضرت مع کرامات ص ۱۱۹

مولانا خیر الدین (م ۱۲۲۷ھ/ ۱۸۰۸ء) پیش امام ٹیپو مسجد کلکتہ سے تردید وہابیہ کے لئے خصوصی التماس کرتا ہے، وہاں حضرت حسنؔ بریلوی کی وساطت سے فاضل نوجواں محمد حامد رضا خاں کو بھی مضامین کیلئے متوجہ کرتا ہے [1]

آپ کے نام کی صوری و معنوی نادر المثال مہر کی تاریخ ۱۳۱۲ھ سے پتہ چلتا ہے کہ امام احمد رضا نے اسی سال اپنے لائق بیٹے حامد رضا کو کارِ افتا کے لئے تیار کر دیا تھا۔ آپ کے مضامین اور تصدیقات کا انداز اپنے والد گرامی وقار کی طرح محققانہ تھا۔ فتاویٰ ہوں یا تصانیف۔ آپ ان کی صرف تصدیق نہیں فرماتے بلکہ اپنی تقریظ وتمہید سے کتاب اور صاحب کتاب کو چار چاند لگا دیتے اور تقریظ وتمہید اردو میں نہیں بلکہ عربی کی شُستہ اور رواں نثر ونظم میں ہوتی۔ اور ایسی کہ عربی کے فصحا، وبلغا پڑھتے، آنکھوں سے لگاتے اور اسکو عربی کا شاہکار قرار دیتے۔ اس پر امام احمد رضا اور دوسرے افاضل علما کی تصانیف جن پر حضرت حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کی تصدیقات ہیں شاہد ہیں۔

خاندان رضا کی مدّت فتویٰ نویسی

حضرت حجۃ الاسلام کی پچاس سالہ ۱۳۱۲ھ ۱۳۶۲ھ فتویٰ نویسی کی مدت سے پتہ چلتا ہے کہ آپنے اس فن میں امام احمد رضا کی نیابت کی ہے۔ اگرچہ دوسرے دینی امور کی مصروفیات میں سارے فتاویٰ کی نقل کا اہتمام نہ ہوسکا۔ مگر پھر بھی آپ کا مجموعۂ فتاویٰ قلمی اور مجموعہ تصانیف اس سلسلہ کی بہترین یادگار ہے۔

خاندان رضا کی مدت فتویٰ نویسی کا مندرجہ ذیل جائزہ ایمان اور یقین کی آنکھوں کو روشن کرتا ہے

جدامجد مولانا رضا علی خاں کی فتویٰ نویسی کا آغاز ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء انجام ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۵ء

امام احمد رضا " " " " ۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء " ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں " " ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۵ء " ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۲ء

مفتی اعظم مولانا مصطفی رضا خاں " " ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء " ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء

---

(۱) ماہنامہ تحفہ حنفیہ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۱ھ ص ۶

بحمدہٖ تعالیٰ یہ سلسلہ زریں جس کی مدت ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ءتک ۱۶۱/سال ہوتی ہے اب بھی خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ نوریہ بریلی سے مولانا مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری زیدہ مجدہٗ فتوی نویسی اور دینی کتب کی تصنیفی خدمات بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں۔

حجۃ الاسلام کا ایک معرکۃ الآرا تاریخی فتویٰ ماہنامہ ''تحفۂ حنفیہ'' عظیم آباد پٹنہ رجب المرجب ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء میں ''فتویٰ عالم ربانی بردمز خرافات قادیانی'' کے عنوان سے شائع کیا گیا۔ اور پھر رضوی پریس بریلی میں چھپ کر بعنوان تاریخی ''الصارم الربانی علی اسراف القادیانی'' (۱۳۱۵ھ) شائع ہوا۔ یہاں یہ بات یاد رہے کہ اس کتاب کا مصنف اس کی تصنیف کے وقت صرف ۲۳/سال کا فاضل نوجواں تھا۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی (م ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء) جسکی تردید میں یہ پہلی علمی کوشش تھی، زندہ تھا۔

اسوقت نہ صرف صاحب تذکرہ اپنی عمر کے اعتبار سے جواں سال تھا بلکہ آپ کا تصنیفی تحریری علمی آفتاب بھی نصف النہار پر تھا۔ امام احمد رضا اور دیگر علمائے محققین کی تصنیفات پر آپ کی عربی میں تصدیقات اس پر شاہد ہیں کہ حضرت حجۃ الاسلام کے تاریخی فتویٰ کی اہمیت کا اندازہ اس سے اچھی طرح کیا جاسکتا ہے کہ امام احمد رضا کی خدمت میں قادیانی دجال کے دعاوی سے متعلق امرتسر سے سوالات آئے تو آپنے اپنا تاریخی جواب بنام ''السوء والعقاب علی المسیح الکذاب'' (۱۳۲۰ھ) تحریر فرماتے ہوئے صاحب تذکرہ اوران کے تاریخی جواب کی تحسین وتصدیق اسطرح کی۔

> پہلے اس ادعائے کاذب کی نسبت سہارنپور سے سوال آیا تھا جس کا مبسوط جواب ولداعز فاضل نوجواں مولوی محمد حامد رضا خاں حفظہ اللہ تعالیٰ نے لکھا۔ اور بنام تاریخی ''الصارم الربانی علی اسراف القادیانی'' (۱۳۱۵ھ) مسمّٰی کیا۔ یہ رسالہ حامئی سنن ماحی فتن ندوی فکن مکرمنا قاضی عبدالوحید صاحب حنفی فردوسی حین عن الفتن نے اپنے رسالہ مبارکہ تحفہ حنفیہ میں کہ عظیم آباد سے ماہوار شائع ہوتا ہے، میں طبع فرمادیا۔

اب ہم مذکورہ بالا فتویٰ کے مقدمات کا نہایت اختصار کے ساتھ جائزہ لیتے ہیں جو ہر زمانہ میں حق و باطل کی پہچان کا بہترین معیار ہیں۔ حضرت حجۃ الاسلام نے تحریر فرمایا۔

''مسلمانوں! میں تمہیں سہل پہچان گمراہوں کی بتاتا ہوں جو خود قرآن مجید اور حدیث حمید میں ارشاد ہوئی۔ اللہ عزوجل نے قرآن عظیم اتارا تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَيْءٍ؁ جس میں ہر چیز کا روشن بیان تو کوئی ایسی بات نہیں جو قرآن میں نہ ہو مگر ساتھ ہی فرمایا وَمَا یعقلھا اِلّا الْعالمون؁ اس کی سمجھ نہیں مگر عالموں کو۔ اسلئے فرماتا ہے فَاسْئَلُوا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ؁ علم والوں سے پوچھو اگر تم نہ جانتے ہو۔ اور پھر یہی نہیں کہ علم والے آپ سے آپ کتاب اللہ سمجھ لینے پر قادر ہوں نہیں بلکہ اس کے متصل ہی فرمادیا وَاَنْزَلْنَا اِلَیْكَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَانُزِّلَ اِلَیْھِم۔ اے نبی ہم نے یہ قرآن تیری طرف اس لئے اتارا کہ تو لوگوں سے شرح بیان فرمائے اس چیز کی جو اُن کی طرف اتاری گئی اللہ اللہ قرآن عظیم کے لطائف و نکات منتہی نہ ہوں گے۔ ان دو آیتوں کے اتصال سے رب العلمین نے ترتیب وار سلسلہ فہم کلام الٰہی کا انتظام فرمادیا کہ اے جاہلو! تم کلام علما کی طرف رجوع کرو اور اے عالمو! تم ہمارے رسول کا کلام دیکھو تو ہمارا کلام کچھ سمجھ میں آئے غرض ہم پر تقلید ائمہ واجب فرمائی اور ائمہ پر تقلید رسول اور رسول پر تقلید قرآن فللہ الحجۃ البالغۃ؁ والحمد للہ رب العالمین۔ امام عارف باللہ عبدالوہاب شعرانی نے کتاب مستطاب میزان الشریعت الکبری میں اس معنی کو جابجا بتفصیل تام بیان فرمایا۔ ازاں جملہ فرماتے ہیں لولا انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصل بشریعتہ ما اجمل فی القراٰن بقی

القراٰن علی اجمالہٖ کما ان الائمۃ المجتہدین لولم یفصلوا ما اجمل فِی السنّۃ لبقت السّنّت علی اجمالہا وھکذا الیٰ عَصرنا ھٰذَا پس اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے شریعت سے مجملات قرآن عظیم کی تفصیل نہ فرماتے تو قرآن یونہی مجمل رہتا اور اگر ائمہ مجتہدین مجملات حدیث کی تفصیل نہ کرتے تو حدیث یونہی مجمل رہتی اور اسی طرح ہمارے زمانے تک کہ کلام ائمہ کی علماء ما بعد شرح نہ فرماتے تو ہم اسے سمجھنے کی لیاقت نہ رکھتے تو یہ سلسلۂ ہدایت رب العزت کا قائم فرمایا ہوا ہے جو اسے توڑنا چاہتا ہے وہ ہدایت نہیں چاہتا بلکہ صریح ضلالت کی راہ چل رہا ہے۔ اسی لئے قرآن عظیم کی نسبت فرمایا۔ یُضِلُّ بِہٖ کَثِیۡرًا وَّیَھۡدِیۡ بِہٖ کَثِیۡرًاؕ اللہ تعالےٰ اِسی قرآن سے بہتیروں کو گمراہ کرتا ہے اور بہتیروں کو سیدھی راہ عطا فرماتا ہے۔ جو سلسلے سے چلتے ہیں بفضلہٖ تعالےٰ پاتے ہیں اور جو سلسلہ توڑ کر اپنی ناقص اور اوندھی سمجھ کے بھروسے قرآن مجید سے بذات خود مطلب نکالنا چاہتے ہیں چاہِ ضلالت میں گرتے ہیں۔ اسی لئے امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں۔ سیأتي ناس یجادلونکم بشبھات القراٰن فخذوھم بالأحادیث فان اصحاب السنن اعلم بکتاب اللہ۔ قریب ہے کہ کچھ لوگ آئیں جو تم سے قرآن عظیم کے مشتبہ کلمات سے جھگڑیں گے تم انہیں حدیثوں سے پکڑو کہ حدیث والے قرآن کو خوب جانتے ہیں۔ (رواہ الدارمی ونصرنِ المقدسی في الحجۃ وللکالکائی فی السنّۃ وابن عبدالبر فی العلم وابن ابی رزین فی اصول السّنّۃ والدارقطنی والاصبھانی فی الحجۃ وابن النجار) اسی لئے

امام سفیٰن بن عیینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ الحدیث مضلة الا الفقهاء حدیث گمراہ کر دینے والی ہے مگر ائمہ مجتہدین کو تو وجہ وہی ہے کہ قرآن مجمل ہے۔ جسکی توضیح حدیث نے فرمائی اور حدیث مجمل ہے جس کی تشریح ائمہ مجتہدین نے کر دکھائی تو جو ائمہ کا دامن چھوڑ کر خود قرآن وحدیث سے اخذ کرنا چاہے بھکے گا اور جو حدیث چھوڑ کر قرآن مجید سے لینا چاہے وادئ ضلالت میں پیاسا مرے گا۔ تو خوب کان کھول کر سن لو اور لوح دل پر نقش کر رکھو کہ جسے کہتا سنو ہم اماموں کا قول نہیں جانتے ہمیں خود قرآن و حدیث چاہیئے تو جان لو یہ گمراہ ہے اور جسے کہتا سنو کہ ہم حدیث نہیں جانتے ہمیں صرف قرآن درکار ہے سمجھلو یہ بدین دین خدا کا بدخواہ ہے۔ پہلا فرقہ قرآن عظیم کی پہلی آیت فاسئلوا اهل الذكر کا مخالف اور دوسرا طائفہ قرآن عظیم کی دوسری آیت لتبين للناس مأنُزِّلَ اِلَيْهِم کا منکر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے فرقہ مخذولہ کا رد اس حدیث میں فرمایا ——— الاسألوا اذ لم يعلموا فإنما شفاء العي السؤال کیوں نہ پوچھا جب جانتے کہ بیمار کی دوا تو پوچھنا ہے (رواه ابوداؤد عن جابر بن عبدالله رضی الله عنهما) اور دوسرے طائفہ ملعونہ کا رد اس حدیث میں فرمایا کہ فرماتے ہیں۔ الااني اوتيت القران ومثله معه الا يوشك رجل شعبان علىٰ اريكته يقول عليكم بهٰذ القراٰن فما وجدتم فيه من حلال فاحلوه وجدتم فيه من حرام فحرموه۔ وان مَا حرم رسول الله كمَا حَرّم الله ۔ سُن لو مجھے قرآن عطا ہوا اور قرآن کے ساتھ اس کا مثل خبردار نزدیک ہے کہ کوئی پیٹ بھرا اپنے

تخت پر پڑا کہے یہی قرآن لئے رہو اس میں جو حلال پاؤ اسے حلال جانو اور جسے حرام پاؤ اسے حرام جانو۔ حالانکہ جو چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے حرام کی وہ اسی کے مثل ہے جسے اللہ نے حرام فرمایا (رواہ الائمۃ احمد والدارمی وابوداؤد والترمذی وابن ماجہ عن المقدام بن معد یکرب و نحوہ عندھم ماخلد الدارمي وعند البیقھی فی الدلائل عن ابی رافع وعند ابی داؤد عن العرباض بن ساریہ رضی اللہ عنھم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق اس زمانۂ فساد میں ایک تو پیٹ بھرے بے فکر نیچری حضرات تھے جنہوں نے حدیثوں کو یکسر ردی کر دیا اور بزور زبان صرف قرآن عظیم پر دارومدار رکھا حالانکہ وہ اللہ قرآن کے دشمن اور قرآن ان کا دشمن وہ قرآن کو بدلنا چاہتے ہیں اور مراد الٰہی کے خلاف اپنی ہوائے نفس کے موافق اس کے معنی گڑھنا۔

اب دوسرے یہ حضرات نے فیشن کے مسیحی اس انوکھی آن والے پیدا ہوے کہ ہم کو صرف قرآن شریف سے ثبوت چاہیئے جس کے تواتر کے برابر کوئی تواتر نہیں ہے۔ تو بات کیا ہے یہ دونوں گمراہ طائفے دل میں خوب جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں ان کا ٹھکانہ نہیں، حضور کی روشن حدیثیں ان کے مردود خیالات کے صاف پرزے پارچے بکھیر رہی ہیں۔ اسی لئے اپنی بگڑتی بنانے کو پہلے ہی دروازہ بند کرتے ہیں کہ ہمیں صرف قرآن شریف سے ثبوت چاہیئے جس میں عوام بے چاروں کے سامنے اپنے سے لگتے لگانے کی گنجائش ہو۔ مسلمانو! تم ان گمراہوں کی ایک نہ سنو اور جب تمہیں قرآن میں شبہ ڈالیں تم

حدیث کی پناہ لو، اگر اس میں ایں وآں نکالیں تم ائمہ کا دامن پکڑو۔ اس تیسرے درجے پر آ کر حق و باطل صاف کھل جائے گا اور ان گمراہوں کا اڑایا ہوا سارا غبار حق کے برستے ہوئے بادلوں سے دھل جائیگا۔ اس وقت یہ ضال مضل طائفے بھاگتے نظر آئیں گے۔ کانھم حمر مستنفرہ فرت من قسورۃ تو حدیثوں ہی کے آگے انہیں کچھ نہ بنے گی صاف منکر ہو بیٹھیں گے اور وہاں کچھ چون و چرا کی تو ارشادات ائمہ معانی حدیث کو ایسا روشن کر دیں گے کہ پھر انہیں یہ کہتے بن آئے گی کہ ہم حدیث کو نہیں جانتے یا ہم اماموں کو نہیں مانتے۔ اسوقت معلوم ہو جائے گا کہ ان کا امام ابلیس لعین ہے جو انھیں لئے پھرتا ہے اور قرآن و حدیث اور ائمہ کے ارشادات پر جمنے نہیں دیتا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یہ نفیس وجلیل فائدہ ہمیشہ کے لئے محفوظ رکھو کہ ہر جگہ کام آئیگا اور باذن اللہ تعالےٰ ہزاروں گمراہیوں سے بچائے گا۔"

یہ واقعہ ہے کہ ۳۰؍ جون، ۱۹۷۷ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور اس سلسلہ میں علما نے جو سعی فرمائی۔ اس کا آغاز بہت پہلے حضرت حجۃ الاسلام کی مندرجہ بالا تاریخی تصنیف سے ۱۳۱۵ھ؍ ۱۸۹۸ء میں ہوا۔

✵✵✵✵✵✵✵✵✵✵✵✵✵✵✵✵✵✵

جلسہ ”دربارِ حق و ہدایت“ ۱۳۱۸ھ میں حجۃ الاسلام کی شرکت

حضرت مخدوم شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری فاتح بہار کا یہ عظیم فیضان اور روحانی تصرف تھا کہ بہار کی راجدھانی پٹنہ میں آپ ہی کے صاحب سجادہ حضرت مخدوم الملّت والدین مولانا شاہ امین احمد صاحب بہار شریف کے زیر سرپرستی اور آپ ہی کے ایک فردوسی غلام قاضی محمد وحید الدین ① صاحب فردوسی مہتمم مدرسہ ”ابر کرم اہل سنّت“ و منتظم ماہنامہ تحفہ حنفیہ پٹنہ کے زیر اہتمام ساتویں رجب سے تیرہویں رجب ۱۳۱۸ھ تک مطابق یکم نومبر سے ساتویں نومبر ۱۹۰۰ء تک وہ فقید المثال جلسہ ہوا جس میں صرف علما اور مشائخ کی تعداد سو سے زائد تھی۔ اس میں بر کوچک کے اکابر علما و اعاظم مشائخ جیسے حضرت تاج الفحول مولانا عبد القادر بدایونی، مجدد دین

① ندوۃ العلماء کے مفاسد کا سب سے زیادہ نوٹس امام احمد رضا فاضل بریلوی اور تاج الفحول مولانا عبد القادر بدایونی نے لیا اور اس کی تردید میں سب سے زیادہ مالی اور اشاعتی تعاون قاضی محمد عبد الوحید صاحب (م ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء) نے کیا۔

اصلاح ندوہ کا سب سے بڑا ہندوستان گیر مظاہرہ حضرت مولانا شاہ امین احمد صاحب فردوسی سجادہ نشین بہار شریف کے نہ زیر صدارت ۱۶/ ۱۷/ ۱۸ رجب ۱۳۱۸ھ مطابق ۱۰/ ۱۱/ ۱۲ نومبر ۱۹۰۰ء کو عظیم آباد پٹنہ جلسۂ جدوہ میں ہوا۔ اس کے تمام اخراجات حامئ سنن ماحی فتن ندوہ شکن ندوی فگن قاضی عبد الوحید [1] صاحب فردوسی نے خود برداشت کئے۔ [2]

سر سید احمد خاں کے دور میں یہ فتویٰ کہ انگریزی پڑھنا حرام ہے قاضی صاحب نے انگریزی بھلا دی حالانکہ وہ انٹرنس پاس تھے۔ نیز جدوہ کے قیام کے زمانے میں اپنے مخالفین کی ایما پر کہ ان کے والد سودی کاروبار کیا کرتے تھے قاضی صاحب نے تمام گزشتہ اور موجودہ سود چھوڑ دیا۔

راقم الحروف سے شاہ صبیح الحق عمادی سجادہ نشین خانقاہ عمادیہ منگل تالاب پٹنہ سٹی و نواسۂ مولانا شاہ امین احمد صاحب فردوسی سجادہ نشیں بہار شریف کا ۱۳۸۲ھ ۱۹۶۳ء میں ارشاد۔

[1] امام احمد رضا نے اپنا فتویٰ ”السوء العقاب علی مسیح الکذاب“ ص ۳، میں قاضی صاحب کا ذکر انہیں القاب کے ساتھ کیا ہے۔

[2] علما کرام نے ندوے کے رد میں کوئی بات اٹھا نہ رکھی تھی، تحریری رد میں بھی کامل حصہ لیا قریب دو سو کے کتابیں اور رسالے تصنیف فرما کر مفت تقسیم کئے۔ ایک ہزار کے قریب اشتہاروں کی اشاعت کی۔ جلسوں کی روداد یں طبع کرا کے شہر در شہر پہنچائیں۔ مصارف کا اندازہ ایک لاکھ روپے سے اوپر کا ہے۔ پچاس ہزار روپے سے اوپر تو شخص واحد حضرت مولانا قاضی عبد الوحید علیہ الرحمہ رئیس پٹنہ نے خاص اپنی ذات سے خرچ کئے۔ (محمد ضیاء الدین پیلی بھیتی، اعلام ضروری ص ۵)

وملت اعلی حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی ،مولانا سید اسمٰعیل حسن شاہ صاحب مارہرہ شریف ،استاذ العلماء مولانا ہدایت اللہ خاں صاحب جونپوری ،رئیس المحدثین مولانا وصی احمد محدث سورتی ،مولانا ظہور الحسن صاحب فاروقی رامپوری، مولانا سید شاہ محمد فاخر صاحب الہ آبادی، مولانا عبدالسلام صاحب جبلپوری وغیرہم نے شرکت فرمائی۔

یہ جلسہ تحریک ندوہ کے غیر اسلامی اقوال وافعال کی اصلاح اور ''قومی نظریہ'' پر قرآن و حدیث کی روشنی میں خطابت کے اعتبار سے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

اس جلسہ میں حضرت حجۃ الاسلام کو اپنے والد گرامی وقار امام احمد رضا کی معیت وخدمت میں شرکت کا شرف حاصل تھا۔تحفۂ حنفیہ پٹنہ جمادی الاخریٰ ورجب ۱۳۱۹ھ رقمطراز ہے۔

> ''مجدد مائتہ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ امام علمائے اہلسنت والا حضرت جناب مولانا حاجی محمد احمد رضا خاں صاحب سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی دام فیضہ القوی کا بیان ہدایت نشان ہو ہی رہا تھا کہ فاضل نوجواں مولانا مولوی محمد حامد رضا خاں سلمہ المولی المنان نے آکر کان میں کچھ کہا کہ کچھ ندوی حضرات آگئے ہیں ''۔ص ۱۲۱
>
> ''پھر امام احمد رضا نے ندویوں کے غیر اسلامی افکار کا شدید رد فرمایا اور یہ بیان رات بارہ بجے تک جاری رہا'' ۔ص ۱۲۸

اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت حجۃ الاسلام کو امام احمد رضا کی بارگاہ میں نہ صرف دینی امور میں خدمت کی سعادت حاصل تھی، بلکہ مزاج میں بھی خاصا دخل تھا۔

حامد رضا نائب امام احمد رضا

جدوہ کے اس تاریخ ساز جلسہ میں جہاں امام احمد رضا کی تجدیدی خدمات کا برملا اعتراف کیا گیا،آپ کو برسر اجلاس مجدد مائتہ حاضرہ کے لقب سے خطاب کیا گیا، وہاں حجۃ الاسلام کو اپنے عظیم والد کی خدمت میں استفادہ کا خوب خوب موقعہ ملا۔علماء زمانہ ومشائخ یگانہ سے ملاقاتیں ہوتیں آپکے علمی جواہر مزید چمکے فرقہ باطلہ کے خلاف کام کرنے کی نئی نئی راہیں سامنے آئیں۔اس طرح آپ کے

تجربات میں شاندار اضافہ ہوا اور نائب امام احمد رضا کی حیثیت سے آپ کی ہر جگہ پزیرائی ہوئی[1] ؎

حامد رضا عالم علم ہدیٰ ؛ نوگل گلزار جناب رضا

حسن بہارش زخزاں دور باد ؛ چوں اَب وجد ناصر و منصور باد[2]

اس جلسہ میں امام احمد رضا کی شہرت کا آفتاب نصف النہار پر تھا، آپ کی ذات مرجع العلماء تھی۔ ہندوستان کے گوشے گوشے سے آپ کو مدعو کیا جارہا تھا کہ ایک خط مولانا عبدالرحمٰن صاحب محبتیؔ کا آپ کے نام آیا جسمیں نہایت خلوص و محبت کے ساتھ امام احمد رضا کو اپنے وطن پوکھریرا ضلع مظفر پور آنے کی دعوت دی۔ آپ کثرت مشاغل اور دینی مصروفیات کیوجہ سے پوکھریرا نہ جا سکے۔ مگر اپنے خلف اکبر مولانا محمد حامد رضا صاحب کو اپنی نیابت میں پوکھریرا روانہ فرمادیا۔ اور اپنے گرامی نامہ میں تحریر کیا کہ ''اگرچہ میں اپنی دینی مصروفیات کی بناء پر حاضری سے معذور ہوں مگر حامد رضا کو بھیج رہا ہوں، یہ میرے قائم مقام ہیں، ان کو حامد رضا نہیں احمد رضا ہی سمجھا جائے۔''

گرامی نامہ کے ساتھ اپنا ایک قیمتی جبہ بھی حضرت محبّیؔ کی نذر بھیجا۔ یہ جبہ آج بھی صاحب سجادہ مولانا حافظ محمد حمید الرحمٰن کے پاس موجود ہے۔ عرس کے موقع پر اس جبہ کی زیارت ہوتی ہے[3]

یہ امام احمد رضا کی خصوصی توجہ کا نتیجہ تھا کہ صوبہ بہار کے اضلاع خصوصاً سیتا مڑھی، مظفر پور، دربھنگہ، پورنیہ، پٹنہ سٹی اور عموماً پورا صوبہ رضوی فیضان کا مرکز اور حضرت حجۃ الاسلام کے روحانی تصرّفات کی آماجگاہ بن گیا۔

حضرت حجۃ الاسلام کے خلفاء مولانا ولی الرحمن پوکھریروی (م ۱۳۷۰ھ) مولانا احسان علی صاحب محدث بریلی فیض پوری (م ۱۳۲۰ھ) مولانا حافظ محمد میاں صاحب اشرفی (م ۱۹۳۵ء) مولانا ابوسہیل انیس عالم صاحب امین شریعت فاضل بہار و مولانا قاضی فضل کریم صاحب قاضی شریعت بہار و مولانا وصی احمد صاحب ماہر رضوی وغیرہم بہار کے انہیں اضلاع سے تعلق رکھتے ہیں اور ہنوز ان کے صاحبزادگان و تلامذہ اور متعلقین اپنے اپنے علاقائی مدارس و خانقاہوں میں خدمت دین اور لوگوں کی تعلیم و تربیت میں مصروف ہیں۔

---

(۱) دربار حق وہدایت وقصیدۂ آمال الابرار وآلام الاشرار رجب المرجب ۱۸ ۱۳ھ/ ۱۹۰۰ء مطبوع مطبع حنفیہ پٹنہ

(۲) حسن رضا خان حسن بریلوی، صمصام حسن ص ۴۰

(۳) راقم الحروف سے محبی مولانا عبدالواحد صاحب کی گفتگو جو ہالینڈ ۱۹۸۶ء میں بروقت ملاقات قلمبند کرلی گئی تھی۔

حج وزیارت

حب رسول کی دنیائے جمیل امام احمد رضا کی اپنی دنیا تھی۔ اور اسی دنیا کا ایک فرد جمیل حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خان کی ذات تھی۔ آپ کی نشو ونما ایسے ماحول میں ہوئی جہاں قدم قدم پر نعرہ سرمدی سنائی دیتا ہے ؎

دہن میں زباں تمہارے لئے بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آے یہاں تمہارے لئے اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے

اور فدائیت کا یہ ساز وسامان نظر آتا ہے ؎

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

یہی جزبۂ محبت اور جوشِ فدائیت جب محمد حامد رضا کی صورت میں پروان چڑھا تو فراق یار میں پکار اٹھا

اب تو مدینے لے بلا گنبد سبز دے دکھا
حامدؔ و مصطفیٰ ترے ہند میں ہیں غلام دو

اور جذبۂ صادق نے حضور روضہ حاضری کا اپنی نیا زمندانہ اداؤں کے ساتھ ارادۂ واثق کرلیا۔

حضور روضہ ہوا جو حاضر تو اپنی سج دھج یہ ہوگی حامدؔ
خمیدہ سر آنکھ بند، لب پر مرے درود وسلام ہوگا

یہاں تک کہ حضرت حجۃ الاسلام اپنی عمر کے ۳۱/ ویں سال ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء اپنی والدۂ محترمہ اور عم محترم مولانا محمد رضا خاں صاحب کی معیت میں حج وزیارت کیلئے روانہ ہوگئے۔ اس سفر سراپا ظفر میں بریلی سے جھانسی تک امام احمد رضا ساتھ رہے۔ اس تاریخی واقعہ پر مولانا ظفر الدین فاضل بہاری اپنا مشاہدہ تحریر فرماتے ہیں۔

”میرے سامنے کا واقعہ ہے کہ حضرت مولانا محمد رضا خاں صاحب
برادر اصغر اور حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب

خلف اکبر اور حضور کی اہلیہ محترمہ ۱۳۲۳ھ میں حج وزیارت کے
لئے روانہ ہوئیں تو حضور جھانسی تک پہنچانے کے لئے تشریف
لے گئے"۔ (حیات اعلیٰ حضرت ص ۱۴)

امام احمد رضا جھانسی تک زوّار مدینہ کو پہنچا کر بریلی واپس تو ہوئے مگر اضطراب کا یہ عالم تھا، خود ہی ارشاد فرمایا ؎

وائے محرومیٔ قسمت کہ پھر اب کے برس
رہ گیا ہمرہ زوّارِ مدینہ ہوکر

پورا ہفتہ اسی اضطراب میں گزرا ؎

جان و دل ہوش وخرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضاؔ سارا تو سامان گیا

امام احمد رضا نے اس سفر جلیل کا ذکر جمیل اس طرح فرمایا۔

"یہاں سے ننھے میاں (برادر اصغر) اور حامد رضا خاں (خلف اکبر)
مع متعلقین بارادۂ حج روانہ ہوئے۔ لکھنؤ تک ان لوگوں کو پہنچا کر
میں واپس آ گیا۔ لیکن طبیعت میں ایک قسم کا انتشار رہا۔ ایک ہفتہ
یہاں رہا طبیعت سخت پریشان رہی"۔ (الملفوظ ص ۳)

اور یہی اضطراب سبب قرار بن گیا۔ تا آں کہ آپ نے حج وزیارت کا ارادہ فرمالیا۔ بریلی سے بمبئی تک ریز رویشن بھی ہو گیا۔ اور بمبئی سے جدّہ تک تمام مراحل بخیر وخوبی آسان ہو گئے۔

امام احمد رضا کی معیت وخدمت میں حامد رضا

یوں تو بمبئی سے مکہ معظّمہ تک حضرت حجۃ الاسلام کے شب وروز امام احمد رضا کی معّیت و خدمت ہی میں گزرے۔ چنانچہ حرم مکّہ کے پہلے روز کی حاضری کا ذکر اسطرح فرمایا۔

"پہلے روز جو حاضر ہوا تو حامد رضا ساتھ تھے۔ محافظ حرم ایک وجیہ

وجمیل عالم نبیل مولانا سید اسمٰعیل تھے۔ یہ پہلا دن اُن کی زیارت کا تھا ـــــــ حضرت مولانا موصوف سے کچھ کتابیں مطالعہ کے لئے نکلوائیں۔ حاضرین میں سے کسی نے اس مسئلہ کا ذکر کیا کہ ''قبل زوال رمی کیسی؟'' مولانا نے فرمایا یہاں کے علماء نے جواز کا حکم دیا ہے۔ حامد رضا خاں سے اس بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ مجھ سے استفسار ہوا۔ میں نے کہا خلافِ مذہب ہے۔ مولانا سید صاحب نے ایک متداول کتاب کا نام لیا کہ اس میں جواز کو علیہ الفتویٰ لکھا ہے۔ میں نے کہا کہ ممکن ہے کہ روایت جواز ہو مگر علیہ الفتویٰ ہرگز نہ ہوگا۔ وہ کتاب لے آئے اور مسئلہ نکلا اور اسی صورت سے نکلا جو فقیر نے گزارش کی تھی۔ علیہ الفتویٰ کا لفظ نہ تھا۔ حضرت مولانا نے کان میں جھک کر مجھے پوچھا کہ یہ کون ہے اور حامد رضا کو بھی نہ جانتے تھے مگر اسوقت گفتگو انہیں سے ہو رہی تھی۔ لہٰذا ان سے پوچھا۔ انھوں نے میرا نام لیا۔ نام سنتے ہی حضرت مولانا وہاں سے اٹھ کر بے تابانہ دوڑتے ہوئے آ کر فقیر سے لپٹ گئے۔ (الملفوظ ص ۱۰، ۱۱ جلد دوم)

امام احمد رضا کے حضور وہ بھی ایک مکّی عالم نبیل محافظ کتب حرم مولانا سیّد محمد اسمٰعیل سے رمی قبل زوال کے عدم جواز پر حضرت حجۃ الاسلام نے فصیح عربی میں گفتگو کا حق کا ادا کر دیا اور ''الولد سر لابیہ'' کا وہ شاندار مظاہرہ پہلی بار حرم مکہ میں کیا کہ معاصر علما کا یہ قول قولِ فیصل قرار پایا۔

''اعلیٰ حضرت (امام احمد رضا) کے بعد اگر واقعی کوئی عالم اور ادیب تھے تو وہ حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں تھے''۔

(مولانا حسنین رضا خاں خلیفہ اعلیٰحضرت کا ارشاد)

قضا و قدر کا فیصلہ

قضا و قدر کا یہ فیصلہ بڑا بر محل اور احقاق حق و ابطالِ باطِل کے لئے رہتی دنیا تک بڑا روشن فیصلہ تھا کہ حضرت حجۃ الاسلام کے حج و زیارت کا سفر بظاہر امام احمد رضا کے اس سفر مبارک کا سبب سَراپا ظفر بن گیا۔ برصغیر کی دم توڑتی ہوئی وہابیت نے مملکت حجاز کی سرکاری چھاؤں میں سنبھالے کا سانس لینا چاہا۔ مگر

ع ”عدو شرے بر انگیزد کہ خیرے ما دریں آید“

کی حکمت الٰہیّہ امام احمد رضا پر سایہ فگن ہوگئی اور قدم قدم پر حضرت حجۃ الاسلام کو دین متین کی فتوحات میسّر آئیں۔ سمع و بصر کے حوالے سے امام احمد رضا کا یہ بیان بڑا حقیقت افروز ہے۔

”حکمت الٰہیّہ یہاں آکر کھلی سُننے میں آیا کہ وہابیہ پہلے سے آئے ہوئے ہیں جن میں خلیل احمد انبیٹھی اور بعض وزرا ریاست و دیگر اہل ثروت بھی ہیں۔ حضرت شریف تک رسائی پیدا کی ہے اور مسئلہ علم غیب چھیڑا ہے اور اس کے متعلق کچھ سوال اَعلم علما مکہ حضرت مولانا شیخ صالح کمال سابق قاضی مکہ و مفتی حنفیہ کی خدمت میں پیش ہوا ہے۔ میں حضرت موصوف کی خدمت میں گیا۔ میں نے بعد سلام و مصافحہ مسئلہ علم غیب کی تقریر شروع کی اور دو گھنٹہ تک اُسے آیات و احادیث و اقوال ائمہ سے ثابت کیا اور مخالفین جو شبہات کیا کرتے ہیں ان کا رد کیا۔ اس دو گھنٹے تک حضرت موصوف محض سکوت کے ساتھ ہمہ تن گوش ہو کر میرا منھ دیکھتے رہے۔ جب میں نے تقریر ختم کی چپکے سے اُٹھتے ہوے قریب الماری رکھی تھی وہاں تشریف لے گئے اور ایک کاغذ نکال لائے جس میں مولوی سلامت اللہ صاحب رامپوری کے رسالہ ”اعلام

الاذکیاء“ کے اس قول کے متعلق کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ھوالاول والاخر و الظاھر والباطن ط وھو بکل شيءٍ علیم ط لکھا۔ چند سوال تھے اور جواب کی تمام سطریں نا تمام لائے۔ مجھے دکھایا اور فرمایا ”تیرا آنا اللہ کی رحمت تھا ورنہ مولوی سلامت اللہ کے کفر کا فتویٰ یہاں سے جا چلتا“۔ میں حمد الٰہی بجالایا اور فرودگاہ پر واپس آیا۔ مولانا سے مقامِ قیام کا کوئی تذکرہ نہ آیا تھا اب وہ فقیر کے پاس تشریف لانا چاہتے ہیں اور حج کا ہنگامہ اور جائے قیام نہ معلوم۔ آخر خیال فرمایا کہ ضرور کتب خانے میں آیا کرتا ہوگا۔ ۲۵/ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کی تاریخ ہے۔ بعد نماز عصر میں کتب خانے کی سیڑھی پر چڑھ رہا ہوں۔ پیچھے سے ایک آہٹ معلوم ہوئی دیکھا تو حضرت مولانا شیخ صالح کمال ہیں۔ بعد سلام ومصافحہ دفتر کتب خانے میں جا کر بیٹھے۔ وہاں حضرت مولانا سید اسمٰعیل اور اُن کے نوجوان سعید رشید بھائی سید مصطفیٰ اور اُن کے والد ماجد مولانا سید خلیل اور بعض حضرات جن کے اسوقت نام یاد نہیں، تشریف فرما ہیں۔ حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے جیب سے ایک پرچہ نکالا جس پر علم غیب کے متعلق پانچ سوال تھے (یہ وہی سوال جن کا جواب مولانا نے شروع کیا تھا اور تقریر فقیر کے بعد چاک فرمادیا) مجھ سے فرمایا یہ سوال وہابیہ نے حضرت سیدنا کے ذریعے سے پیش کئے ہیں اور آپ سے جواب مقصود ہے۔ میں نے سیّد مصطفیٰ سے گزارش کی کہ قلم دوات دیجئے۔ حضرت مولانا شیخ کمال ومولانا سید اسمٰعیل ومولانا سید خلیل سب اکابر نے کہ تشریف فرما تھے، ارشاد فرمایا کہ ہم ایسا فوری جواب نہیں چاہتے بلکہ ایسا جواب کہ خبیثوں کے دانت کھٹے ہوں۔ میں نے عرض کی کہ اُس کیلئے قدرے مہلت چاہیئے۔ دو گھڑی دن باقی ہے

اسمیں کیا ہوسکتا ہے۔ حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے فرمایا کل سہ شنبہ، پرسوں چہار شنبہ ہے۔ ان دو روز میں ہو کہ پنجشنبہ کو مجھے مل جائے کہ میں شریف کے سامنے پیش کردوں میں نے اپنے رب عزوجل کی عنایت اور اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اعانت پر بھروسہ کر کے وعدہ کرلیا اور شانِ الٰہی کے دوسرے ہی دن بخار نے پھر عود کیا۔ اسی حالت میں رسالہ تصنیف کرتا اور حامد رضا خاں تبییض کرتے۔ چہار شنبہ کے دن کا بڑا حصّہ یوں بالکل خالی گیا اور بخار ساتھ ہے۔ بقیہ دن میں اور بعدِ عشا بفضل الٰہی و عنایت رسالت پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ کتاب کی تکمیل و تبییض سب پوری کرادی ''الدولتہ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ'' اس کا تاریخی نام ہوا اور پنجشنبہ کی صبح ہی کو حضرت مولانا شیخ صالح کمال کی خدمت میں پہنچادی گئی''۔ (الملفوظ ص ۱۱، ۱۲، ج ۲)

سُرعتِ تحریر

آپ حیرت نہ کیجئے کہ علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ شاہکار مقبول تاریخی کتاب ''الدولتہ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ'' صرف ساڑھے آٹھ گھنٹے میں لکھی گئی۔ اس کتاب میں امام احمد رضا کا تصنیفی قلم دلائل وآثار کے جواہرات بکھیر رہا تھا اور شاہ حامد رضا کا قلم حق رقم سرعت تحریر کے ساتھ تبییض کے انمول موتی پرو رہا تھا۔

تصنیف و تبییض کے یہ دونوں واقعات وہ بھی اس تیزی کے ساتھ کہ صرف ساڑھے آٹھ گھنٹے میں یہ سب کچھ ہوجائے۔ اسے مصنّف کی کرامت اور تبییض وتحریر کے کمال کے علاوہ اور کیا کہا جاسکتا ہے۔

اس کتاب سے متعلق صرف یہ ہی نہیں کہ حجۃ الاسلام نے اسکی تبییض کی بلکہ امام احمد رضا کے ارشادات کے مطابق کہ'' کاپیاں ہوچکیں، تمہید کے لئے جگہ باقی ہے کاپی نویس کو مضمون

جلد دینا ہے اُس کی تمہید فوراً لکھ دی جائے کہ جگہ خالی نہ رہے“[۱]۔آپ نے اسی وقت اُسکی تمہید لکھ کر حاضر کردی۔ امام احمد رضا نے اسے پسند فرمایا اور رسالہ مبارکہ” الدولۃ المکیہ“ میں اندراج کا اذن فرمایا۔

الدولۃ المکیہ کی تمہید کیا ہے پوری کتاب کا نہایت شاندار اختصار اور چند سطور میں نصوص وآثار کا خلاصہ ہے۔تمہید کے ساتھ ہی حضرت کا ترجمہ بھی ملاحظہ فرماتے چلیئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الحمدللہ العلام الغیوب، غفار الذنوب، ستار العیوب المظھر من ارتضی من رسول علی السر المحجوب وافضل الصلاۃ و اکمل السلام علی ارضی من ارتضی واحب محبوب سید المطلعین علی الغیوب ؛ الذی علمہٗ ربہ تعلیما وکان فضل اللہ علیہ عظیما ؛ فھو علی کل غائب امین وما ھو علی الغیب بضنین ولاھو بنعمۃ ربہٖ بمجنون مستور عنہٗ ما کان اویکون فھو شاھد الملک والملکوت ومشاھد الجبار والجبروت مازاغ البصر وما طغی افتمٰرونہ علی مایریٰ نزل علیہ القراٰن تبیانا لکل شیٔ فاحاط لعلوم الاولین والاٰخرین و بعلوم لا تنحصر بحد وینحسر دونھا العدولا یعلمھا احد مِنَ العٰلمین فعلوم اٰدم وعلوم العالم وعلوم اللّوح وعلوم القلم کلھا قطرۃ من بحار علوم حبیبنا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لان علوم و مایدریك ماعلومہ علیہ صلوات اللہ وتسلیمہ ھی اعظم رشحۃ و اکبرغرفۃ من

---

(۱) عنایت محمد خاں غوری، سند مسند جانشینی ص ۳

ذالك البحر الغير المتناهی اعنی العلم الازلی الالٰهی
فهو یستمد من ربه والخلق یستمدون منه فما عندهم
من العلوم انما هی لهٗ وبه ومنه وعنهٗ
وكلهم من رسول الله ملتمس
غرفا من البحر اورشفا من الديم
وواقفون لديه عند حدهم
من نقطة العلم اومن شكلة الحكم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ اٰلہ وصحبہ وبارک وکرم اٰمین

ترجمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ سب خوبیاں اللہ کو جو جمیع غیوب کا کمال جاننے والا ہے، گناہوں کا بڑا بخشنے والا عیبوں کا بہت چھپانے والا، پوشیدہ راز پر اپنے پسندیدہ رسولوں کو مسلط کرنے والا[1] اور سب سے افضل درود اور سب سے کامل تر سلام اُن پر جو ہر پسندیدہ سے زیادہ پسندیدہ اور ہر پیارے سے بڑھ کر پیارے ہیں۔ غیبوں پر اطلاع پانے والوں کے سردار جن کو ان کے رب نے خوب سکھایا۔ اور اللہ کا ان پر فضل بہت بڑا ہے اور وہ ہر غیب پر امین اور غیب کے بتانے میں بخیل نہیں۔ اور نہ وہ اپنے رب کے احسان سے کچھ پوشیدگی میں ہیں کہ جو ہو گزرا یا آنے والا ہو، ان سے چھپا ہو تو وہ ملک اور ملکوت کے مشاہدہ فرمانے والے ہیں اور اللہ عزوجل کی ذات وصفات کے ایسے دیکھنے والے ہیں کہ نہ آنکھ کج ہوئی اور نہ حد سے بڑھی، تو کیا تم جو کچھ وہ دیکھ رہے ہیں۔ اس میں ان سے جھگڑتے ہو، اللہ نے ان پر قرآن اتارا ہر چیز کا روشن بیان کر دینے کو تو حضور نے تمام اگلے پچھلے علوم پر احاطہ فرمایا اور ایسے علموں پر جو کسی حد پر نہ رکیں اور گنتی ان تک پہونچنے سے تھک رہے اور تمام جہان میں ان کو کوئی نہیں جانتا تو آدم علیہ

---

[1] مظہر کا ترجمہ مسلط کرنے والا اس لئے کیا گیا کہ ظہور یا اظہار کے صلہ میں علیٰ آئے تو اسکے معنی چیرہ شدن یا چیرہ گردانیدن ہو جاتے ہیں۔ یعنی مسلط کر دینا یا قبضہ میں دے دینا کما یقال ظہر علیہ ای غلب علیہ کذا فی الصراح۔ ۱۲ حامد رضا غفرلہ

الصلوٰۃ والسلام کے علم اور تمام عالم کے علم اور لوح وقلم کے علم یہ سب مل کر ہمارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علموں کے سمندروں سے ایک ایک بوند ہیں۔اس واسطے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم اور تو نے کیا جانا کہ حضور کے علم کیا ہیں (ان پر اللہ تعالیٰ کے درود وسلام) سب سے بڑا چھینٹا اور عظیم تر چلو ہیں۔ان غیر متناہی سمندر یعنی علم قدیم الٰہی سے تو حضور اپنے رب سے مدد لیتے ہیں اور تمام جہان حضور سے مدد لیتا ہے تو اہل عالم کے پاس جو کچھ علوم ہیں وہ سب حضور کے علم ہیں اور حضور کے سبب ہیں اور حضور کی سرکار سے آئے اور حضور سے اخذ کئے گئے ہیں ؎

رسول اللہ تجھ سے مانگتا ہے ہر بڑا چھوٹا
تیرے دریا سے چلو یا ترے باراں سے ایک چھینٹا

ترے آگے کھڑے ہیں اپنی حد پر تیرے علموں سے
کوئی نقطہ ہی پر ٹھرا کوئی اعراب پر ٹھٹکا

اللہ تعالے ان پر درود وسلام بھیجے اور ان کے آل واصحاب پر برکتیں اور اعزاز نازل فرمائے!الٰہی ایسا ہی کر

✵✵✵✵✵✵✵✵✵✵✵✵✵✵✵✵✵

مندرجہ بالا سطور میں آپ نے حضرت حجۃ الاسلام کی کئی تمہیدیں پڑھیں اور ان کے تراجم بھی ملاحظہ فرمائے ——— اب میں حضرت ہی کی ایک نہایت مشہور اور عربی فصاحت و بلاغت سے معمور تمہید جو رسالہ ''الاجازات المتینہ لعلماء بکۃ والمدینہ'' (۱۳۲۴ھ) پر لکھی گئی ہے۔ مولانا حافظ محمد احسان الحق قادری رضوی زید مجدہم کے اردو ترجمہ کے ساتھ پیش قارئین کر رہا ہوں۔

یہ تمہید امام احمد رضا کی سوانحی معلومات پر بڑی مستند دستاویز اور عربی ادب کا بڑا نادر نمونہ ہے۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

تمہید رسالہ

الاجازات المتینہ لعلماء بکۃ والمدینہ

لنجل المصنف العلام الفاضل الجلی الشان مولانا محمد القادری المعروف بالمولوي الحاج حامد رضا خان سلمہ المنان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و کفیٰ وسلامۃ علی عبادہ الذین اصطفی لاسیما ھذا الحبیب المرتجی والشفیع المصطفیٰ والہ وصحبہ اولی الصدق والوفا والنور والصفا وعلینا معھم یا من وعد فوفیٰ واوعد فعفا اما بعد فان المولی سبحانہ وتعالیٰ یختص برحمتہ من یشاء ویمنّ علیہ بجلیل الاٰلاء ویختار لہ من النعم العظام ما یحتار فیہ العقول والأفھام بل لا یقدر قدرہ الاوھام وذلک بمن یمن جمال کمال نعم افضال حبیبہ الکریم الغنی المغنی الجواد المعطی ابی القاسم قاسم اقسام النعیم علیہ وعلی اٰلہ وصحبہ افضل صلاۃ واکمل تسلیم فانہ ھو الوسلۃ العظمیٰ والخلیفہ الاعلیٰ واعطی المفاتیح دنیا واخریٰ جعل المولی خزائن رحمۃ طوع یدیہ فلا ینقل خیر الامنہ ولا یسند عطاء الا الیہ ورحم اللہ القائل واجزل لہ الأجر الکامل ؎

الا بابی من کان ملکا و سیدا
وآدم بین الماء والطّین واقف

اذا رام امرا لا یکون خلافه
ولیس لذالك الامر فی الکون صارف

ورضی اللہ عنه سید العارف باللہ الامام ابی الحسن محمد البکری الصدیقی حیث یقول ؎

ما ارسل الرحمٰن اویرسل
من رحمة تصعد او تنزل

فی ملکوت اللہ او ملکهٖ
من کل ما یختص او یشمل

الاوطه المصطفیٰ عبده
نبیه مختاره المرسل

واسطه فیها و اصل لها
یعلم ھذا کل من یعقل

لاسیما نعم الدین من اول یوم الی الدین فالامر فیها واضح مبین وذالك قول رب العلمین واخرین منهم لمّا یلحقوا بهم وهو العزیز الحکیم ○ ذلك فضل اللہ یؤتیه من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ○ وَالحمد للہ رب العٰلمین ○ وان من اجل اولٰئك الأخرین الاولین سبقا فی الأخرین والاسبقین فضلا فی اللاحقین الذی انعم علیه نبیه الاول الأخر الباطن الظاهر الفاتح الخاتم اوّل الکائنین وخاتم النبیین صلوات اللہ وسلامه علیه وعلیٰ آله و صحبه اجمعین۔

بنعم لا یقدر قدرها ولا ینزف غمرها ولا یحصی واللہ العظیم عددها ولا ینفذ ان شاء الکریم امدها ولا یقطع بعون المصطفیٰ مددها فان الکریم اذا بدا اعادواذا عودادام ولا یقطع عوائد موائد الفضل والانعام ومن مثل ھٰذا الحبیب المرتجی العمیم الجود العظیم الرجا صلی اللہ تعالیٰ علیه وعلی اله دائماً ابداً فی الفضل والکرم والجود والندیٰ ؎

حاشا ان یحرم الراجی مکارمہ
او یرجع الجار منہ غیر محترم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسائر المتعلقین باذ یا لہ قدرجودہٖ ونوالہٖ ونعمہ وافضالہ وجاھہ وجلالہ وحسنہ وجمالہ وفضلۂ و کمالہ سیدنا الوالد امجد الاماجد امام اھل السنۃ السّنیّہ و الجماعت السنّیۃ مجد المائۃ الحاضرہ موید الملۃ الطاھرہ سنام نور الایمان حضرۃ المولیٰ الحاج الشیخ

احمد رضا خاں افاض اللہ علینا

من شابیب فیضہ المدار ؛ ما ترنم الھزار فوق الأزھار

فانہ اتم اللہ نورہ و ادام حبورہ لمّا منّ علیہ الحبیب القریب المجاب المجیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ اٰلہ وصحبہٖ وشرف و کرم بالحج مرۃ اخریٰ احسن من الاولےٰ امطر علیہ امطار الکرم واُدم علیہ دیم النعم

فقربہ تقریبًا وجعلہ الی الکرام
حبیبًا واحلہ من القلوب المحل الجلیل

فاجلہ الاجلۃ باجل تبجیل ؛ وحق الحق لم یطلب والدی

شھرۃ فی الخلق ولم یبح طریقا الیٰ تلک المسالک ولم یلق بالا الیٰ تسبب فی ذالک ولٰکن اراد المصطفیٰ ومراد المصطفیٰ لایریٰ تخلفا فان مرادہ مراد اللہ وتریٰ ربّہ یسارع فی ھواہ فمع حب والدی العزلۃ والخمول وضع اللہ لہٗ فی ارضہ القبول فکانما نودی فی مکۃ یا اھل الصفا اھر عو فقدجاء عبدالمصطفےٰ فراینا العلماء الیہ مھرعین واکابر العظماء الی اعظامہ مسرعین فمنھم من یقتبس من انوارعلمہٖ وضیاہ ومن یلتمس البرکتہ فی لقاء محیاہ وھٰذاجاء فسأل واستفتیٰ وھذا جلیل یعرض علیہ ماکان افتی حتیٰ ان جلۃ الجلیلۃ الممتازۃ طلبو امنہ برکۃ الاجازۃ ودخل کبار فی بیعتہ الطریقتہ وقام مخدوم الکرام بخدمتہ الانیقتہ حتیٰ ان شیخا جلیلا اماما مطاعامھا باکبیر الشان عظیم المکان من اجلۃ علماء البلد

الحرام المشار الیہ بالإصابع بین الکرام سمعناہ یقول لہ فی محاورتہ لما اھویٰ ابی لمس رکبتہ بل انا اقبل ارجلکم ونعالکم کثر اللہ فی الامۃ امثالکم فراینا بحمداللہ رای العین ما اخبر عن نبیہ رب المشرقین اذ یقول واُخرین منھم لمّا یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم۔

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم○ وان اوّل من اتاہ للاستجازۃ طالبا منہ نعمۃ الإجازۃ محدث المغرب جلیل المنصب السید الفاضل العالم الکامل مولینا السّید عبدالحی ابن السّید الکبیر الشریف عبد الکبیر الکتانی الفاسی ذو فضل مبین لہ ستون مصنفانی علم الحدیث وغیرہ من علوم الدین کان اتی مکۃ حاجا فارسل الیٰ سیّدالوالد الاتقی من دون سبقۃ تعارف اصلا فضلًاعن لقاء لاربع بقین من ذی الحجۃ سنۃ الف ثلثمائۃ وثلث وعشرین انی ارید الاتیان الیکم لاقتبس من نورکم المبین وقد کان ابی مشتغلا فی ھٰذالنھار ردّاعلےٰ الوھابیۃ بکتابہ کتابہ الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ وکانو
١٣ ھ ٣٢
واعد العلماء الکرام ان یتمہ تصنیفا و تبییضا فی ثلثۃ ایام فخاف ان یتاخر فتنصل واعتذر ورد الیہ الجواب ان سیتم غدا الکتاب ان شاء الملک الوھاب فانا بنفسی اُتیٰ الیکم بعدغد فارسل السید المغربی حفظہٗ الاحدانی غداذاھب الی المدینۃ المنیرۃ وقدا کترینا الابل وتعین الرواح بعد انطھیرۃ فاذن ابی وتوکل فی اتمام شانہ علی الفتاح ففرح السّید واتاہ من الغد بعد الاصباح فاستجاز فی الحدیث اوّلا وسمع ماجاء بالاولیہ مسلسلاثم طلبہ اجازۃ سلاسل الاولیآء الکبار فکتب ابی کل ما اقترح وطال المجلس الیٰ نصف النھار ثم توجہ السّید من فورہ بعد الصلاۃ الاولیٰ الی مدینۃ المصطفیٰ وکان معہ شاب صالح من طلبۃ العلم الکریم یدعیٰ حسین جمال بن عبد الرحیم فتخلف ساعۃعن السید واتی مستجیزًا الیٰ حضرۃ الوالدوقدان رحیلھم الیٰ اطیب مکان فاجازہ والدی اجازۃ باللسان واذن لہ ان یکتب نسخۃ باسمہ من عند السید علیٰ نحوہ ورسمہ فکانت ھذا

نسخة اولیٰ ومع تلك الطفرة وعود الحمی اتم الله الكتاب قبل الميعاد وارسل مبيضًا الیٰ العلماء الامجاد ثم من غداعنی لليلتين من ذی الحجه الحرام اتاه زائرًا اجل العلماء الاماثل الكرام حضرة مَولانا الشيخ صَالح كمال مع بعض اخيرين اهل العلم وَالافضال من بيت دحلان بيت الفضل والكمال فاستجازوا فاجازلهم باللسان ولم يزل متوفقًا فی كتابة الاجازة لذلك العلامة الجليل الشان اجلالا لِشانه وتعظيمًا لمكانه والشيخ كلمهٗ يلقیٰ يطلب ويتقاضِی حتی انشأله نسخة اخریٰ حافلة كبریٰ وسماها الإجازة الرّضوية لمبجل مكة البهية جمع فاوعیٰ وذكر الشيخ باحسن الذكریٰ فكانت **نسخة ثانيه** اسماء غانيه **ثم** ان المولیٰ سبحانه وتعالیٰ قد كان القی بين حضرة الوالد والسّيد الماجد العلامة النبيل الفهامة الجميل مَولينا السّيد اسمٰعيل خليل حافظ كتب الحرم الجليل باول اللقيا وترائی المحيا حبّا فی الله فوق العادة لان الارواح جنود مجندة وكان السيد سأله الاجازة فبهذه النسخة الجامعة اجازة مع اخيه السيّد مصطفیٰ خليل ادامهم الله بالعز والتبجيل وكتب لهما عند ذكر الاسمآء ما يليق بهما من ثناء وسناء

ثم كتب **نسخة ثالثة** للعالم العامل الحاوی الشيخ احمد الخضراوی ثم تتابع الناس فكتب **نسخة رابعة** مختصرة جامعة وجيزة نافعة واستنسخ منها عدة نقول بترك البياض مكان اسم المجاز فكلما اتیٰ عالم يستجيز كتب اسمه واعطاه نسخة

فاوجز واجاز لكن عدة كرماء طلبوا مع ذالك النسخة الكبریٰ وكانوا بذلك احق واحریٰ فمنهم من احاله علیٰ حضرة الشيخ صالح كمال كی يستنسخوها من عنده لتخفف الاثقال ومنهم من وعده الارسال اليه من عنده بعد الوصول الی وطنه وبلدهٖ فهاتان النسختان اعنی الثانية الكبریٰ والرابعة الجامعة الصغریٰ كان كل منها علیٰ عدة اعلام لعلماء واعلام فنذكر فی محل الاسم ماختلفت

العبارات ومع کل ماذکر فی اٰخرہ من تاریخ الاثبات ثم کتب نسخۃ خامسۃ
للشیخ عبدالقادر الکردی تلمیذ الشیخ العلامۃ صالح کمال وولدہ السّعید عبد
اللہ فرید لما کتب الیہ یطلب منہ الاجازۃ لہٗ ولشیخہ العلامۃ ذی الافضال ثم
کتب نسخۃ سادسۃ للسید محمد عمر المطوف ابن السیّد الجلیل ابی بکر الرشید
المرحوم بکرم المتعال ثم سار الیٰ حضرۃ المدینۃ المنورّہ فتلقاہ علمائہا
الکرام کعلماء مکۃ بالاکرام والاجلال حتیٰ قال لہ الشیخ صالح السعید
المولوی محمد کریم اللہ الفنجانی مجاور الحرم المدنی تلمیذ حضرۃ الشیخ العلامہ
الاجل مولیٰنا الشیخ محمد عبدالحق الالہٰ اٰبادی مجاور الحرم المکی السّنی انی مقیم
بالمدینہ الامینیۃ منذ سنین وَیاتیہا من الہند الوف من العٰلمین فیہم علماء
وصلحاء اتقیاء رَأیتہم یدرون فی سکک البلد لا یلتفت من اہلہ احد وارٰی
العلماء والکبار العظماء الیک مہرعین وبالاجلال مسرعین ذالک فضل اللہ
یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم وقد طلب ہنالک عدۃ من العلماء الاجازۃ
فاجاز باللسان اکثر من اجازہ لان عبدالمصطفیٰ حضرۃ المصطفیٰ علیہ افضل
صلواۃ اللہ فی شغل مشاغل عمن سواہ ولبعضہم وعدان یرسل من البلد
کالفاضل الکامل مولانا الشیخ عمر بن حمدان المحرسی المدرس بالحرم النبوی
السری والسید الشریف اللطیف النطیف مولانا السیّد مامون البری الا السید
الجلیل السعید الحمید مولانا الشیخ محمد سعید شیخ الدّلائل ذالشرف
والفضائل فکتب النسخۃ سابعۃ عین وقت الرحیل من البلد الجمیل و وعد ان
یرسل من الوطن التفصیل ولما رجع الی الوطن واشتغل بتصنیف کتب ودفع
فتن وقع التاخیر فاتت الکتب من الحرمین بالتذکیر ولنذکر ملخص تلک
الصحائف مع کتاب اٰخر من سید جلیل مشحون باللطائف لیعلم الانام وصلا
بحمد اللہ الوداد وحسن الاتحاد بَین سَید الوالد وذالک السّید

رِسَالہ
الاجازات المتینہ لعلماء بکۃ والمدینہ
کی تمہید

جسے مصنف رسالہ (علیہ الرحمہ) کے فرزند حجۃ الاسلام العلامہ الحاج
الفاضل صاحب الشان المولوی محمد حامد رضا خاں القادری نے لکھا۔ سلامتی
والا رب انھیں سلامتی کے گھر (جنت) میں داخل فرمائے۔

☆☆☆

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

سب تعریفیں اللہ کو ہیں اور وہ کافی ہے۔ سلام اللہ کے ان بندوں پر جنہیں اُس نے چنا۔ خاص کر اس محبوب پر جو امید گاہ شفاعت کنندہ اور انتخاب فرمودہ ہیں۔ نیز آپ کی آل واصحاب پر جو صدق و وفا اور نور وصفا والے ہیں۔ اور اُن کے ساتھ ہم پر بھی (سلامتی اتار) اے وہ ذات جس نے وعدہ کیا تو پورا کیا اور دھمکی دی تو معاف فرمایا۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد حقیقت یہ ہے کہ مولا سبحانہٗ وتعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ خاص فرماتا ہے اور اپنی جلیل الشان نوازشوں کے ساتھ اس پر احسان کرتا ہے اور اس کے لئے ایسی بڑی بڑی نعمتیں پسند فرماتا ہے جن سے عقلوں اور فہموں کو حیرت ہوتی ہے بلکہ ان کی قدر ومنزلت کا اندازہ وہم وگماں بھی نہیں کرسکتے۔ اوران سب الطاف کا اصل سبب حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وہ بابرکت احسان ہے جو آپ کی فضیلت والی نعمتوں کے کامِل حُسن کا کرشمہ ہے۔ وہ حبیب جو غنی ہیں دوسروں کو غنی کرتے ہیں، سخی ہیں دوسروں کو دیتے ہیں، ابوالقاسم ہیں دوسروں میں نعمتوں کی تمام قسمیں بانٹتے ہیں۔ (آپ پر اور آپ کی آل واصحاب پر افضل درود اور اکمل سلام اترے) کیونکہ آپ ہی بندوں کے لئے سب سے بڑے وسیلہ اور اللہ تعالی کے سب سے بڑے خلیفہ ونائب ہیں۔ دنیا

میں اور آخرت میں سب خزانوں کی کنجیاں آپ ہی کو عطا ہوئی ہیں۔ مولیٰ تعالےٰ نے اپنی رحمت کے خزانے آپ کے دست کرامت میں رکھ دیئے ہیں۔ تو کوئی بھلائی کسی کی طرف نہیں جاتی مگر آپ کے پاس سے ہو کر اور کوئی عطیہ کسی کو نہیں پہنچتا مگر آپ سے نسبت پا کر۔ ان اشعار کے قائل پر اللہ تعالےٰ رحمتیں اتارے اور اجر کامل بخشے۔

ترجمہ اشعار۔ ''سُنتے ہو باپ قربان ہو ان پر جو اس وقت بھی بادشاہ اور سردار تھے جبکہ حضرت آدم پانی اور مٹی میں تھے۔ وہ جب کسی امر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کا خلاف نہیں ہوسکتا۔ سارے جہان میں کوئی ایسا پیدا نہیں ہوا جو آپکے ارادے کو بدل سکے''۔

عارف ربّانی سیدی ابوالحسن محمد البکری الصدیقی الامام سے خدا راضی ہو۔ وہ کیا خوب فرماتے ہیں۔

ترجمہ اشعار۔ ''جتنی رحمتیں اللہ رحمان نے بھیجی ہیں یا بھیجے گا وہ چڑھتی ہوں یا اترتی ملکوت میں ہوں یا ملک میں، خاص ہوں یا عام سب واسطہ اور اصل آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں جو طٰہٰ بھی ہیں اور مصطفیٰ بھی، اللہ کے بندے بھی ہیں اور نبی بھی، مختار بھی ہیں اور مرسل بھی، یہ ایسی حقیقت ہے جسے ہر عقل مند جانتا اور مانتا ہے''۔

بالخصوص دین کی نعمتیں! وہ روز اوّل سے روز آخرت تک جتنی بھی ہیں، سب حضور (علیہ السلام) کے واسطہ سے ہیں۔ اس امر کی دلیل واضح ہے اور رب العلمین کا یہ ارشاد ہے۔

ترجمۃ الآیتین مع التفسیر بین الھلالین۔ ''میرے رسول اپنی امت کو پاک کرتے ہیں اور انھیں کتاب وحکمت کا علم عطا کرتے ہیں''۔ اور ان میں سے اوروں کو بھی (جو قیامت تک آئیں گے) پاک کرتے ہیں اور علم عطا فرماتے ہیں جو اُن اگلوں سے نہ ملے (بعد میں پیدا ہوئے) اور وہی عزت وحکمت والا ہے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے (سورۃ الجمعہ رکوع ۱) اور سب تعریف اللہ رب العلمین ہی کو ہیں۔

اس آیت میں قیامت تک آنے والے جن اوروں کا ذکر ہوا ہے ان میں فضل وکمال کے اندر سبقت لے جانے والوں میں ایک ایسا عظیم الشان جلیل المرتبت شخص بھی ہے جس کو اس کے مقدس پیغمبر نے بے اندازہ نعمتیں بخشی ہیں وہ پیغمبر جو اول بھی ہیں آخر بھی ہیں، باطن بھی ہیں ظاہر بھی، فاتح بھی ہیں خاتم بھی، کائنات میں (من حیث الخلقت) پہلے بھی ہیں اور نبیوں میں

(من حیث البعثت) پچھلے بھی (صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین) اور ان کی بخشی ہوئی نعمتیں سمندر کی طرح بے اندازہ ہیں جس طرح اس کا پانی بتمامہ نکالا نہیں جاسکتا، یونہی وہ نعمتیں ختم نہیں ہوسکتیں اللہ عظیم کی قسم وہ گنی نہیں جاسکتیں۔ رب کریم نے چاہا تو کسی حد پر نہ رکیں گی، مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد سے ان میں اضافہ نہیں رکے گا کیوں کہ کریم جب دینے لگتا ہے تو دیتا ہی جاتا ہے اور جب کسی کو اپنے آستانۂ کرم سے لینے کا عادی بنا دیتا ہے تو لینے دینے کی یہ رسم برقرار رکھتا ہے۔ اسکے فضل و انعام کے دستر خوانوں کی مہربانیاں منقطع نہیں ہوا کرتیں۔ اور اللہ تعالےٰ کے اس حبیب جیسا فضل وکرم میں جود وسخا میں دوسرا کون ہے؟ آپ امید گاہ ہیں، آپکی سخاوت عام ہے، آپ کی ذات سے بڑی امیدیں وابستہ ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ دائماً ابداً)

ترجمہ شعر۔ آپ اس عیب سے پاک ہیں کہ امیدوار کرم آپ کی کرم نوازیوں سے محروم کر دیا جائے یا آپ کی پناہ میں آنے والا ناکام واپس جائے۔

اللہ تعالےٰ آپ پر اور آپ کی آل پر اور آپ کے دامن رحمت سے لپٹنے والوں پر درود و رحمت نازل فرمائے بمقدار آپ کی بخشش اور نوال کے نعمت وافضال کے، مرتبہ اور جلال کے، حُسن اور جمال کے، فضل اور کمال کے۔

اس جلیل المرتبت شخص سے مراد میرے والد محترم ہیں جو بزرگی والوں کے بزرگ، روشن سنّت اور سنّی جماعت کے امام، اس چودہویں صدی کے مجدد پاکیزہ ملّت کے مددگار اور نور ایمان کے بلند نشان ہیں۔ یعنی حضرت مولانا الحاج الشیخ احمد رضا خاں (اللہ تعالےٰ ہم پر اُن کے ابرِ فیض بار کی بارشیں نازل فرمائے جب تک کہ کلیوں پر بلبلیں چہکیں)

ہوا یوں کہ حضرت والد ماجد (اللہ تعالےٰ آپکے نور فیض کو کامل اور پیشوائی کو دائم فرمائے) پر جب بموقع حج ثانی جو پہلے حج سے احسن ثابت ہوا اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب نے احسان فرمایا (وہ حبیب جنھیں حق تعالےٰ کا قرب حاصل ہے جن کی سب دعائیں قبول ہوئی ہیں، جو دوسروں کی التجائیں منظور فرماتے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وصحبہ وشرف وکرم) اور آپ پر بارانِ کرم کو اتارا، نعمتوں کی وہ بارشیں لگاتار نازل فرمائیں کہ مقرب بارگاہ کر دیا اور اہل کرم کا

محبوب بنا دیا اور اہل حرم کے دلوں میں باعزت و باعظمت جگہ مرحمت فرمادی کہ وہاں کی بہت بڑی جلیل القدر شخصیتوں نے آپ کی بہت بڑی تعظیم و توقیر کی۔ حق تعالیٰ کی قسم کہ حضرت والد ماجد کو مطلوب شہرت نہ تھی۔ انھوں نے اس کے حصول کا کوئی طریقہ اختیار نہ کیا، اپنے دل کو اس کے سبب کی جانب مائل نہ ہونے دیا لیکن بایں ہمہ حضرت جناب محمد مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے آپ کو مشہور کرنے کا ارادہ فرمالیا اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مراد متخلف نہیں ہوسکتی کیونکہ حضور کی مراد اللہ کی مراد ہے اور حضور کا چاہا اللہ کا چاہا ہے۔ تم دیکھتے ہو کہ حضور کا رب حضور کی مراد پوری کرنے میں جلدی کرتا ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) فبناءً علیہ والد ماجد نے اگرچہ گوشہ نشینی اور گمنامی کو پسند کیا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی زمین میں آپ کی مقبولیت رکھدی گویا مکہ مکرمہ میں کارکنان قضا و قدر سے ندا کروادی گئی کہ اہل صفا جلدی چلو مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا غلام آیا ہوا ہے۔ تو ہم نے وہاں کے علماء کرام کو آپکی جانب تیز تیز آتے اور اکابر عظماء کو آپکی تعظیم و توقیر میں جلدی کرتے دیکھا۔ بعض آپکے علمی انوار حاصل کرنے کیلئے آئے۔ بعض صرف برکت ملاقات کی غرض سے پہنچے، کسی نے آکر مسئلہ پوچھا اور فتویٰ طلب کیا۔ کسی بزرگ نے اپنا لکھا ہوا فتویٰ دکھایا (اور تصدیق و تقریظ چاہی) یہانتک کہ باعزت لوگوں، ممتاز شخصیتوں نے آپ سے برکت اجازت چاہی اور بڑی شان والے اکابر بیعت و طریقت میں داخل ہوئے اور اہل کرم مخدوم عمدہ خدمات بجالانے لگے۔ تا آنکہ ہم نے خود سنا کہ ایک دفعہ ایک بزرگ بلند مرتبہ، پیشوا، فرمانروا، باہیبت، کبیر الشان عظیم المکان، معزز علمائے حرم، اہل کرم میں اتنے معظم کہ ان کی جانب انگلیوں سے اشارے ہوتے ہیں، سے گفتگو کرتے وقت جبکہ حضرت والد ماجد نے ادباً ان کے گھٹنے کو چھونا چاہا تو وہ بولے ”انا اقبّل ارجلکم ونعالکم کثراللہ فی الامۃ امثالکم“ میں آپ کے قدموں اور جوتوں کو بوسہ دوں۔ اللہ تعالےٰ اس امت میں آپ جیسے علماء بکثرت پیدا کرے۔

تو ہم نے بحمدہ تعالےٰ اپنی آنکھوں سے (والد صاحب کی وسعت علمی کا) وہ منظر دیکھا جس کی خبر رب المشرقین نے اپنے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی بابت قرآن مجید میں دی۔

ترجمہ آیت۔ ''میرے رسول اپنی امت کو پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب وحکمت کا علم عطا فرماتے ہیں'' ـــــــ اور ان میں سے اوروں کو بھی (جو قیامت تک آئیں گے) پاک کرتے ہیں اور علم عطا فرماتے ہیں جو اگلوں سے نہ ملے (بعد میں پیدا ہوئے) اور وہی عزت وحکمت والا ہے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے (سورۃ الجمعہ رکوع ۱) والد صاحب کی خدمت میں نعمت اجازت حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلے جو مستجیز حاضر ہوئے ان کا نام مولانا السید عبدالحی بن السید الکبیر الشریف عبدالکبیر الکتانی الفاسی ہے، موصوف محدث المغرب جلیل المنصب سردار فاضل عالم کامل، صاحب فضل مبین ہیں۔ علم حدیث میں اور اس کے علاوہ دیگر علوم دینیہ میں ساٹھ کتابیں تصنیف فرما چکے ہیں۔ آپ مکہ مکرمہ میں حج بیت اللہ کے لئے آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے بغیر کسی سابق تعارف وسابق ملاقات کے والد ماجد کی خدمت میں ۲۶/ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کو پیغام بھیجا کہ میں آپ کے نورعلم سے مقتبس ہونے کے لئے آنا چاہتا ہوں۔ اس دن والد محترم ''وہابیوں'' کے رد میں ''الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ'' (۱۳۲۳ھ) لکھنے میں مصروف تھے۔ اور تین دن میں کتاب کی تصنیف وتبییض کے مکمل کرنے کا علماء کرام سے وعدہ فرما چکے تھے۔ بوجہ ملاقات کتاب کی تکمیل میں تاخیر کا خوف تھا۔ اس لیے آپ نے سید صاحب (حفظہ الاحد) کی خدمت میں معذرت پیش کی اور جواب ارسال کیا کہ کل تک (انشا الملک الوہاب) کتاب مکمل ہوجائے گی تو میں پرسوں خود حاضر ہوجاؤں گا۔ سید صاحب نے دوبارہ کہلا بھیجا کہ کل مدینہ منورہ جارہا ہوں کرایہ کے اونٹ لے لئے ہیں۔ کل دوپہر بعد روانگی کا پروگرام بن چکا ہے تو حضرت والد ماجد نے کتاب کی تکمیل خدائے فتاح کے سپرد کی اور سید صاحب موصوف کے تشریف لانے کی اجازت دیدی۔ سنتے ہی سید محترم خوش ہوئے اور صبح کے وقت تشریف لے آئے۔ انہوں نے آتے ہی والد ماجد سے اجازت حدیث حاصل کی اور حدیث مسلسل بالاولیت کا سماع کیا۔ پھر اولیاء کبیر کے سلاسل طریقت کی اجازتیں لیں۔ والد ماجد نے تمام اجازتیں ان کی منشاء کے مطابق لکھکر مرحمت فرمائیں۔ یہ مجلس دوپہر تک رہی۔ پھر سید صاحب نماز ظہر کے فوراً بعد مدینۃ المصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب روانہ ہوگئے۔ موصوف کے ساتھ ایک جوان صالح علم دین کا طالب ''حسین جمال بن عبدالرحیم'' بھی تھا۔ اس نے سید

صاحب سے کچھ پیچھے رہ کر اجازت حدیث طلب کی۔ چونکہ مدینہ طیبہ کی جانب ان حضرات کی روانگی کا وقت قریب تھا۔ اس لئے والد ماجد نے اسے زبانی اجازت دیکر فرمایا کہ سید صاحب کے نسخے کی نقل لے کر اپنا نام لکھ لینا یہ اجازات کا پہلا نسخہ ہے۔ اس تاخیر کے ساتھ ساتھ والد صاحب کو بخار بھی دوبارہ ہو گیا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے وقت سے پہلے کتاب مکمل فرمادی۔ اور والد صاحب نے مسوّدہ صاف فرما کر (حسب وعدہ) علما امجاد کے پاس بھیج دی۔

پھر اگلے دن یعنی بتاریخ ۲۸ ؍ذی الحجہ والد صاحب کی زیارت کے لئے حضرت مولانا شیخ صالح کمال تشریف لائے جو برگزیدہ علما کرام کے سردار ہیں ان کے ساتھ فضل و کمال کے گھرانے ''دحلان'' کے دیگر اہل علم اور اصحابِ فضیلت بھی تھے۔ انھوں نے بھی اجازتیں مانگیں۔ آپنے سب کو زبانی اجازتیں بخشیں اور جلیل القدر علامہ (صالح کمال) کی جلالت شان اور عظمت مکان کے پیش نظر ان کے لئے سند اجازت لکھنے میں کافی توقف فرمایا۔ وہ جب ملتے سند کا مطالبہ فرماتے اور تقاضے پر تقاضا کرتے۔ یہاں تک کہ ان کی خاطر سند کا الگ بڑا نسخہ ارشاد فرمایا۔ جس کا تاریخی نام ''الاجازۃ الرضویہ لمبجل مکۃ البہیۃ'' تجویز کیا۔ اس نسخے کو اجازات کا جامع اور پوری طرح کامل بنایا۔ اس میں شیخ کا ذکر بڑے حسین الفاظ میں کیا۔ تو نسخہ ثانیہ ایسا حسین ہو گیا کہ ہر زیبائش سے مستغنی نظر آنے لگا۔ پھر مولیٰ سبحانہٗ وتعالیٰ والد ماجد کے درمیان اور سید، بزرگ، علامہ، دانشمند، کثیر الفہم، باجمال، مولانا السید اسمٰعیل خلیل محافظ کتب حرم شریف کے درمیان پہلی ملاقات میں چہرے پہ نگاہ پڑتے ہی فوق العادہ محبت فی اللہ پیدا فرمادی۔ کیونکہ (بمطابق حدیث مشکوٰۃ ص ۴۲۵) روحیں متعلق بالاجسام ہونے سے پہلے جمع کئے ہوئے لشکر کی صورت ہوا کرتی ہیں (تو جو عالم ارواح میں متعارف ہوں وہ عالمِ اجسام میں بھی متعارف و مانوس ہو جاتی ہیں) بعد از ملاقات سید صاحب نے بھی سند مانگی تو والد ماجد نے ان کو بھی اور ان کے بھائی سید مصطفےٰ خلیل کو بھی وہی نسخہ ثانیہ جامعہ مرحمت فرمایا (اللہ تعالیٰ ان سب کو عزت وعظمت بخشے) البتہ ان کے ناموں کے ساتھ ان کی شان کے لائق کلمات مدح وثنا لکھے۔ پھر آپنے تیسرا نسخہ باعمل عالم حادی فروع واصول شیخ احمد خضراوی کے لئے لکھا۔ ازاں بعد مستجیزین کا تانتا بندھ گیا سندیں طلب کرنے والے علما ومشائخ پے در پے آنے لگے تو حضرت

والد ماجد نے ان کے لئے سند کا چوتھا نسخہ تالیف فرمایا جو مختصر بھی ہے اور جامع بھی۔ اور تھوڑے الفاظ پر مشتمل ہونے کے باوجود نافع بھی اور آپنے مجاز کے نام کی جگہ خالی چھوڑ کر اس نسخے کی متعدد نقلیں کروالیں۔ جب کوئی عالم دین سند لینے آتے تو والد ماجد خالی جگہ ان کا نام لکھ کر یہ نسخہ ان کے حوالے کر دیتے اسطرح اختصار کے ساتھ اجازت بخشتے۔ لیکن بایں ہمہ متعدد اہل کرم نے بڑا نسخہ مانگا اور وہ اس ''نسخۂ کبرٰے'' کے لائق وحقدار تھے۔ والد ماجد نے بوجھ ہلکا کرنے کے لئے ان حضرات میں سے بعض کو جناب شیخ صالح کمال کے سپرد کیا کہ ان کے پاس سے لکھوائیں۔ اور بعض سے وعدہ فرمایا کہ وطن پہنچ کر بھیجیں گے۔ تو دوسرا نسخہ جو بڑا ہے اور چوتھا نسخہ جو چھوٹا ہے مگر جامع، یہ دونوں علماء اعلام کے ناموں کی گنتی کے مطابق مرتب کئے گئے۔ تو ہم مختلف ناموں کے محل میں مختلف عبارات ذکر کریں گے اور ان کے ساتھ تاریخ اثبات بھی لکھیں گے جو آخر میں ذکر کی گئی۔ پھر آپنے حضرت علامہ صالح کمال کے شاگرد شیخ عبد القادر الکردی کے لئے اور ان کے سعادت مند لڑکے عبد اللہ فرید کیلئے پانچواں نسخہ مرتب کیا۔ جبکہ انھوں نے عریضہ بھیج کر اپنے لئے اور اپنے استاد علامہ صاحب افضال (صالح کمال) کے لئے اجازت نامہ طلب کیا۔ پھر چھٹا نسخہ سید محمد عمر المطوف بن سید جلیل ابوبکر الرشید (المرحوم بکرم المتعال) کیلئے لکھا۔ ازاں بعد آپ عالی بارگاہ مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے وہاں کے علما کرام نے بھی مکہ مکرمہ کے علماء کرام کی طرح آپ کا استقبال پورے اکرام واجلال کے ساتھ کیا۔ یہاں تک کہ علامہ اجل مولانا الشیخ محمد عبد الحق الہ آبادی مجاور حرم مکہ معظّمہ کے صالح اور سعادت مند تلمیذ حضرت مولانا محمد کریم اللہ الضنجابی مجاور حرم مدینہ منورہ نے ایک دن حضرت والد ماجد سے کہا میں سالہا سال سے مدینہ منورہ میں رہائش پذیر ہوں۔ ہندوستان سے ہزاروں انسان آتے ہیں۔ ان میں اہل علم، اہل صلاح، اہل تقوٰی سب ہوتے ہیں۔ انھیں دیکھا کہ وہ بلدہ مبارکہ کی گلیوں میں گھومتے ہیں۔ کوئی ان کی طرف دھیان نہیں کرتا۔ لیکن آپ کی مقبولیت کی عجیب شان دیکھتا ہوں کہ بڑے بڑے علما عظما آپ کیطرف دوڑے آرہے ہیں۔ اور تعظیم بجالانے میں جلدی کررہے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے وہ بڑے فضل والا ہے۔ اور مدینہ منورہ

میں بھی متعدد علماء کرام نے اجازتیں مانگیں آپنے اکثر کو صرف زبانی اجازتیں دیں۔ کیونکہ ''غلام مصطفیٰ'' بارگاہ مصطفیٰ (علیہ افضل صلات اللہ) میں ایسا مشغول ہو گیا کہ ماسوائے مصطفیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کیطرف متوجہ نہیں ہوسکتا تھا۔ اسی بنا پر بعض علما سے وعدہ فرمایا کہ وطن جا کر سند اجازت بھیجیں گے۔ یہ وعدہ فاضل کامل حضرت مولانا عمر بن حمدان محرسی مدرس حرم نبوی کے لئے اور صاحب سیادت وشرافت لائق لطافت ونظافت مولانا سید مامون البریٰ کے لئے تھا۔ ہاں سید جلیل الشان، سعادت مند صاحب ستائش موصوف بالشرف والفضائل مولانا الشیخ محمد سعید شیخ الدلائل کیلئے ساتواں نسخہ اسوقت قلمبند فرمایا جب کہ بلدۂ جمیلہ سے کوچ کرنے کا وقت آ گیا اور ان سے وعدہ کیا کہ وطن پہنچکر تفصیل بھیجوں گا۔ پھر جب وطن پہونچے تو کتابیں لکھنے، فتنے مٹانے میں ایسے مصروف ہو گئے کہ سندیں بھیجنے میں دیر لگ گئی۔ اس پر کئی خطوط بطور یاد دہانی حرمین طیّبین سے بریلی تشریف لائے۔ اب ہم وہ خطوط مختصراً ذکر کرتے ہیں اور ایک دوسرا خط بھی ذکر کریں گے جو خوبیوں سے بھرے ہوئے جلیل الشان سید صاحب کی طرف سے آیا تھا۔ تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ حضرت والد ماجد کے درمیان اور سید صاحب موصوف کے درمیان (بحمد اللہ الودود) کتنا مضبوط رابطہ اور کیسا حسین اتحاد تھا۔

الدولۃ المکیہ کا شاہکار اردو ترجمہ

کسی کتاب کا ترجمہ اور اس کو کسی دوسری زبان منتقل کرنا آسان نہیں۔ اور وہ بھی امام احمد رضا کی شہرہ آفاق نادر روزگار تاریخی عربی تصنیف ''الدولۃ المکیہ'' کا رواں اور بامحاورہ اردو ترجمہ کسی عام آدمی کا کام نہ تھا۔ اس کیلئے بھی مصنف برحق کے جانشین برحق حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں نے توجہ کی اور ایسا شاہکار ترجمہ کیا کہ اس پر اصل کتاب کا گمان ہونے لگا۔ پھر یہ طرۂ امتیاز بھی فاضل مترجم کو حاصل رہا کہ نثر کا ترجمہ نثر میں اور نظم کا نظم میں۔

یوں تو الدولۃ المکیہ پوری کی پوری کتاب اپنے موضوع میں لاجواب ہے ہر دور کے علما محققین کے لئے تحقیقات کا سرمایہ آیات بینات کا مجموعہ اور ہند وپاک میں مطبوعہ ہے۔ مگر اس

وقت مندرجہ ذیل سطور میں صرف حضرت شیخ العلما[1] محمد سعید مفتی شافعیہ بابصیل مکی کی اس کتاب پر شاندار تقریظ کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اما بعد فقد اطلعت علی رسالة الفاضل الکامل سیدی احمد رضا خان المسماة بالدولة المکیه بالمادة الغیبیه فوجدت مؤلفها الکامل سید احمد رضا خان المذکور مستحقا للثناء الجلیل فی نفسه وفی رسالته المذکورة بثلاثة اوجه الوجه الاول انه رأس علماء الجهة التی هی مقره وانه المحقق المدقق فی علوم الشریعة ومطالبها اصولا وفروعا الوجه الثانی انه قام واجتهد فی حق جناب سید المرسلین بحسن تعظیمه واجلاله کما ینبغی وبالخصوص ما اکرمه اللہ تعالی به من العلوم الغیبیه التی لانهایة لها مما فی اللوح المحفوظ والعرش والعوالم العلویة وغیرها مما بینهٗ فی رسالة المذکورة واستدل علیه وبرهن بما نقلهٗ عن بعض مشایخه وعن المؤتفین المتقدمین والمتاخرین مما لایکاد ینحصر کما یراه من اطلع علیه فی الرسالة المذکورة الوجه الثالث رسالة المذکورة العظیمة فی شانها مع کونه الفها فی عام حجه سنة الثالث والعشرین فی زمن یسیر کما ذکرهٗ واتقنها وبسط فی الاستدلالات والمباحث حتی انها وقعت عند علماء الحرمین موقعا جلیلا وقرظوا له علیها واجادوا فیما قاموا به لهٗ وهو قیل من قدرهٖ اذا علمت ذالك کلهٗ تبین واتضح لك ضلال المعترضین علیه من الوهابیه والحسدة هذا ماتیسر لی من نصرة هذا الامام الکامل قاله بفمه ورقمه القلمله المرتجی من ربه کمال النیل محمد سعید بن محمد بابصیل مفتی الشافعیه وشیخ العلماء بمکة المحمیة غفر اللہ له ولوالدیه ومشایخه وجمیع المسلمین

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

حمد ونعت کے بعد میں نے فاضل کامل میرے سردار احمد رضا خاں کے رسالہ ''الدولۃ المکیہ

---

(۱) فاضل مترجم نے حضرت شیخ العلماء کے حلقہ درس مکہ معظّمہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ عنایت محمد خاں غوری سند مسند جانشینی ۲

بالمادۃ الغیبیہ'' کا مطالعہ کیا تو میں نے مصنف مذکور فاضل سید احمد رضا خاں کو اپنی ذات اور اپنے اس رسالہ مذکورہ میں تین وجہ سے عظیم تعریف کا مستحق پایا۔ وجہ اول یہ کہ جس سمت میں ہے وہاں کے علما کا سردار ہے اور وہ شریعت کے اصول و فروع سے علوم و مطالب میں محقق و مدقق ہے۔ وجہ دوم یہ کہ وہ حق جناب سید المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حضور کے حسن تعظیم و آداب کے ساتھ قیام و کوششِ تام رکھتا ہے۔ اور خصوصاً ان علوم غیب میں کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کرامت کئے جو بے انتہا ہیں، ان چیزوں سے جو لوح محفوظ اور عرش عالم ہائے بالا وغیرہا میں ہیں۔ جن کا بیان مصنف نے اپنے رسالہ مزکورہ میں کیا اور جن پر دلائل قائم کئے اور ان پر ان سندوں سے دلیل قطعی قائم کی جو اپنے بعض مشائخ اور مصنفین سلف وخلف سے نقل کیں۔ جن کا حصر ہوتا معلوم نہیں ہوتا۔ جیسا رسالہ مذکورہ میں ان کے مطالعہ کرنے والے کے پیش نظر ہیں۔ وجہ سوم یہ رسالہ مذکورہ کہ اپنی شان میں عظمت والا ہے با آنکہ اسے اپنے زمانہ حج ۱۳۲۳ھ میں قلیل مدت میں لکھدیا۔ جیسا کہ اس کا ذکر کیا۔ اس میں خوب محکم کام کیا اور دلائل ومباحث کو بسط دیا۔ یہانتک کہ وہ رسالہ علماء حرمین شریفین کی نگاہ میں عظیم وقعت پر واقع ہوا۔ اور ان علماء کرام نے مصنّف کیلئے رسالہ پر تقریظیں لکھیں۔ اور انھوں نے مصنّف کی تائید میں بہت خوب قیام کیا اور یہ بھی مصنّف کی قدر سے کم ہے۔ جب یہ سب تجھے معلوم ہولیا تو تجھ پر واضح اور روشن ہو گیا کہ وہابیہ اور حاسد جو اس پر اعتراض کرتے ہیں سب گمراہ ہیں۔ یہ ہے وہ جو مجھے اس امام کامل کی مددگاری میں میسّر ہوا۔ اُسے اپنے منھ سے کہا اور اپنے قلم سے لکھا اپنے رب سے کمال مراد پانے کا امیدوار **محمد سعید بن محمد بابصیل** نے جو مکہ معظّمہ میں مفتی شافعیہ اور شیخ العلماء ہے اللہ تعالیٰ اُسے اور اس کے ماں باپ اور استاذوں اور سب مسلمانوں کو بخشے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یہ تقریظ منثور کا ترجمہ منثور تھا۔ ذوق مطالعہ تازہ ہے اب محدث مدنی حضرت عبدالقادر بن سودہ القرشی کی تقریظ منظوم کا ترجمہ منظوم بھی پڑھتے چلئے۔

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

حمدا لمن اظہر الحق عیانا ومنح اقوامًا بکمال الایمان باطنا وظاھرا فبان نجمھم تبیانا نحمدہ سبحانہ و نشکرہ ونومن بہ ونوحدہ ونشھدہ انہ اللہ الذی لا الہ الاھو مکون الکائنات ونشھد ان سیدنا ونبینا ومولانا محمد الذی اطلعہ اللہ علی جمیع المکونات فعلم کلیھا وجزئیھا والماضی والاٰت المرسل بکمال انواع الایمان اعجاز الھم وقھرا فلم یبق لاحد من الناس عذرا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلےٰ اٰلہ واصحٰبہ الذین مھد والدین واسّسوہ وکشفوا عن وجہ مخدر النقاب و ازالوہ اما بعد وفی کل ربع بنو سعد فان العبد الفقیر المعترف بالعجز والتقصیر لما اطلع علی الرسالۃ المسماۃ بالدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ لمؤلفھا اصولی الزمان وعلامۃ الاوان المتکلم النظار والمفسر الذی علیہ المدار یتیمۃ الدھر بلا توان قاضی القضاۃ الشیخ احمد رضا خان الفیتھا البحر الزاخر ونقولھا کالا نجم الزواھر ومنذا معنت فی مسائلھا النظر وجدتھا ھے عقیدۃ اھل الایمان فی البدو والحضر ترشحت من تطریز الانقال وتوشحت بمخدرات المقال ففی کل لفظ روض من المنیٰ وفی کل سطر منھا عقد من الدر واللہ انھا لساحرۃ وباھرۃ ذوالمنقول ولم یبق لاحد بعدہ ما یقول ومخالف العقیدۃ التی فیھا جھول وضلول لٰکن للہ درہ فلقد رد عقولھم خاسرۃ خائبۃ وانقلبت بصائرھم خاسئۃ مائبۃ ولقد کنت رأیت رئیس ھٰذہ الطائفۃ الکازیہ وانا مقیم بالمدینہ المنورۃ علی منورھا افضل الصلوات وازکی السلام وتذاکرت معہ فی علوم فنفر منہ قلبی نفورا کلیا وانشذت فی مواجھتہٖ لا تصحب من ینھضک حالہ ولا یدلک عَلی اللہ مقالہ فخلیت سبیلہ ولقد نقلت مایشفیٰ ویکفی فی الرّد علیٰ ھذہ الطائفۃ الوھابیہ فی کتابی

المسمی العنوان المعرب ونقلت ھنالك ما الصاحب سیوف انقنك والترجمانة الکبریٰ فی اخبار ھٰذا العالم برا وبحرا ولذٰلك رسائل الشیخ الطیب ابن کیران وتلمیذہ صاحب الفتوحات الوھابیته فی الردعلیٰ الطائفه الوھابیه و کذلك رسالته سیدی ابراھیم الرّیاحی التونسی وللّٰہ در عصر یینا حسان الزمان ومحی سنة سید ولد عدنان المحفوظ بالنبی العدنانی الشیخ یوسف النبھانی حیث ذکر فی کتابه شواھد الحق ھاتیك التنبیھات التی ھی فی فوادھم شھب زا جرات فلقد قام ھو وصاحب الرسالة بالواجب واتیا بالحکم الصائب لٰکن العلم والعدل اصل کلّ خیر والجھل والظلم اھل کل شر واللّٰہ تعالیٰ ارسل رسوله سیدنا وشفیعنا و وسیلتنا الیٰ ربنا دنیا واخریٰ بالھدیٰ ودین الحق وامرہ ان یعدل بین الطوائف ولا تتبع اھواء احد منھم فقال عز من قائل فذلك فادع واستقم کما امرت ولا تتبع اھواء ھم وقل اٰمنت بما انزل اللّٰہ من کتاب وامرت لاعدل بینکم اللّٰہ ربنا وربکم لنا اعمالنا ولکم اعمالکم ولاحجة بیننا وبینکم اللّٰہ یجمع بیننا و الیه المصیر وحاصل مَایقال فی ھذہ الرسالة ذات الحسن والجمال والبھاء والکمال

ایھا الناظر فیھا — انظر الحق یقینًا
وتحققھا اِعتمادًا — و وملاذا و بیانا
فھِی واللّٰہ اساس — وھی نورالمومنین
کملت حقا بصدق — و بدرت للعالمینا
نشرھا فی الکون ظاھر — فی عیون الحاسدینا
اویخفی النور حقًا — من نجوم ظاھرینا
نورھم فی الھند ظاھر — من جمیعِ المؤمنینا
رب صل ثم سلم — عن جمیعِ المرسلینا
سیما عالم غیب — وامام المتقینا
عالم الخمس یقینًا — بل رأی الحق مبینا
وعلیٰ اٰل الکرام — وجمیع التابعینا

قالہ بفمہ ورقمہ بقلمہ خادم الحدیث والاسناد غبار النعال وقبیح الافعال الراجی عفور ربہ المتعال الحال وقتہ بالمدینۃ المنورۃ بعد قبولہ مراد حج بیت اللّٰہ الحرام عبد القادر بن محمّد بن عبد القادر بن الطالب بن سورۃ القرشی ابالحسینی امّا الفاسی لہ وجمیع المسلمین بالحسنی و کتبت فی الحرم النبوی لمواجھۃ الشریفہ مجل فی ۲۹/ ربیع الآخر ۱۳۲۹ھ

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

حمد اس کے لئے جس نے حق کو آشکارا کر کے آنکھوں دکھایا اور گروہوں کو ظاہر اور باطن میں کمال ایمان عطا کیا۔ تو ان کا ستارہ خوب روشن ہو کر چمکا۔ ہم اس کی حمد کرتے اور اس کی پاکی بولتے اور اس کے شکر گزار ہوتے ہیں۔ اور اس پر ایمان لاتے اور اسے ایک اکیلا جانتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ یقیناً وہی خدائے برحق جس کے سوا کوئی معبود نہیں خالق کائنات ہے۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے سردار ہمارے آقا محمد ہیں جنہیں اللہ نے جمیع مخلوقات پر مطلع فرمایا تو انہیں ہر کلی وجزئی بتایا اور ہر گذشتہ وآئندہ سکھایا لوگوں کو عاجز ومقہور کرنے کیلئے ہر طرح کے کمال ایمان کے ساتھ بھیجے گئے تو کسی کے لئے عذر باقی نہ رہا اللہ ان پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور اُن کے آل واصحاب پر جنہوں نے دین کو آراستہ و پیراستہ اور ان کی بنیادوں کو مضبوط کیا اور اس کے پردہ نشین (رازہائے سربستہ) کے چہروں سے گھونگھٹ اٹھادیا۔ بعد حمد وثنا و مدحت اور ہر گھر میں ہیں فرزندان سعادت بلاشبہ بندہ فقیر معترف عجز وتقصیر جب مطلع ہوا الدولتہ المکیہ بالمادہ الغیبیہ مصنف اصولی زماں وعلامہ دوراں متکلم مناظر جس پر مدار کار وہ مفسر دریتیم زمانہ چاق قاضی قضاۃ آفاق استاد احمد رضا خاں تو میں نے اسے دریائے مواج وذخار پایا اور اس کے نقول کو ستاروں کے مانند ضیابار۔ اور میں نے جب اس کے مسائل میں گہری نظر کی تو میں نے انہیں تمام اہل ایمان کا شہرہ وبیر ونجات کا عقیدہ پایا۔ وہ نازاں ہے کہ رفع احادیث کی دامن نگاری نے اُسے سنوارا اور پردگیان کلام کی جمیلوں سے اسے سجایا ؎

مرادوں کے ہیں باغ ہر لفظ میں تو ہر سطر میں موتیوں کی لڑی

خدا کی قسم وہ بلاشبہ عقلوں پر جادو ڈالنے والا اور اہل منقول کا مغلوب کرنیوالا ہے اور اس کے بعد اُس کو کچھ کہنے کی جگہ نہ رہی اور مخالف اس عقیدہ کا کہ اس میں ہے جاہل وگمراہ ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کیلئے ہے اس کی خوبی کہ اس نے یقیناً انکی عقلوں کو خائب وخاسر پھیرا اور ان کی بصیرتیں دھتکاری ہوئیں ہیبت زدہ پلٹیں اور بے شک وشبہ میں نے اس جھوٹے طائفہ کے اگوے کو اپنے قیام مدینہ منورہ کے وقت دیکھا تھا (اس مدینہ کو نور دینے والے پر بہت بہترین اور ستھرا صلاۃ وسلام) اور میں نے اس سے علمی مذاکرہ کیا اس سے میرا دل نفرت کلی سے نفور ہو گیا اور اس کے منھ پر میں نے یہ شعر پڑھا ؎

اسکی صحبت ترک کر گر ہو نہ تجھکو کچھ مجال
اور دکھاتی ہو نہ راہِ حق تجھے اسکی مقال

تو میں نے اس کا راستہ خالی کر دیا اور درحقیقت میں نے نقل کیا اس طائفہ وہابیہ کے رد میں وہ کہ کافی وشافی ہے اپنی کتاب مسمیٰ بعنوان المعرب میں اور اس میں میں نے نقل کیا وہ کہ مصنف سیوف الفتک اور الترجمانۃ الکبریٰ فی اخبار ہٰذا العالم برًا وبحرًا نے تحریر کیا۔ یونہی رسائل شیخ طیب ابن کیران اور انکے تلمیذ مصنّف الفتوحات الوہابیہ فی الرد علی طائفۃ الوہابیہ میں جو تھا اور یونہی رسالہ سیدی ابراہیم ریاحی تونسی میں جو تھا اور اللہ کیلئے ہے خوبی ہمارے ہمعصر حسان زمان زندہ کن سنّت سردار عدنان محفوظ بہ بنی عدنانی معروف شیخ یوسف نبہانی کہ انہوں نے اپنی کتاب شواہد الحق میں وہ تنبیہات ذکر فرمائیں کہ ان کے اندر کے دلوں میں زجر کرنے والی شہاب ہیں تو درحقیقت بلاریب وہ (علامہ نبہانی) اور مصنف رسالہ ہٰذا (الدولۃ المکیہ) ادائے واجب کیلئے کھڑے ہوئے اور حکم صائب لائے لیکن علم وعدل ہر نیکی کی جڑ ہے۔ اور مولا تعالیٰ نے اپنے رسول کو ہمارا سردار، ہمارا شفیع، ہمارا وسیلۂ دنیا وآخرت بنا کر رہنمائی اور سچے دین کے ساتھ بھیجا۔ اور انھیں حکم کیا کہ سب فرقوں میں عدل فرمائیں اور ان میں سے کسی کی ہوائے نفس کی پیروی نہ کریں۔ تو ارشاد فرمایا (ہر قائل عزیز تر) تو اسی کی دعوت دو اور خود مستقیم رہو جیسا کہ تمھیں حکم دیا گیا انکی خواہشوں کی پیروی نہ کرو اور کہہ دو میں ایمان لایا اللہ کی اتاری ہوئی کتاب پر اور مجھے حکم دیا گیا کہ میں تم میں انصاف کروں، اللہ ہمارا تمہارا رب ہے۔ ہمارے لئے

ہمارے اعمال اور تمہارے لئے تمہارے کرتوت ہیں۔ہم میں تم میں کوئی حجّت نہیں اللہ ہم میں اتفاق دے اور اسی کی طرف ہے پھرنا۔اس رسالہ صاحب حسن وجمال ونور وکمال کے حق میں جو کہا گیا اس کا حاصل کلام ونتیجۂ مقال یہ ہے ؎

اے مرے پیارے ناظریں　　حق ہے یہ رسالہ بالیقیں
حق جان اور کر اعتماد　　جائے پناہ ذکر مراد
واللہ وہ ہے اصل دیں　　نور و ضیائے مؤمنیں
کامل ہے صدق و حق میں　　ہے آشکارا خلق میں
عالم میں نشر وظہو رہے　　چشم حسد بے نور ہے
کیا نور سچ مچ چھپ رہے　　انجم سے جب ہو سب کھلے
یہ نور ہند کا نور ہے　　مسلم میں اس کا ظہور ہے
تحفے صلاۃ وسلام کے　　سب مرسلین عظام سے
مخصوص عالم غیب پر　　سردار اتقیا کے سربسر
اسے علم خمس ہے بالیقیں　　کہ خدا بھی اُس سے چھپا نہیں

اور سرورانِ دین پر
اتباع و تابعین پر

اسے اپنے منھ سے کہا اور اپنے قلم سے تحریر کیا۔ خادم حدیث واسناد خاک پاپوش علما زشت کار **عبدالقادر محمد سودہ القرشی**

اپنی برتری والے پروردگار کی بخشش کے امیدوار وارد حال مدینہ منورہ بعد حصول مراد حج بیت اللہ الحرام عبدالقار ابن محمد ابن عبدالقادر ابن طالب سودہ باپ سے قریشی ماں سے حسینی پیدائش و پرورش سے فاسی اللہ کا اور سارے مسلمانوں کا خاتمہ بخیر فرمائے اسے حرم نبوی میں بمواجہہ شریفہ بعجلت تحریر کیا۔ بتاریخ ۱۹/ربیع الآخر الفاخر ۱۳۲۹ھ

حضرت حجۃ الاسلام اپنے والد گرامی وقار ممدوح خواص وعوام امام احمد رضا خاں کے علمی جانشیں تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ’’الدولۃ المکیہ‘‘ کی تسوید ہو یا تمہید، ترجمہ ہو یا تقریظ ہر محاذ پر حرمین طیبین میں آپ ایک ادیب لبیب اور دکیل جلیل نظر آتے ہیں۔

امام احمد رضا کا علمی طنطنہ حرمین طیبین پر چھایا ہوا تھا۔ اعاظم علما کرام الدولۃ المکیہ پر بڑی دھوم دھام سے تقریظ لکھ رہے تھے۔ مصنف کی علمی جَلالت اور فقہی مہارت کا برملا اعتراف کیا جارہا تھا، سوال وجواب کا بازار بھی گرم تھا۔ مگر بحمدہٖ تعالیٰ مصنف خود اپنی تصنیف پر شکوک کے مسکت جوابات کے لئے موجود تھے۔ کبھی کبھی اُن جوابات سے بعض مفتیان کرام کو اپنی عظمت شان کی وجہ سے ناگوار خاطر بھی ہوا مگر مصنّف عدیل نے وہی کیا جو انصاف اور اظہارِ حق کا تقاضا تھا۔ اس محاذ پر بھی حضرت حجۃ الاسلام نے اپنے والد موصوف کی موجودگی میں مفتی شافعیہ کے شاگرد شیخ عبد القادر طرابلسی شبلی مدرس کو کہ بعض مسائل میں وہ الجھے ہوئے تھے، ایسے جواب دیئے کہ وہ خاموش ہو گئے۔ الملفوظ ج ۲ ص ۵۰

یہاں تک عنوانِ تحریر صرف الدولۃ المکیہ کا اردو ترجمہ تھا، اسکی تمہید فاضل مترجم ہی کے قلم سے مع ترجمہ آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اب ہم یہاں سے ’’کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم‘‘ کی تمہید کا جائزہ لیتے ہیں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حجۃ الاسلام کو امام احمد رضا کی کتابوں پر قلم برداشتہ تمہیدی تحریر کے فیضان کا ایک حصّہٗ وافر عطا ہوا تھا کہ تمہید ہی میں مصنف کی شان تصنیف کی آن اور حسنِ بیان سب کچھ اس طرح لکھدیا جائے کہ اصل کتاب اور تمہید میں بیان وزبان کا کوئی فرق باقی نہ رہے۔ اس دور میں یہ طغرائے امتیاز صرف حجۃ الاسلام کو حاصل رہا ہے۔

کفل الفقیہ الفاہم کی تمہید کے مندرجہ ذیل روشن سطور عربی زبان وبیان کے ایسے انمول جواہرات ہیں جو رہتی دنیا تک عربی ادب کے خزائن میں نوادرات کا حسین اضافہ ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے اور فاضل تمہید نگار کی فی البدیہہ تحریر کی داد دیجئے۔

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

احمد الحمید المحمود حمد حامد
احمد واصلی واسلم علیٰ احمد محمد
اسمه احمد وبعد فلما توجه للمسیر
کالبدر المنیر من حضیض الهند
الی اوج حج ام القریٰ وزیارة حرم
الحبیب المصطفی المرتجی
المرتضیٰ المجتبیٰ علیه افضل
التحیه والثناء مرة اخریٰ فی العام
الماضی قبل عام خلا امام اهل
السنت السنیة والجماعة السّنیه
مجدد المأة الحاضره مؤید الملت
الطاهره سنام نور الایمان انسان
عین الاعیان الذی لم یکتحل
بمثله طرف الاوان قطب المکان
وغوث الزمان برکة الاعیان اٰیة
من اٰیات الرحمن سیّدی واستاذی
و والدی وملاذی حضرة المولی
الحاج الشیخ احمد رضا خان افاض
الله علینا من شابیب فیضه
المدرار ماترنم الهزار فوق
الازهار وکنت دخیلا فی محاسیب
عیاله متشبتا باهدابه واذیاله
فرأیت ماقد خصه الله تعالیٰ به مَن
مزایا الاکرام و واسبغ علیه من

سراہے گئے حمد کئے گئے کی وہ حمد کرتا ہوں
جوسب سے بہتر حمد کرنے والے نے کی۔ اور
درود وسلام بھیجتا ہوں اُن پر جوسب بکثرت سرا
ہے ہوؤں سے زیادہ سراہے گئے ہیں۔ جن کا
نام پاک احمد ہے۔ حمد ونعت کے بعد جبکہ
چودہویں رات کے روشن چاند کیطرح سیر کیلئے
ہند کی پستی سے بلندئ حج مکہ معظّمہ وزیارت حرم
حبیب مصطفیٰ امیدگاہ پسندیدہ برگزیدہ علیہ افضل
الصّلوٰۃ والسلام کیطرف سال گزشتہ سے پہلے
سال دوسری بار وہ متوجہ ہوئے جواہلسنت تابندہ
وجماعت سنّت کے امام ہیں۔ اور موجودہ صدی
کے مجدّد ملّت پاکیزہ کے ناصر نور ایمان کی
بلندی چشم عمائد کی پتلی۔ وہ کہ زمانے کی آنکھ
نے ان کا مثل نہ دیکھا۔ قطب مکان وغوث
زمان و برکت و جود۔ آیاتِ الٰہیہ سے ایک
آیت۔ میرے سردار استاد و والد و جاپناہ حضرت
مولانا حاجی جناب احمد رضا خاں صاحب اللہ
عزوجل ہم پر اُن کے فیض بسیار بار کے چھینٹے
ڈالے جب تک کلیوں پر بلبلیں چہکیں اور میں
ان کے شمار عیال میں داخل انکے آنچلوں
دامنوں سے متمسک تھا تو میں نے دیکھے وہ
عزت کے وہ امتیاز جن سے اللہ تعالیٰ نے انکو
خاص کیا اور اُن پر اپنی بڑی عطائیں وسیع
فرمائیں اور اُن پر اپنے انعام کا دامن ڈالا اپنے

عطایا العظام و اسبل علیه من
عطاء الانعام ببلده الحرام وبلد
حبیبه سیدالانام علیه افضل
الصّلوٰة والسلام مدی اللیالی
والایّام فبجله اهالیهاووقرده
وکرّموه وحبروه وعلیٰ اعدائه
نصوره وقهروا المفسدین
المارقین من الدّین کما تخرج
الشعرة من العجین وهتکوا خیام
خبثهم المهین فباء وا بغضب من
الله واصبحوا خاسرین وساء صباح
المنذرین وفرّت ذرّیه الشیطان
بهوة الهوان کحمر مستنفرة فرت
من قسوره و هتکت استارها
وکشف عوارها وفشاعارها
وتواری اوارها وخمدت نیرانها
وقتلت فیراتها و ذبحت ثیرانها
وقلبه للعلماء الکرماء الاتقیاء
العظمأ الکبار الاعلام بکمال
الاعزاز ونهایة الاحترام وشهدوا
له انه سید الفرد الامام بل قبّلوا
ایادیه والاقدام واستمعوا منه
الحدیث المسلسل بالاولیة
واستجازوا منه بالصّحاح والسّنن
و المسانید والمعاجیم

حرمت والے شہر (مکہ معظّمہ) اور اپنے
سرورعالم کے شہر (مدینہ طیبہ میں) (ان پر
سب بہتر درود وسلام جبتک رات و دن باقی
ہیں) دونوں شہر مکرّم کے لوگوں نے انکی تعظیم و
توقیر وتکریم و خاطر داری اور اُنکے مخالفوں پر اُن
کو مدد کی۔ اوران مفسدوں کو کہ دین سے ایسے
نکل گئے جیسے آٹے سے بال مغلوب کیا۔
اورانکی ذلیل خباثت کے پردے چاک
کئے۔تو وہ مفسد غضب الٰہی کے مستحق ہوئے۔
اور خسارے میں رہے۔ اور ڈرائے گئے کہ
بری صبح ہوئی۔ اورشیطان کی اولاد ذلّت کی غار
میں بھاگی۔ جیسے بھڑ کے ہوئے گدھے کہ
شیر سے بھاگے ہوں۔ اوران مفسدوں کے پر
دے چاک ہوئے ۔ اور عیب کھل گئے۔
اورانکی ذلّت فاش ہوئی۔ اورانکی گرمی روپوش
اوران کی آگیں خاموش ہوئیں اور اُنکے چہرے
مارے گئے اور اُن کے بیل ذبح کئے گئے اور
حضرت ممدوح علما کرام اتقیا عظام بڑے بڑے
مشاہیر کمال عزّت اور نہایت احترام سے ملے
اوران کیلئے گواہی دی کہ وہی سردار و یکتا وامام
ہیں۔ بلکہ اُن کے ہاتھ پاؤں چومے اوراُن سے
حدیث مسلسل بالاولیہ سنی اورحدیث کی کتابوں،
صحاح ستہ وسنن و مسانید ومعاجیم اور چاروں
مصافحوں کی اجازت لی۔ یہاں تک کہ اُن کے
ہاتھ پر بیعت کی اورسلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں

والمصافحات الاربع المروية حتّٰی بايعوا علیٰ يده وانسلكوا فی السلسلة العليّة القادرية الرضوية وكان ذلك كلهٗ دقه وجله بالاصرار فوق الاصرار من صناديد العلماء وكبار الكبار ذٰلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم وطابت بطيب ذكرهٗ الاذان و فاح بشميم فضله كل ناد ومكان و وطارصيت نواله فی الزّوايا والافاق فتاقت الافئدة للقائه بالاشواق بيدانه فاح عرف علومه وتضوع مسك فهومه من الرسالة المباركه الدولته المكيه بالمادة الغيبيه التی صنّفها بجواب اسئله الوهابيه العيبية فهزم الاحزاب ويداه تحت الثياب وقتل الرؤس والاذناب وسيفه فی الجراب و اتمّ الكتاب وانهی الجواب فی ثلٰث جلسات لا يبلغ مجموعها عشر ساعات فما كان الّا كرامة من الله وخرقا للعادة لكنّه له كداب وعادة قد جرب مرارًا فی امثال الا فادة اتم الله له الحسنیٰ وزيادة فاتیٰ بها ببديهته مطلوعته وبلاغته رائعة

منسلک ہوے۔ اور یہ تمام باتیں چھوٹی اور بڑی سب اُن عمائد علما و اکابر کبرا کے اصراروں سے ہوئیں۔ یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔ حضرت ممدوح کے تذکرہ سے کان خوش ہوئے اور اُن کی خوشبوئے فضل سے ہر مجلس و منزل مہک اٹھی۔ اور اُن کے فیض کا شہرہ اطراف وآفاق میں بلند ہوا تو قلوب بڑے شوق سے اُن کے آرزومند ہوئے مگر ان کے علوم کی خوشبو پھیلنا اور اُن کے مشک فہوم کا خوب مہکنا رسالہ مبارکہ ”الدولتہ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ“ سے ہوا جسے عیبی وہابیہ کے جواب سوالات میں تصنیف فرمایا تو اُن کے گروہوں کو بھگا دیا۔ اور ہاتھ باہر نکالنے کی حاجت نہ ہوئی اور ان کے سر و دُم قطع کئے اور تلوار نیام کی نیام ہی میں رہی یہ کتاب اور جوابات صرف تین جلسوں میں تمام ہوئے جنکا مجموعہ دس گھنٹے بھی نہ تھا۔ تو یہ نہ تھا مگر اللہ عزوجل کیطرف سے کرامت و خارق عادت مگر وہ حضرت ممدوح کیلئے تو دستور و عادت کے مثل ہے جسکا ایسے افادوں میں اُن سے بارہا تجربہ ہوا اللہ اُن کیلئے وہ سب سے بہتر خوبی اور اس پر بھی زیادت پوری کرے تو یہ رسالہ ایک فوری نگاہ فرماں پزیر اور بلاغت ترقی گزیں سے لکھ دیا سیراب روا تیوں سے جلوہ ریز اور گوہرین و انشول سے زیور پوش تو وہ علما اس کے بلندنورں

متحلیته بروایات فاستضاء وابانوارها الساطعه واستیقنوا ان له قد مافارعته فی اعلام العلوم من المنقول والمفهوم فاستوقفوا عند مطا یا الادب وانضوا الیه رکاب الطّلب واستفتوه فی مسائل کثیرة فاجابهم عن قریحة مشرقة منیرة منها اثنتا عشرة مسئلته تبلوالاذهان وتجلوا المکان وتسبر الاوزان و تخبرعن قدرالفرسان فی معارك المیدان بعدما بحثوافیها من جلّ وقل واستسقوالها الوابل وطل وتعلل الناس بعسیٰ ولعلّ فابتدء فی اجوبتها یوم السّبت وعاودته الحمّی یوم الاحد فانهاه ضحی یوم الاثنین لسبع بقین من المحرم الحرام ۲۴ ۱۳ئھ فی بلد الله الحرام فقد اتی بفضل الله المنعام مزنهٔ عند الاوام وکان ذالك الاقتراح من الفاضل الصفی الکامل الوفیٰ امام المقام الحنفی مولینا الشیخ عبدالله میرداد المکیّ القادری الرضوی ابن شیخ الخطباء وسید الائمه العظماء حضرة الشیخ احمد الی الخیر

سے ضیا گیر ہوئے اور انھوں نے یقین کیا کہ مصنّف کا قدم مشاہیر علوم معقول و منقول میں بلند ہے۔تو اُن کے پاس حاجتوں کے ناقے رو کے اور انکی طرف طلب کے جمازے سرگرم تیز کئے ۔اور بہت مسائل میں اُن سے فتوے چاہے تو مصنّف نے چمکتی نورانی طبیعت سے انکو جواب دیئے ۔ ازاں جملہ وہ بارہ مسئلے کہ ذہنوں کو آزمائیں اور آدمی کا مقام کھولیں اور قیمت بانچیں اور میدان کے معرکوں میں سواروں کی قدر بتائیں بعد اسکے کہ وہ علما ان مسائل میں صغار و کبار سے بحث کر چکے تھے اور ان کیلئے بڑی بھرن اور شبنم سب سے پانی مانگ چکے تھے اور لوگوں نے آئے بلے کر کے ٹال دیا تھا۔ ایسے مسائل کا جواب مصنف ممدوح نے بروز شنبہ شروع فرمایا اور اتوار کو پھر بخار آ گیا تو روز دوشنبہ پہر دن چڑھے سے تمام فرما دیا۔ ۲۳ محرم الحرام ۲۴ھ کو اللہ عزوزل کے حرمت والے شہر (مکہ معظّمہ) میں تو بڑے احسان والے اللہ کے فضل سے پیاس کے وقت مینہ آیا۔ اور اسکی خواہش دو عالموں کی کیطرف سے ہوئی تھی۔ ایک فاضل پاکیزہ کامل مکمّل مصلّائے حنفی کے امام مولانا شیخ عبد اللہ میرداد مکّی قادری رضوی شیخ الخطباء و سردار اامان باعظمت حضرت شیخ احمد ابوالخیر کے صاحبزادے اللہ عزّوجل اُن کو ہر مضرت سے محفوظ رکھّے۔

حفظهما الله تعالیٰ عن كل ضيرٍ
واستاذه الفاضل الكامل الحائد
الزّاوی عن كل المساوی مولانا
الشيخ حامد احمد محمد الجداوی
حفظ عن شر العدوّ والغاوی ووقانا
واياهم عن كلاب البدع ونباح
العاوی وحمانا واياهم عن جميع
المهالك والمهاوی وروّانا جميعًا
من شابيب فضله الرّاوی ونضر
قلوبهم وقلبی الزاوی وغفرلنا
ولهم جميع المساوی ورزقنا جميعا
عوّدا بعد عود الی بيته الكريم و
بيت حبيبه الرؤف الرحيم عليه
وعلیٰ اٰله الصلوٰة والتسليم كرّات
بعد مرّات بالقبول والبركات بجاه
مصحح الحسنات و مقيل العثرات
دليل الخيرات ماحی الذّنوب و
والسيئات صلی الله تعالےٰ عليه
وعلیٰ اٰله واصحابه وازواجه
الطّاهرات و قدسمّی الرّساله كفل
الفقيه الفاهم فی احكام قرطاس
الدّراهم ۱۳۲۴ھ

فهاهی ذه والحمدلله علی الائه
والصلوٰة والسّلام علیٰ افضل
انبيائهٖ وعلےٰ اٰلهٖ وصحبهٖ وسائر

دوسرے اُن کے استاد فاضل کامل سب بری باتوں سے یکسو وکنارہ گزیں مولانا شیخ حامد احمد محمّد فاضل جداوی وہ دشمن وگمراہ کے شر سے محفوظ رہیں اور اللہ تعالیٰ انھیں اور ہمیں بد مذہب کتوں اور بھوکنے والے کے بھوکنے سے بچائے۔ اور ہمیں اور انھیں سب تہلکوں اور گرنے کی جگہوں سے نگاہ رکھے۔اور ہم سب کو اپنے فضل سیراب کے چھینٹوں سے سیراب کرے۔اور اُن کے دل اور میرے دل پژمردہ کو تروتازہ کرے۔ اور اُن کی اور ہماری سب برائیاں بخشدے اور ہم سب کو بار بار اپنے کرم والے گھر اور اپنے حبیب نہایت مہربان رحم والے صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے مزار کیطرف بار بار بتکرار حاضری پہ حاضری عطا فرمائے۔ قبول اور برکتوں کے ساتھ ان کی عزت کا صدقہ جونیکیوں کوصحت بخشنے والے ہیں اورلغزشوں کے معاف فرمانے والے بھلائیوں کے رہنما ہر گناہ و بدی مٹانے والے اللہ تعالی ان پر اور ان کے آل واصحاب اور پاک بیبیوں پر درود بھیجے۔ مصنف نے رسالہ کا نام کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم (۱۳۲۴ھ) رکھا۔

ہاں وہ رسالہ یہ ہے اور اللہ کے لئے حمد ہے اس کی نعمتوں پر۔اور درودوسلام افضل انبیا اوران کے آل واصحاب اور تمام احباب پر اور ہم

احبائه وعلینا معهم وبهم وفیهم ولهم وعلیٰ جمیع المسلمین والمسلمات الاحیاء منهم و الاموات اٰمین یارب العلمین

قاله بفیه شاهدا بما فیه راجی رحمة ربه ونعمة حبه بالکرم النبوی واللطف المولوی محمد المعروف بحامد رضا البریلوی ثقا الله من منهل کرمه المروی وحماه الله عن شرّ الحر المذوی

پر ان کے ساتھ اور ان کے سبب اور ان کے گروہ میں اور ان کے صدقہ میں اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں پر جو ان میں زندہ ہیں اور جو مر گئے ایسا ہی کر، اے پروردگار سارے جہان کے۔

اسے اپنے منھ سے کہا اور اس کے مضمون پر گواہی دیتا ہوا نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے کرم اور غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی مہربانی سے اپنے رب کی رحمت اور اس کے محبوب کی نعمت کے امیدوار محمد نے جس کا عرف حامد رضا بریلوی ہے اللہ تعالے اسے اپنے سیراب کرنے والے گھاٹ سے پانی پلائے اور اسے پژمردہ کرنے والی گرمی کے شر سے بچائے۔

ان تمہیدوں نے بارگاہ امام احمد رضا میں وہ شرف قبول پایا کہ خود امام موصوف نے اپنی زبان فیض ترجمان سے ان کا ترجمہ فرمایا اور داخل رسالہ کیا۔[1]

---

(1) عنایت محمد خاں غوری سند مسند جانشینی ص ۳

الولد سرٌّ لابیہ

یہ واقعہ ہے کہ تصنیف و تالیف ہو یا تحقیق و تصدیق، ترجمہ ہو یا حاشیہ، تقریظ ہو یا تمہید ہر جگہ آپ حضرت حجۃ الاسلام کو اپنے والد یکتائے روزگار کا جانشین سراپا تحسین پائیں گے۔

الدولۃ المکیہ اور کفل الفقیہ الفاہم کارواں ترجمہ اور قلم برداشتہ تمہید آپ پڑھ چکے ہیں۔ اب مندرجہ بالا عنوان سے متعلق ''الوظیفۃ الکریمۃ'' (۱۳۳۸ھ) کا تاریخی نام اور خطبہ بھی ملاحظہ فرماتے چلیئے کہ امام احمد رضا نے اس میں بطور تمہید کچھ فرمانا چاہا تھا، مگر وہ درمکنون اور سرمخزون سینۂ اقدس ہی میں رہا کہ اس راز سربستہ اندرون سینہ کو حضرت حجۃ الاسلام ہی نے اپنے خطبہ میں ظاہر کر دیا اور اس ادب کو ملحوظ خاطر رکھا کہ امام احمد رضا کی نقل تمہید میں ایک حرف کی بھی کمی نہ رہ جائے۔

''الوظیفۃ الکریمۃ'' (۱۳۳۸ھ) کا پہلا صفحہ ''الولد سرّ لابیہ'' کا روشن ثبوت ہے۔ دیدۂ بینا کو دعوت مطالعہ دیجئے۔

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

حامدًا لمن جعل الدعاء عبادۃ بل مخ العبادۃ وامر بادعونی عادہ والزمہ بوعدہ الاجابۃ ومن دعا ربہ لبیک یاعبدی اجابہ قال ربکم ادعونی استجب لکم واذا سالك عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فانہ سمیع مجیب ط ومصلیا ومسلما علیٰ من اختبا دعوتہ المستجابۃ لیوم المثابۃ وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہ ما انہل الدیم من السحابہ ط اٰمین

حمد (۱) اس وجہ کریم کو جس نے ہمیں مولائے عالم والیٔ اعظم محمد رسول

---

(۱) حضور پر نور سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالی عنہ نے بطور تمہید کچھ تحریر فرمانا چاہا تھا مگر وہ جواہر زواہر مثل درمکنون سینہ اقدس میں مخزون رہے، دل نے چاہا کہ ان الفاظ کریمہ سے ایک حرف بھی کم نہ ہو، انھیں بجنسہ نقل کر کے یہ یہیں تک تھے، جو فہم قاصر میں آیا ہدیۂ ناظرین کیا۔ اس رسالہ کا نام بھی کچھ نہ تجویز فرمایا تھا، تاریخی نام اور خطبہ فقیر نے اضافہ کیا۔ گدائے آستانۂ قدسیہ رضویہ فقیر محمد حامد رضا قادری غفرلہ (رحمۃ اللہ علیہ)

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے بندگان بارگاہ عالم کی پناہ میں کیا۔ ہمارے ہاتھ میں حضور پرنور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامن کرم دیا۔ اپنے اولیا ہمارے مشائخ سلسلہ خصوصاً ہمارے آقا و مولےٰ حضور سیدنا اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالی عنہ کا سایہ رحمت ہم پر دراز کیا۔ جنہوں نے ہم تک پہنچایا کہ تمہارا حیاوالا رب کریم فرماتا ہے کہ بندہ اس کے حضور ہاتھ پھیلائے اور وہ خالی ہاتھ پھیر دے۔ ہمیں خود حکم دعا دیا اور اپنے کرم سے اجابت کو لازم فرمایا۔ فعلیکم بالدعاء فان الدعاء یرد القضاء بعد ان یبرم بارگاہ کرم سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حضور پرنور سیدنا اعلی حضرت قبلہ رضی اللہ تعالی عنہ کے ہاتھوں جو مبارک دعائیں ہمیں پہنچیں اور وہ اذکار و اشغال کہ درمکنون کی طرح خاندان عالیہ میں مخزون تھے برادران اہلسنت و خواجہ تاشان قادریت و رضویت کے لئے شائع کرتے اور دعوے سے کہتے ہیں کہ ان کا عامل دین و دنیا کی برکتوں سے مالا مال ہوگا۔ ہر بلا وآفت سے محفوظ رہے گا مولیٰ تعالیٰ ان کی برکات سے تمام اہلِ سنت کو مستفیض فرمائے۔ آمین

اس کے علاوہ آپ کی دیگر تصانیف میں بھی امام احمد رضا کا یہی رنگ نظر آئیگا چنانچہ جمعہ کی اذان ثانی بیرون مسجد ہو اور مسجد کے دروازے پر ہو، اس سنت کا احیا امام احمد رضا نے فرمایا۔ اس سلسلے میں حیدرآباد، اجمیر، بدایوں، رامپور کے علما سے تحریری مناظرہ کا بازار خاصا گرم رہا۔ نوبت مقدمہ تک پہنچی۔ بات چونکہ سنت کی تھی اس لئے اہل حق نے رسم ورواج سے قطع نظر اس مسئلہ حق کو تسلیم کیا۔

اس میدان میں بھی حضرت حجۃ الاسلام نے عظیم تحریری کارنامہ انجام دیا اور اس مسئلہ حق اور احیاء سنت کی تائید وتصویب میں اجلی انوار الرضا، سد الفرار، وقایہ اہل سنت اور آثار المبتدعین

لہدم حبل اللہ المتین جیسے عظیم رسائل اور مفید مکاتیب ترتیب دیئے اور امام احمد رضا کے مسلک حق اور تحقیق برحق کو آئینۂ بے غبار کی طرح واضح رکھا۔

تاریخ گوئی

تاریخ گوئی بہت ہی مشکل فن ہے۔ اس فن میں بھی حضرت حجۃ الاسلام کو اپنے والد گرامی وقار امام احمد رضا کی نیابت حاصل تھی۔ الفاظ و معانی پر استحضار کا یہ عالم تھا، ادھر الفاظ مسموع ہوئے اور ادھر اعداد سامنے آگئے۔ اس کا مظاہرہ عربی فارسی اردو تینوں زبانوں میں بلا تکلف ہوا۔ کتابوں کے نام ہوں یا اشعار، جملے ہوں یا واقعات، ہر مقام پر بامعنی برمحل کتاب اور واقعات کے عنوان کے مطابق آپکی برجستہ تاریخ گوئی فنی مہارت پہ شاہد ہے۔

آپنے ۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۸ء میں مرزا غلام احمد قادیانی کے ادعائے کاذب سے متعلق سوال پر ایک مبسوط جواب تحریر فرمایا۔ اور اسے تاریخی نام ”الصارم الربانی علیٰ اسراف القادیانی“ سے مسمّٰی کیا۔ اس وقت آپ کی عمر صرف ۲۳ / سال کی تھی۔

مسجد جنکشن بریلی جب بنکر تیار ہوئی، اس کی تاریخ کے لئے بعض احباب کے اصرار پر عربی میں فی البدیہہ مندرجہ ذیل تاریخی قطعہ مرحمت فرمایا ؎

انما یعمر مسجد من	اٰمن باللّٰہ والاخریٰ
من بناہ بنی لہ اللّٰہ	بیت در بجنت الماویٰ
شکر اللّٰہ سعی قیمہ	عمر حامد رضا شفیق و رضا
بخ لعمری بناٰہ مآ اشمغ	ارخہ اسہ فآیہ بخل و رضا
قلت سبحٰن ربی الاعلیٰ	مسجد اسس علی تقویٰ
۴۷۴	۸۵۴

۱۳۲۸ھ

مسئلہ اذان ثانی جمعہ میں کہ مسجد میں ممبر کے پاس ہوتی ہے۔ امام احمد رضا نے اس سنّت

کو کہ ہر اذان مسجد سے باہر مسنون ہے زندہ کردیا۔ اس مسئلہ میں حضرت مولانا انوار اللہ خاں حیدرآبادی نے اختلاف کرتے ہوئے ایک رسالہ بنام ''القول الازہر'' تحریر فرمایا۔ حضرت حجۃ الاسلام نے اس کا نوٹس لیا اور اس کا جواب ''اجلی انوار الرضا'' کے تاریخی نام سے اس طرح لکھا کہ صاحب رسالہ کے نام کی رعایت کے ساتھ ہی امام احمد رضا کے ارشادات کی تائید بھی کردی۔

امام احمد رضا جن اذکار و اشغال اور وظائف سے خواجہ تاشان قادریت رضویت کو افادہ فرماتے رہے، حضرت حجۃ الاسلام نے اس درمکنون اور سرّ مخزون کو ''الوظیفۃ الکریمہ'' کے تاریخی نام سے شائع فرمادیا۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا کے وصال پر ''تواریخ الوفاۃ''' کے تاریخی عنوان سے مندرجہ ذیل تواریخ ارشاد فرمائیں۔ وہ اس فن کا شاہکار ہیں۔

''نور اللہ ضریح'' ۱۳۴۰ھ ''شیخ الاسلام والمسلمین'' ۱۳۴۰ھ ''امام ہدایۃ السنۃ الحاج احمد رضا'' ۱۳۴۰ھ ''الہاد البریلوی القادری البرکاتی'' ۱۳۴۰ھ ''رضی اللہ الحق عنہ'' ۱۳۴۰ھ ''ہم اولیاء تحت قبائی لایعرفہم غیری'' ۱۳۴۰ھ ''راح شیخ الکل فی کل'' ۱۳۴۰ھ ''رازدار رازرازی سید وسرّ سری'' ۱۳۴۰ھ ''مولوی ومعنوی قرآن زبانت مادری'' ۱۳۴۰ھ ①

ان تواریخ میں ''شیخ الاسلام والمسلمین'' (۱۳۴۰ھ) کا تاریخی مادہ تو اتنا برجستہ اور برمحل ہے کہ امام احمد رضا کے نام نامی اور اسم گرامی کے ساتھ تاج زریں کی حیثیت رکھتا ہے۔

خانقاہ قادریہ نوریہ رضویہ کی بنیاد رکھی گئی تو حضرت نے ''خانقاہ قادریہ مبارکہ'' (۱۳۴۵ھ) برجستہ ارشاد فرماکر تاریخ خانقاہ مرحمت فرمادی۔

اپنے شاہزادہ اکبر مفسر اعظم ہند مولانا شاہ محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں کی شادی خانہ آبادی میں جو منظوم دعوت نامہ مرحمت فرمایا اس میں بھی ''تہنیت شادی بلطف الٰہی'' (۱۳۴۷ھ) ''جشن شادی ابراہیم رضا'' (۱۹۲۸ء) کے بامعنی اور برمحل جملے ارشاد فرماکر سال ہجری اور عیسوی دونوں میں یادگار تاریخیں عطا کردیں۔ ②

---

① عنایت محمد خاں غوری، سند مسند جانشینی ص ۳

② ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی ماہ جولائی ۸۸ء ص ۵۲

اس فن میں الفاظ ومعانی اوران کے اعداد کا استحضار ضروری ہے حضرت حجۃ الاسلام اس فن میں بھی امام احمد رضا کے جانشین برحق تھے۔ الفاظ کے مسموع ہوتے ہی نثر ہو یا نظم قدرے ردو بدل کر کے تاریخ کا حسن عطا فرما دیتے۔

دار العلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور میں مولانا قاری محمد مصلح الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانہ تعلیم ۱۳۵۲ھ/ ۱۹۳۴ء میں آپ کی خدمت میں ایک استقبالیہ نظم پیش کی۔ آپ نے اچانک فرمایا "اس نظم میں اس لفظ کے بجائے اگر یہ لفظ رکھدیا جاتا تو تاریخ بھی ہوجاتی اور وزن شعری بھی برقرار رہتا"۔ ①

کبھی کبھی وضو کرتے کرتے کوئی جملہ ارشاد فرما دیتے تو وہی تاریخ ہوتا۔ محدث اعظم پاکستان حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم الشان فتح ونصرت کی خبر دیوبندی مناظر اعظم کے مقابلے میں سنی تو وضو کرتے کرتے برجستہ فرمایا "قد ندّ منظور" ۱۳۵۴ھ تحقیق بھاگا منظور "دق دن منظور" ۱۳۵۴ھ منظور کا بھانڈا پھوٹ گیا۔ غور کیا گیا تو یہی جملے تاریخی مادے قرار پائے۔ ②

معاصرین علما میں کسی کا وصال ہوتا تو ایصال ثواب کا اہتمام فرماتے۔ زبانی اور تحریری تعزیت کرتے۔ اور یہ تعزیت نہ صرف اردو میں بلکہ بامحاورہ عربی وفارسی میں نہ صرف نثر بلکہ نظم میں ہوتی۔

مولانا عبد الکریم درس کا کراچی میں وصال ہوا تو آپنے "تواریخ وصال" ۱۳۴۴ھ کے تاریخی عنوان پر عربی وفارسی نثر ونظم کئی تاریخیں کہہ ڈالیں۔ عربی جملوں میں بامحاورہ تاریخی مادے مندرجہ ذیل ہیں۔

تواریخ وصال (۱۳۴۴ھ) : "مولانا مکرمی شاہ عبد الکریم درس" ۱۳۴۴ھ "حضرۃ مولانا وبکل مجدٍ اولٰینا" ۱۳۴۴ھ "مولانا القرشی الصدیقی الکرانچوی" ۱۳۴۴ھ "رحمۃ اللہ المولیٰ تعالیٰ برحمۃ واسعۃ" ۱۳۴۴ھ "الشہداء عند ربھم لھم اجرھم ونورھم" ۱۳۴۴ھ "ادخلوا خالدین بہا" ۱۳۴۴ھ "نمقہ العبد ابحانی حامد رضا" ۱۳۴۴ھ "النوری الرضوی" ۱۳۴۴ھ اور فارسی میں یہ اشعار آج بھی تاریخی یادگار ہیں۔

---

① معارف رضا ۱۹۸۷ء ص ۲۰۲

② محمد حامد فقیہ شافعی مولانا، مناظرہ بریلی کی مفصل روئیداد ص ۲۰۱

درس عبدالکریم عبدکریم کردجان خودش بحق تسلیم
موت العالِم لمیته العالَم ثلمۂ دین احمد بے میم
روّح الرّواح وسقاہ زاب کوثر و جعفر وتسنیم
درس وعظ حمایت سنّت ردّ بدعات وطرفه اہل جحیم
امر معروف ونہی عن المنکر کاراو بود در حیات کریم

درس دین نبی بگو حامدؔ ۱۳۴۴ھ ختم شد درکرانچی والتسلیم

اسی طرح حضرت صدر المدرسین جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی کا وصال ہوا تو تاریخی وصلہ ۱۳۴۲ھ کے زیر عنوان آپنے ہر جملہ ”تاج المحققین سراج المدققین“ ۱۳۴۲ھ ”اولیٰ جناب ظہور حسین“ ۱۳۴۲ھ ”رحمۃ المولیٰ تعالے رحمۃ واسعہ“ ۱۳۴۲ھ تاریخ نکالی۔ اور عربی میں ایک شاہکار منظوم تعزیت نامہ تحریر کر کے آخری مصرعہ میں یہ تاریخی شعر اور ارقام فرمایا ؎

جاك ارخ الوصل یا حامد رضا آیه رضوان ادخلوها خالدین
۱۳۴۲ھ

وظیفہ روز وشب

حضرت حجۃ الاسلام عابد شب بیدار و تہجد گزار عامل وشاغل بزرگ تھے۔ آپ اپنے والد ماجد امام احمد رضا کی طرح دنیاوی معاملات سے کنارہ کش رہتے۔ جائیداد اور مالی امور اپنے فرزند اکبر مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں کے سپرد کر دیئے تھے۔ جو وقت عبادت وریاضت اور اوراد ووظائف سے بچتا وہ مذہب حق اہل سنت وجماعت کے استحکام واشاعت میں صرف ہوتا۔

آپ اپنے عم نامدار مولانا حسن رضا خاں بریلوی کے وصال ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء کے بعد ہی سے دار العلوم منظر اسلام بریلی کے مہتمم تھے اور آپ کی نیابت میں امام احمد رضا کے ہمشیر زادے حکیم علی احمد خاں صاحب اپنی زندگی بھر دار العلوم منظر اسلام کا کام کرتے اور نائب مہتمم [1] رہے۔

[1] مولانا حسنین رضا خاں، سیرت اعلیحضرت ص ۱۲۱

امام احمد رضا کی موجودگی میں دارالعلوم کا سارا انتظام و انصرام آپ کے سپرد تھا آپکے دور اہتمام میں حضرت مولانا رحم الٰہی شیخ الحدیث، شمس العلماء علامہ ظہور الحسین فاروقی نقشبندی مجددی رامپوری اور شمس العلماء کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے علامہ نور الحسین رامپوری، صدر المدرسین تھے۔ اہلسنت کے ممتاز علما مولانا محمد حشمت علی خاں لکھنوی، مولانا احسان علی صاحب صدیقی مظفر پوری، مولانا مفتی محمد ابراہیم فریدی سمستی پوری، مولانا عبدالواجد گڑھی کپوری پشاوری، مولانا محمد عبد الغفور ہزاروی، مولانا مفتی سید محمد افضل حسین مونگیری، مولانا غلام جیلانی میرٹھی وغیرہم فارغ التحصیل ہوئے۔

دارالعلوم منظر اسلام کے نہ صرف آپ مہتمم رہے بلکہ مولانا رحم الٰہی کے ۱۹۳۶ء/ ۱۳۵۴ھ میں میرٹھ چلے جانے کے بعد شیخ الحدیث اور صدر المدرسین کا منصب بھی آپ نے سنبھال لیا۔ حدیث وتفسیر خصوصاً بیضاوی شریف پڑھانے کا انداز اتنا دلنشیں تھا کہ علما دور دور سے آپ کے درس میں شرکت کے لئے شدّ رحال کرتے اور سفر وحضر میں آپ سے استفادہ کرتے۔

آپکے تلامزہ میں مندرجہ ذیل حضرات شہرہ آفاق ہوئے (۱)

حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں برادر اصغر و صاحب سجادہ امام احمد رضا م ۱۴۰۲ھ
حضرت علامہ مولانا حسنین رضا خاں حسن بریلوی وخلیفۂ امام احمد رضا (۲) م ۱۴۰۱ھ
حضرت شاہ عبدالکریم صاحب تاجی ناگپوری پیرومرشد بابا ذہین شاہ تاجی، مدفون کراچی (۳) م ۱۳۶۶ھ
حضرت مولانا مفتی ابرار حسن صدیقی تلہری، مدیر شہیر ماہنامہ یادگار رضا بریلی

---

(۱) مندرجہ بالا نام نہایت اختصار کے ساتھ نذر عنوان ہیں ورنہ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کے تلامذہ کی کثیر تعداد ہے۔ حضرت اقدس کے تلامذہ حضرات کو خود اعلیحضرت قبلہ قدس سرہ نے سندات عطا فرمائیں دار العلوم اہلسنت منظر اسلام بریلوی کے درجہ اعلیٰ میں شیخ الحدیث اور صدر المدرسین کی جگہ کام کیا۔ (عنایت محمد خاں غوری سند مسند جانشینی، ص ۲)

(۲) مفتی اعظم اور ہیں نے دونوں نے حجۃ الاسلام سے پڑھی ہیں۔ خلیفۂ امام احمد رضا علامہ حسنین رضا خاں کا ارشاد راقم الحروف کے پاس ٹیپ میں محفوظ ہے۔

(۳) حضرت تقدس میاں مرحوم کا راقم الحروف نے ارشاد

حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد شیخ الحدیث جامعہ رضویہ مظہر الاسلام لائل پور پاکستان م ۱۳۸۲ھ ①

حضرت مولانا محمد عبد الغفور ہزاروی شیخ القرآن علامہ معقول ومنقول، خطیب شعلہ بیان وزیر آباد پاکستان م ۱۳۹۰ھ

حضرت مولانا مفتی عبد الحمید قادری م ۱۳۹۳ھ

حضرت مفسر اعظم ہند مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں فرزند اکبر م ۱۳۸۵ھ

حضرت مولانا شاہ رفاقت حسین مفتی اعظم کانپور، امین شریعت صوبہ بہار م ۱۴۰۳ھ ②

حضرت مولانا غلام جیلانی مانسہرہ پاکستان ③

حضرت صدر المدرسین جامع معقول ومنقول مولانا غلام جیلانی اعظمی ④

حضرت مولانا تقدس علی خاں رضوی سابق مہتمم دار العلوم منظر اسلام بریلوی م ۱۴۰۸ھ

حضرت مولانا محمد علی آنولوی حامدی نائب مدیر ماہنامہ یادگار رضا بریلی۔

حضرت مولانا قاری غلام محی الدین ہلدوانی۔ نینی تال۔ ⑤

آپ معمول کے مطابق روزانہ دار العلوم کے دفتر میں تشریف لاتے اور مولانا تقدس علی خاں رضوی نائب مہتمم سے انتظامی امور پر تبادلۂ خیال کرتے۔ منشی فدا یار خاں مرحوم، مولانا مفتی ابرار حسن صدیقی تلہری اور شمس الحسن شمس بریلوی فاضل مشرقیات سے بھی تنظیمی معاملات میں مشورہ فرماتے اور ان کی رائے کی بڑی قدر ومنزلت کرتے ⑥

طلبا کی تدریس اور قیام وطعام میں بنفس نفیس دلچسپی لیتے۔ محدث اعظم پاکستان شیخ الحدیث

---

① اپنے زیر سایہ رکھکر آپکی تربیت فرمائی اور منیہ شریف اور قدوری تک کتابیں پڑھائیں ص ۴ رضائے مصطفے حجۃ الاسلام نمبر ۱۳۷۹ھ ۱۹۵۹ء

② مولانا محمود احمد قادری تذکرہ علمائے اہل سنت ص ۸۸

③ مولانا محمد صدیق ہزاروی تعارف علمائے اہل سنت ص ۲۳۰

④ مولانا محمود احمد قادری تذکرہ علمائے اہل سنت ص ۲۰۷

⑤ حضرت مولانا مفتی محمد اعجاز ولی خاں رضوی شیخ الحدیث دار العلوم نعمانیہ لاہور پاکستان م ۱۳۹۳ھ (پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی تذکرہ علمائے اہل سنت وجماعت لاہور ص ۲۶۸)

⑥ حضرت شمس بریلی کا راقم الحروف کے نامہ گرامی

مولانا سردار احمد کی ایسی تعلیم وتربیت فرمائی کہ خود منیۃ المصلی اور قدوری تک پڑھایا۔ اپنے گھر ہی میں طعام کا انتظام فرمایا۔ تا آں کہ لوگ شیخ الحدیث کو حامدی خاندان کا فرد خیال کرنے لگے اور یہ انداز تعلیم وتربیت آپ کا عام تھا جس سے ہر محنتی طالب استفادہ کرتا۔

مہمانوں کی پذیرائی امام احمد رضا کے خاندان کا عام دستور تھا۔ آپ کا دولتکدہ مہمانوں کیلئے مہمان خانہ اور طلبہ کے لئے لنگر خانہ ہوتا۔ اور ہر آنے جانے والا آپ کے دستر خوان لطف وکرم کا خوشہ چیں ہوتا۔ آپ ان تمام خصوصیات کے جامع تھے جو ایک مجدد کے جانشین میں ہونی چاہیئے

آپ کا نہ صرف اپنے معاصر بلکہ اصاغر علما کے ساتھ یہ معمول تھا کہ وہ مہمانوں کی ضروریات کا خود خیال کرتے جلسہ کے ہنگامہ میں وہ امور جو خدام اور کارکنان کے ذریعے انجام دیئے جاتے حضرت حجۃ الاسلام خود انجام دیتے تھے۔۔۔۔ دار العلوم منظر اسلام کا عظیم الشان اجلاس بریلی میں ہو رہا تھا، علما کا ہجوم، مریدین، معتقدین کا شاندار اجتماع تھا ہر شخص کی پذیرائی کا اسکی حیثیت کے مطابق انتظام تھا کہ علی الصباح مولانا محمد عارف اللہ قادری میرٹھی نے دستک سنی۔ دروازہ جو کھولا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ خود حضرت حجۃ الاسلام گرم پانی کا لوٹا لئے وضو کیلئے ایستادہ تھے۔ ①

؎ اللہ رے کوئے دوست کی روشن جمالیاں ؛ ہر ذرہ ہے تجلئ ایمن لئے ہوئے (ضیا عباس ہاشمی)

حجۃ الاسلام بانی منظر اسلام

تذکرۂ جمیل کے مذکورہ اوراق میں حجۃ الاسلام کے کارہائے نمایاں ہدیۂ ناظرین کئے جا چکے ہیں۔ مگر مندرجہ بالا عنوان منظر اسلام کی تاریخ میں جہاں اک گوشۂ مستور کو روشن کر رہا ہے وہاں اک نئے اور حسین باب کا اضافہ بھی کر رہا ہے۔

امام احمد رضا اپنی تصنیف وتالیف وفتویٰ نویسی اور فرقہ باطلہ کی تردید میں اس حد تک مصروف تھے کہ خود بھی ارشاد فرمایا ”بحمد اللہ تعالیٰ میں اپنی حالت وہ پاتا ہوں جسمیں فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ سنتیں بھی ایسے شخص کو معاف ہیں لیکن الحمد اللہ سنتیں کبھی نہیں چھوڑیں“۔ الملفوظ ج ۴ ص ۶۰۔

غالباً یہی وجہ تھی کہ مصباح التہذیب (جسکی بنیاد حضرت مولانا نقی علی خاں والد ماجد امام احمد

---

① راقم الحروف سے مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری میرٹھی م ۱۳۹۹ ھ کی روایت

رضا خان نے ۱۲۸۹ھ میں رکھی) کے بعد بریلی میں اہلسنت کا کوئی باقاعدہ دارالعلوم نہ تھا۔مگر امام احمد رضا کی ذات ہی اپنے دور میں ایک دارالعلوم اور مخزن العلوم تھی درس وتدریس کے زور و شور کا یہ عالم تھا کہ طلبا دور دور سے اپنے مدارس چھوڑ کر بارگاہ رضوی میں حاضر ہوتے۔علوم وفنون سے فیضیاب ہوتے۔ حیات اعلیٰ حضرت ص ۳۱۱۔ ۳۱۴

بایں ہمہ ایک باقاعدہ دارالعلوم کی ضرورت مسلّم تھی۔مگر امام احمد رضا اپنی دینی مصروفیات کی وجہ سے اس سلسلہ میں توجہ نہیں فرما سکے کہ امام احمد رضا کے مزاج شناس احباب وخدام نے ایک سید صاحب(۱) کو اس سلسلہ میں واسطہ بنایا اور سید صاحب نے اس اہم دینی ضرورت (مدرسہ کا قیام) کا ذکر فرمادیا اور امام احمد رضا سے اس کی پرزور سفارش بھی کردی۔

امام احمد رضا مدرسہ کی ذمہ داریوں خصوصاً سرمایہ کے حصول کی دقتوں سے واقف تھے پھر مزید برآں آپ کے پاس اتنا وقت ہی کہاں تھا کہ آپ بذات خود اس کام کو انجام دیتے۔آپ نے اس خدمت سے معذرت کرلی۔مگر مشیت ایزدی کو منظر اسلام کا قیام اور علم دین کا اعلام منظور تھا۔سید صاحب مذکور امام احمد رضا کی خدمت میں یوں گویا ہوئے۔

> ’’حضرت! اگر آپنے مدرسہ قیام نہیں فرمایا تو بدعقیدہ لوگوں دیوبندیوں وہابیوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہے گا اور میں قیامت کے دن شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آپ کے خلاف نالش کردوں گا۔ یہ سننا تھا اور وہ بھی آل رسول کی زبان سے، امام احمد رضا لرزہ براندام ہوگئے اور فرمایا سید صاحب: آپ کا حکم بسر وچشم منظور ہے مدرسہ قائم کیا جائے اس کے پہلے ماہ کے اخراجات میں خود ادا کردوں گا۔ پھر بعد میں دوسرے لوگ اس کی ذمہ داری سنبھال لیں‘‘۔(۲)

اس روایت کے پس منظر سے منظر اسلام کی تاریخی اور واقعاتی حقیقت کھل کر سامنے آگئی اور اس سلسلہ میں امام احمد رضا کی رضا اور اعانت ونصرت کا بھی علم ہوگیا۔اسی مناسبت سے تاریخ

---

(۱) قبلہ سید امیر احمد صاحب جو اعلیحضرت قبلہ کے مخلص دوست تھے اور وہی قیام دارالعلوم کو حدود تخیل سے نکال کر منظر عام پر لانے والے تھے۔مولانا حسنین رضا خاں سیرت اعلیحضرت ص ۱۱۹

(۲) حضرت مولانا تقدس علی خاں رضوی سابق مہتمم دارالعلوم منظر اسلام بریلی کا راقم الحروف سے ارشاد

میں امام احمد رضا کو منظر اسلام کا بانی قرار دیا گیا۔ مگر حامیٔ سنت ماحیٔ بدعت حضرت مولانا شاہ سراج الدین سلامت اللہ نقشبندی مجددی رامپوری م ۱۳۳۸ھ نے منظر اسلام کا معاینہ فرمایا[۱] اور طلبا کا امتحان لیا تو اپنی تفصیلی رپورٹ میں یہ تحریر فرمایا۔

''ان میں سے تمام ہندوستان میں اسوقت جو دبدبہ شوکت وجاہ وحشمت اور اقبال و ہمت وقوت وثروت ظاہری ومعنوی علمی وعملی حق تعالیٰ نے جناب حامیٔ دین متین وارث برحق حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی متع اللہ المسلمین بطول بقائہٖ (اللہ ان کی درازیِ عمر سے اہل اسلام کو فائدہ نصیب کرے) کو جس قدر عطا فرمایا ہے وہ آفتاب سے زیادہ روشن اور ان کی سعیٔ بلیغ مقبول فی الدین اور ان کی تصانیف مبارکہ رد مبطلین سے مدلل اور مبرہن ہے اور بے شبہ مصداق میں مضمون حدیث ہذا کے ان اللہ جند کل بدعۃ کید بہا الاسلام ولیا من اولیائہٖ یذبُّ عن دینہٖ[۲] بے شک ہر بدعت و بدمذہبی جس سے اسلام پر داؤ کیا جائے اس کے مقابل اللہ کا لشکر اس کے اولیا میں سے کوئی ولی ہوتا ہے جو اس کے دین کا دفع کرتا ہے (رضوی)

حضرت مولانا کے فیضان کا ادنیٰ اثر یہ ہے کہ ان کے فرزند ارجمند صاحب ہمّت بلند جامع[۳] انحاء سعادت ماحی بدعت[۴] حامل[۵] لوائے شریعت قرۃ العین[۶] العلماء مولوی حامد رضا خان صاحب طول عمرہ وزید قدرہٗ (ان کی عمر طویل اور عزت زیادہ ہو۔

---

(۱) یہ معاینہ حضرت موصوف نے حضرت حسن میاں کے دور اہتمام میں فرمایا۔ حسن میاں کا سال وصال ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء اور منظر اسلام کا سال بنیاد ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۴ء ہے اور یہ معاینہ انھیں تین سالہ مدت کے درمیان ہوا۔

(۲) مطلب یہ ہے کہ حدیث میں اہل حق اور حامیان دین کی جو صفتیں بتائی گئی ہیں وہ ان میں موجود ہیں۔

(۳) ہر قسم کی خوبیوں فیروزمندیوں کے جامع

(۴) بدعت کو مٹانے والے

(۵) شریعت کے علمبر دار

(۶) نگاہ علما کی ٹھنڈک

رضوی) نے ایک مدرسہ خاص اہلسنت کے بنام ''منظر اسلام'' ① بنیاد ڈالی جسکی صرف بریلی والوں کے نہیں بلکہ تمام اہلسنت ہندوستان کے واسطے اشد ضرورت تھی اس کے وجوہ اور خوبیاں روداد مدرسہ اوراس کے مقاصد کے ملاحظہ سے مفصل ہوں گی۔

بتقریب امتحان سالانہ مدرسہ مذکور حسب الطلب فقیر راقم الحروف وہاں حاضر ہوااوراحوال مدرسہ اور مدرسین اور مبلغ علوم طلبہ اورطرز تعلیم سے واقف ہوا۔ ہر قسم کے طلبہ مبتدی ومتوسط ومنتہی کے متعدد جلسۂ امتحان میں شریک اورعلوم دینیہ ضروریہ معقول و منقول خصوصاً علم تفسیر وحدیث وفقہ وسیر واصول وغیرہا میں امتحان کی کیفیت پر مطلع ہوا۔ الحمدللہ کہ ببرکت حسن سعی مدرسین اور خوبی انتظام ناظمین اکثر طلبہ علوم دین کومستعد اوراس بشارت کے مبشر پایا۔ لایزال اللہ یغرس فی ھٰذا الدین غرسًا یستعملھم فی طاعتہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ اس دین میں کچھ پودے لگاتا رہے گا۔ جن سے اپنی طاعت میں کام لیگا (رضوی) بالخصوص منتہی طلبہ کی علو ہمت اورحسن تقریر مطالب اورتحریرات فتاویٰ جو دیکھنے میں آئے اس سے نہایت شادمانی ہوئی۔

اللہ تعالیٰ اس مدرسہ کوحسن ترقی روزافزوں عطافرمائے ہمت عالی اورتوجہ خاص منتظم دفتر جناب مولانا حسن رضا خاں صاحب دام مجدہم سے امید کامل ہے کہ اس مدرسہ مبارکہ سے جسکی نظیر اقلیم ہند میں کہیں نہیں ہے۔ ایسی برکات فائض (جاری) ہوں جو تمام اطراف وجوانب کے ظلمات اور کدورت کو مٹائیں۔ اور ترویج عقائد حقہ منیفہ (بلند) اورملت بیضا شریفہ حنفیہ کے لئے ایسی مشعلیں روشن ہوں جن سے عالم منور ہو۔

---

① دار العلوم منظر اسلام رضانگر سوداگران بریلی شریف ۱۳۲۲ھ میں قائم ہوا۔

تمام اہلسنت کو واسطے توجہ خاص اور شرکت عام اس مدرسہ کے محدثین فقہا، محققین اور ائمہ دین کیلئے یہ ہدایت لبس ہے۔ ھٰذا العلم دین فانظر واعمن تاخذون دینکم۔ یہ علم (یعنی قرآن وحدیث فقہ وغیرہ کا علم) دین ہے۔ لہذا تم دیکھ لو کہ اپنا دین کس سے حاصل کر رہے ہو (رضوی) اور یحب الصلابۃ فی الدین دین میں تصلب لازم ہے (رضوی) واللہ سبحانہ الموفق والمعین۔ فقط

کتبہ حسیب احمد نوری جماعتی غفرلہٗ القوی۔ خادم الجامعۃ الاسلامیہ گنج قدیم رامپور یوپی۔ مورخہ ۲۴ صفر مظفر ۱۴۰۸ھ بروز دوشنبہ شریف مطابق ۱۹/۱۰/اکتوبر ۱۹۸۷ء

اس مشاہداتی رپورٹ سے برکوچک ہندوستان میں منظر اسلام کی خدمات عالیہ، برکات جاریہ اور طلبا کا معقول ومنقول میں علوم نافعہ کا علم ہوا۔ حضرت مولانا سراج الدین شاہ سلامت اللہ قدس سرہ نے اپنی مندرجہ بالا رپورٹ میں امام احمد رضا کے ادنیٰ فیضان کے نتیجے میں حجۃ الاسلام کو منظر اسلام کا بانی قرار دیا۔ حضرت مولانا حسن رضا خاں صاحب بریلوی (م ۱۳۲۶ھ) کے حسن اہتمام کو سراہا اور منظر اسلام کو بے نظیر مدرسہ فرمایا۔

حجۃ الاسلام منظر اسلام میں بحیثیت محدث بریلوی اور صدر المدرسین

آپ یہ پہلے ہی پڑھ چکے ہیں کہ حجۃ الاسلام نے اپنے والد نامدار امام احمد رضا کی زندگی ہی میں طلبہ کو پڑھایا۔ اور آپ نے آپ کے تلامذہ کو سند سے بھی نوازا۔ انھیں ایام میں حضرت مولانا حسنین رضا خاں خلیفۃ امام احمد رضا اور حضرت مفتی اعظم ہند جانشین امام احمد رضا کو آپ نے پڑھایا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے پڑھانے کا سلسلہ کبھی جزوی اور کبھی کلی طور پر جاری رکھا۔

حضرت مولانا رحم الٰہی صدر المدرسین اور محدث منظر اسلام استاذ حضرت مفتی اعظم ہند کے ۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۶ء میں بریلی سے میرٹھ چلے جانے کے بعد منظر اسلام میں نہ صرف حدیث بلکہ معقول و منقول کے اعلیٰ درجات کی کتابیں بھی آپ نے ایسی پڑھائیں کہ شاید و باید ـــــ ہر درجہ میں پڑھنے والوں کا ہجوم رہا۔ اور آپ کی مصروفیات میں خاصہ اضافہ رہا۔ آپ نے اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرمایا ''اس سال بوجہ حدیث شریف پڑھانے کے فقیر کو قطعاً فرصت نہ ملی۔ درمیان سال میں مدرس اول دار العلوم منظر اسلام بعض احباب کے اصرار سے میرٹھ کو بھیج دیئے گئے، درس فقیر کے سر (۱) رہا''۔ (۲)

تدریس کے ساتھ ہی جب بھی موقع میسر آیا آپ نے اپنے والد ماجد سے استفادہ کا سلسلہ جاری رکھا۔ چناں چہ امام احمد رضا نے جب علم توقیت موجدانہ انداز میں پڑھانا شروع کیا تو حجۃ الاسلام بھی مولانا ظفر الدین بہاری مولانا حکیم سید شاہ عزیز غوث وغیرہم کے ساتھ شریکِ درس رہے (۳)

آپ کا کام اس کے علاوہ امام احمد رضا کیلئے اندر سے کتابیں نکال کر لانا اور سندوں کی عبارتیں تلاش کر کے پیش کرنا بھی تھا۔ آپ کی یہ خدمت ۱۳۲۶ھ تک جاری رہی۔ تا آنکہ حضرت مولانا حسن رضا خاں حسن بریلوی کے وصال کے بعد منظر اسلام کا اہتمام آپ نے سنبھال لیا پھر امام احمد رضا کی خدمت میں کتابیں پیش کرنے اور سندوں کی تلاش کا کام مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفٰی رضا خاں کے سپرد ہوا۔ (۴)

---

(۱) تفسیر وحدیث اصول وفقہ کلام و منطق و فلسفہ ریاضی وغیرہا میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ آپ کا درسِ بیضاوی، شرح عقائد، شرح چغمنی بہت مشہور تھا۔

حجۃ الاسلام نمبر رضائے مصطفٰی گوجرانوالہ ۱۳۷۹ھ/ ۱۹۵۹ء ص ۳۰

(۲) مولوی وزارت رسول حامدی کے نام حجۃ الاسلام کے مکتوب کی فوٹو کاپی راقم الحروف نے جناب وجاہت رسول قادری سے حاصل کر لی ہے۔

(۳) مولانا ظفر الدین فاضل بہاری حیات اعلیٰ حضرت ص ۱۵۹

(۴) مولانا حسنین رضا خاں سیرت اعلی حضرت ص ۱۱۶۔۱۱۹

دار العلوم منظر اسلام کا شاندار اجلاس

تاریخ گواہ ہے کہ دار العلوم منظر اسلام کے یوم تاسیس سے آج تک اس کا ہر سالانہ اجلاس فقید المثال رہا ہے۔ مگر ان سطور میں ۲۱/۲۲/۲۳ شعبان ۱۳۵۲ھ مطابق ۹/۱۰/۱۱ دسمبر ۱۹۳۴ء کے شاندار اجلاس کی تیاریوں اس میں مدعوین علما مشائخ اور عمائدین کا مختصر ذکر کیا جارہا ہے۔ تاکہ حجۃ الاسلام کا منظر اسلام کے زریں دور اہتمام کا منظر آنکھوں میں آجائے۔ اور آپکے غیر منقسم ہندوستان میں عظمت وشہرت کا اندازہ ہوسکے۔ اور یہ بھی معلوم کیا جاسکے کہ ان ایام میں افاضل مدرسین علمائے عاملین اور طلبائے کاملین سے منظر اسلام کا منظر کتنا دلکش ہوگا۔ حضرت حجۃ الاسلام کے مندرجہ ذیل مکتوب سے آپ کی مصروفیات اور کاوشوں کا اندازہ بخوبی کیا جاسکتا ہے۔ آپ نے تحریر فرمایا۔ ”یہاں آج کل دار العلوم کے جلسہائے سالانہ کے انتظامات زیر نظر ہیں۔ مجالسِ شوریٰ کا انعقاد ہورہا ہے اور سارے عمائدِ شہر کی توجہ منعطف ہے۔ اس سال نتیجہ امتحان بہترین صورت میں دکھایا جانا قرار پایا ہے۔ بیس طالب علم دستار فضیلت کے قابل تیار ہوئے ہیں، روسائے شہر کی رائے ہے کہ گورنر یوپی حافظ احمد سعید خاں صاحب (جو میری ملاقات کے اشتیاق میں دو مرتبہ بریلی آئے۔ اور میرے موجود نہ ہونے کے باعث ملاقات نہ ہوسکی) چوں کہ اک مسلمان گورنر ہیں لہذا جلسہ سالانہ میں انھیں دعوت دی جائے۔ اور نواب سر مزمل اللہ خاں اور سر محمد یوسف وغیرہ عمائد ہند اور مشائخ میں سے جناب دیوان صاحب اجمیر مقدس اور پیر جماعت علی شاہ صاحب پیر پنجاب وغیرہ منتخب حضرات کو بلایا جائے۔ جسکے مصارف کا تخمینہ تقریباً ۹۰۰ کیا گیا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ بخیر انجام پہنچائے۔ اور جلسہ دار العلوم کو نتیجہ خیز کرے“۔ (۱)

---

(۱) مولوی وزارت رسول حامدی کے نام حجۃ الاسلام کے مکتوب کی فوٹو کاپی راقم الحروف نے جناب وجاہت رسول قادری سے حاصل کرلی ہے۔

مشاہیر خلفا

حضرت حجۃ الاسلام جامع الکمالات بزرگ تھے۔ آپکے مریدین اور خلفا غیر منقسم ہندوستان کے ہر علاقے میں پائے جاتے تھے[1] آپ کا سلسلہ آپ کے خلف اکبر حضرت مفسر اعظم ہند مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں کے خلفا اور صاحبزادگان سے یورپ، افریقہ کے علاوہ ماریشس میں بھی خوب پھیلا۔ ان سطور میں حضرت حجۃ الاسلام کے مشاہیر خلفا کے نام ہدیۂ ناظرین ہیں۔

۱۔ مولانا ظہیر الحسن اعظمی مدفون اودے پور
۲۔ مولانا حافظ محمد میاں صاحب اشرفی رضوی علیم آباد۔ اہیاری ضلع دربھنگہ بہارم ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۵ء
۳۔ مولانا عنایت محمد خاں غوری فیروز پوری
۴۔ مولانا مفتی ابرار حسن صدیقی تلہری مدفون تلہر ضلع شاہجہاں پور
۵۔ مولانا ولی الرحمٰن پوکھریروی مظفر پوری م ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۱ء
۶۔ مولانا حماد رضا خاں نعمانی میاں بریلوی خلف اصغر مدفون کراچی ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء
۷۔ مولانا قاری احمد حسین فیروز پوری مدفون گجرات م ۱۳۷۹ھ/۱۹۶۰ء
۸۔ مولانا سردار ولی خاں عرف عزو میاں بریلوی مدفون ملتان
۹۔ مولانا حشمت علی خاں لکھنوی مدفون پیلی بھیت م ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۰ء
۱۰۔ مولانا سید ابو الحسنات محمد احمد الوری مدفون دربار داتا لاہور م ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۱ء
۱۱۔ محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد لائل پوری م ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء
۱۲۔ مولانا شاہ محمد اجمل سنبھلی م ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء

---

[1] حضرت سید شاہ آل رسول صاحب قدس سرہ کا سلسلہ حضرت کے خاتم الخلفاء، فخر العلماء شاہ عبد المصطفٰے حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ اور ان کے خلیفہ وخلف وصاحب سجادہ جناب مولانا مولوی محمد خاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ وزاد فی علمہ وعملہ وفضلہ سے جاری ہے۔ اس سلسلہ کے بھی کثیر مریدین وصاحب سلسلہ بلاد عرب وعجم وہند میں ہیں۔ تاج العلماء سید محمد میاں قادری خاندان برکات ص ۸۸

۱۳۔ مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں صاحب سجادہ خلف اکبر م ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء

۱۴۔ مولانا سید ریاض الحسن شاہ صاحب جودھپوری مدفون حیدر آباد سندھ م ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء

۱۵۔ مولانا مفتی محمد اعجاز ولی خاں رضوی بریلوی مدفون لاہور م ۱۳۹۳ھ/ ۱۹۷۳ء

۱۶۔ مجاہد ملت مولانا شاہ محمد حبیب الرحمن قادری دہام نگری م ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء

۱۷۔ محدث بریلی مولانا محمد احسان علی مظفر پوری م ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۲ء

۱۸۔ مولانا محمد سعید شبلی فیروز پوری م ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۲ء

۱۹۔ مداح الرسول صوفی عزیز احمد بریلوی م ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۴ء

۲۰۔ مولانا ریحان رضا خاں رحمانی میاں بریلی نبیرۂ اکبر م ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء

۲۱۔ مولانا شاہ رفاقت حسین مفتی اعظم کانپور امین شریعت بہار م ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء

۲۲۔ مولانا رضی احمد ماہر رضوی مدھوبنی بہار

۲۳۔ مولانا شاہ ابوسہیل انیس عالم امین شریعت بہار

۲۴۔ مولانا قاضی فضل کریم قاضی شریعت بہار

۲۵۔ شیخ الحدیث مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی م ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء

۲۶۔ یادگار سلف مولانا الحاج تقدس علی خاں رضوی بریلوی مدفون پیر جو گوٹھ سندھ

۲۷۔ راقم الحروف محمد ابراہیم خوشتر صدیقی قادری رضوی بانی و سربراہ سنی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل [۱]

۲۸۔ مولانا مفتی ظفر علی نعمانی، کراچی [۲]

۲۹۔ مولانا سید محمد علی اجمیری مقیم حیدر آباد سندھ

۳۰۔ مولانا محمد علی آنولوی

---

(۱) راقم الحروف فقیر قادری سگ بارگاہ رضوی محمد ابراہیم خوشتر صدیقی، سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں قطب مدینہ مولانا شیخ ضیاء الدین قادری سے سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ نوریہ میں حضور مفتی اعظم ہند سے اور سلسلہ عالیہ نوریہ رضویہ حامدیہ میں مولانا مفتی محمد اعجاز ولی خاں، مفسر اعظم ہند مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں اور حضرت مولانا الحاج تقدس علی خاں رضوی قدست اسرارہم سے ماذون و مجاز ہے۔

داد او را قابلیت شرط نیست   بلکہ شرط قابلیت داد اوست

(۲) ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ۔ حجۃ الاسلام نمبر ۱۳۷۹ھ/ ۱۹۵۹ء، ص ۸

تصنیفات

آداب سحر گاہی ہوں یا مصروفیات خانقاہی، درس و تدریس کے اوقات ہوں یا ملی مسلکی معاملات۔ ان گوناگوں مشاغل کے باوجود جب کبھی بھی موقع میسر آتا آپ اپنے والد ماجد کی روش کے مطابق فتویٰ نویسی میں متوجہ ہوجاتے اور تصنیف و تالیف کا کام بھی جاری رکھتے۔

اس میں شک نہیں کہ آپ نے اپنی پوری زندگی میں بہت سے فتوے لکھے۔ درسی اور مسلکی ضرورت کے مطابق کتابیں بھی تصنیف فرمائیں۔ نعت گوئی میں تو آپ کو شغفِ تام تھا مگر آپ کا علمی اور قلمی ذخیرہ عدم تحفظ کی نذر ہو گیا۔ راقم الحروف آپ کے ذخیرۂ نعت سے ''بیاض پاک حجۃ الاسلام'' کے تاریخی عنوان سے ایک اور منقبت ''ذریعہ التجا''، جمع کرسکا۔ مندرجہ ذیل سطور میں آپ کی تصنیفات کی نامکمل فہرست پیش کی جارہی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ مجموعہ فتاویٰ قلمی

۲۔ الصارم الربّانی علی اسراف القادیانی (۱۳۱۵ھ)

۳۔ نعتیہ دیوان

۴۔ تمہید اور ترجمہ الدولۃ المکیہ ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء

۵۔ الاجازات المتینہ لعلماء بکۃ والمدینہ ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۰۶ء

۶۔ تمہید کفل الفقیہ الفاہم ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۰۶ء

۷۔ تاریخی نام، خطبہ الوظیفۃ الکریمہ ۱۳۳۸ھ

۸۔ سد انصرار قلمی

۹۔ سلامۃ اللہ لاہل السنۃ من سبیل العناد والفتنہ ۱۳۳۲ھ/ ۱۹۱۳ء

۱۰۔ حاشیہ ملا جلال قلمی

۱۱۔ کنز المصلی پر حاشیہ ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء

۱۲۔ اجلی انوار الرضا ۱۳۳۴ھ ۱۹۱۵ء

۱۳۔ آثار المبتدعین لہدم حبل اللہ المتین۔ حیات اعلیحضرت ص ۶۱

۱۴۔ وقایہ اہلسنت، حاشیہ مکتوبات امام احمد رضا خاں ص ۵۳

اسفار

حضرت حجۃ الاسلام خانقاہ قادریہ رضویہ کے سجادہ نشین اور امام احمد رضا کے برحق جانشین تھے۔ آپ کی مصروفیات میں ملّی، ملکی، مسلکی، اور خانقاہی تقاضے سبھی کچھ شامل تھے۔ ہر سال شوال سے شعبان تک آپ پورے ہندوستان میں سرگرم عمل رہتے۔ پھر رمضان میں آپ کو مسلسل سفر بھی کرنا پڑتا۔ امام احمد رضا کی معیت میں آپ نے کئی سفر کئے۔ دربار حق وہدایت عظیم آباد پٹنہ کے تاریخ ساز جلسے منعقدہ ۷/۸/۹/۱۰/۱۱/۱۲/۱۳/رجب المرجب ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰ء میں شرکت کیلئے آپنے امام احمد رضا کی معیت میں سفر کیا۔ اور خدمت کی سعادت بھی حاصل کی۔ اور غالباً اسی سفر سے صوبہ بہار میں مسلسل آمدورفت اور خانقاہی تعلقات کا آغاز ہوا۔ جو تاحیات جاری رہا۔

پھر امام احمد رضا کی معیت میں ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۵ء کے سفر حج کا شاندار موقع میسّر آیا۔ حرمین طیبین میں آپ کے علمی اور عملی کارنامے ظاہر ہوئے۔ عالم اسلام میں آپ جانے پہچانے گئے۔ پھر امام احمد رضا ہی کی معیت میں جبلپور کا پہلا سفر کیا۔ ۲۶/جمادی الاخریٰ ۱۳۳۷ھ ۲۹ مارچ ۱۹۱۹ء بروز ہفتہ بعد نماز عشا بمقام عیدگاہ کلاں تین ہزار کے اجتماع میں آپ کا خطاب عام ہوا۔ اسی تاریخی جلسہ میں امام احمد رضا نے مولانا مفتی محمد برہان الحق جبل پوری کی دستار بندی کی۔ جسکی تکمیل حجۃ الاسلام کے ہاتھوں ہوئی۔ (مفتی محمد برہان الحق جبل پوری اکرام امام احمد رضا ص ۶۷۔۶۸) اس جلسے میں آپ اپنا پہلا مدلل اور جامع خطاب فرمارہے تھے۔ سامعین ہمہ تن گوش تھے کہ امام احمد رضا تشریف لے آئے۔ آپ کی تقریر سُن کر بہت مسرور ہوئے، داددی اور کلماتِ تحسین فرمائے۔ زندگی بھر آپ کے بیانات کی بنارس، کلکتہ، مظفر پور، اودے پور، چتوڑ، کان پور، لاہور، یوپی، سی پی، اور بہار کے شہروں میں دھوم رہی، لوگ آپ کی تقریر سُنتے سر دُھنتے اور تائب ہوتے۔

(ہفت روزہ رضائے مصطفےٰ حجۃ الاسلام نمبر ۱۳۷۹ھ/ ۱۹۵۹ء، ص ۳)

اسی طرح آپ نے دارالعلوم مصباح العلوم اشرفیہ مبارکپور میں خطاب فرمایا تو سامعین دنگ رہ گئے۔ مولانا قاری مصلح الدین صدیقی م ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء اپنی آنکھوں دیکھی رپورٹ

میں لکھتے ہیں۔ ’’وہابیہ اور شیعہ حضرات نے یہ کہا کہ ایسی نورانی صورت آج تک دیکھی نہ گئی۔ اور نہ ایسی مدلل تقریر سُنی‘‘۔ معارف رضا کراچی ص ۲۰۳۔

سفرِ لکھنؤ

یہ سفر وسیلہ ظفر تاریخ کے صفحات میں ہنوز محفوظ اور الاستقامۃ فوق الکرامہ کا بڑا روشن دستاویز ہے۔ اندازہ کیجئے فرنگی محل لکھنؤ کا تاجدار علم وفن مولانا محمد علی جوہر کا مرشد زمن حضرت مولانا شاہ عبد الباری فرنگی محل قدس سرہٗ م ۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۶ء لکھنؤ کے اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر اپنے تدریسی خانقاہی اور سیاسی دوستوں کے جم غفیر کے ساتھ استقبال کیلئے تشریف فرما ہیں۔ اور حجۃ الاسلام خادم الحرمین کے جلسہ میں شرکت کے لئے علما کی معیت میں وارد ہوئے۔ مولانا فرنگی نے بڑھکر خوش آمدید کہا۔ مگر چشم فلک یہ نظارہ دیکھتی رہ گئی۔ اور مجمع ششدر رہ گیا کے حجۃ الاسلام نے مصافحہ کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت مولانا عبد الحفیظ سابق مفتی اعظم آگرہ م ۱۳۷۷ھ / ۱۹۵۸ء مدفون ملتان اپنا آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہیں۔ حضرت مولانا عبد الباری رحمۃ اللہ علیہ سے زمانہ خلافت میں کچھ باتیں سرزد ہوگئیں۔ ان پر اعلیٰ حضرت نے گرفت فرمائی۔ آخر کار وصال سے کچھ پہلے خدام الحرمین کے جلسہ میں علما بریلی شریک ہوئے۔ اس وقت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا عبد الباری صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مصافحہ نہ کیا۔ اور اُن کے یہاں قیام سے بھی انکار کر دیا اور فرمایا کہ اعلیٰ حضرت نے آپ پر جو اعتراضات کئے ہیں ان باتوں سے رجوع کیجئے۔ چناں چہ حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین رحمۃ اللہ علیہ کی کوشش سے تحریر دی۔ اس کے بعد حضرت مولانا حامد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود فرنگی محل گئے۔ دونوں میں مصافحہ و معانقہ ہوا۔ حضرت مولانا حامد رضا خاں نے حضرت مولانا عبد الباری کے ہاتھ چومے۔ اس لئے کہ وہ صحابی کی اولاد میں ہیں۔ اور وہیں قیام فرمایا۔ فقیر اس موقع پر موجود تھا۔ اسی خوشی میں دار الشفاء کی برفیاں آئیں۔ اور با قاعدہ فاتحہ ہوئی اور تقسیم ہوئیں۔ (شمع ہدایت ص ۹۳ ـ ۹۴ مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی)

سفر لاہور

لاہور کا فیصلہ کن مناظرہ نہ صرف تاریخی بلکہ مسلکِ اہل سُنّت کی اعتقادی دنیا میں بڑی بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ مناظرہ دیوبندیوں کے مولانا اشرف علی تھانوی سے ہونا قرار پایا۔ تا کہ اس فتنۂ اختلاف کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے۔ جس کیلئے امام احمد رضا کی زندگی میں کئی بار کوشش کی گئی۔ خصوصاً مراد آباد میں تو تھانوی صاحب کو امام احمد رضا نے آخری دعوتِ ملاقات بھی دی۔ جس میں صرف تحریری گفتگو کی شرط تھی۔ اس کیلئے ۲۷ رصفر ۱۳۲۹ھ کی تاریخ بھی مقرر کر دی گئی۔ اس کا تفصیلی ذکر رسالہ ''دافع الفساد عن مراد آباد'' میں موجود ہے۔ اس موضوع کی اہمیت کے پیش نظر امام احمد رضا کا مندرجہ ذیل مکتوب قابل مطالعہ ہے اور اس باب میں حرف آخر ہے۔

نقل مفاوضۂ عالیہ امام بریلوی قدس سرہٗ
بنام
مولوی اشرف علی صاحب تھانوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؛ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ فقیر بارگاہ عزیز قدیر عز جلالہ، تو مدّتوں سے آپ کو دعوت دے رہا ہے، اب حسب معاہدہ قرار داد مراد آباد پھر محرک ہے۔ کہ آپ سوالات و مواخذات حسام الحرمین کی جواب دہی کو آمادہ ہوں۔ میں اور آپ جو کچھ کہیں لکھ کر کہیں اور سنا دیں اور وہی دستخطی پرچہ اسی وقت فریقین مقابل کو دیتے جائیں کہ فریقین میں سے کسی کو کہہ کے بدلنے کی گنجائش نہ

رہے معاہدہ میں ۲۷ رصفر مناظرہ کے لئے مقرر ہوئی ہے۔ آج پندرہ کو اس کی خبر مجھ کو ملی، گیارہ روز کی مہلت کافی ہے۔ وہاں بات ہی کتنی ہے۔ اسی قدر کہ یہ کلمات شان اقدس حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں توہین ہیں یا نہیں؟ یہ بعونہ تعالےٰ دو منٹ میں اہل ایمان پہ ظاہر ہوسکتا ہے۔ لہٰذا فقیر اس عظیم ذوالعرش کی قدرت و رحمت پر توکل کر کے یہی ۲۷ رصفر روز جاں افروز دوشنبہ اس کیلئے مقرر کرتا ہے۔ آپ فوراً قبول کی تحریر اپنی مہری دستخطی روانہ کریں۔ اور ۲۷ صفر کی صبح مراد آباد میں ہوں ______ اور آپ بالزات اس امر اہم و اعظم دین کو طے کرلیں اپنے دل کی آپ جیسی بتا سکیں گے وکیل کیا بتائے گا۔ عاقل بالغ مستطیع غیر محذرہ کی توکیل کیوں منظور ہو۔ لہذا یہ معاملہ کفر و اسلام کا ہے۔ کفر و اسلام میں وکالت کیسی۔ اگر آپ خود کسی طرح سامنے نہیں آسکتے اور وکیل ہی کا سہارا ڈھونڈیئے تو یہی لکھد یجئے۔ اتنا تو حسب معاہدہ آپ کو لکھنا ہی ہوگا کہ وہ آپ کا وکیلِ مطلق ہے۔ اس کا تمام ساختہ و پرداختہ قبول سکوت نکول عدول سب آپ کا ہے اور اس قدر اور بھی ضرور لکھنا ہوگا کہ اگر بعون العزیز القدر عزجلالہ آپ کا وکیل مغلوب یا معترف یا ساکت یا فار ہوا تو کفر سے توبہ علی الاعلان آپ کو کرنی اور چھاپنی ہوگی کہ توبہ میں وکالت ناممکن ہے اور اعلانیہ کی توبہ اعلانیہ لازم۔ میں عرض کرتا ہوں کہ آخر بار آپ ہی کے سر رہتا ہے کہ توبہ کرنی ہوئی تو آپ ہی پوچھے جائیں گے۔ پھر آپ خود ہی اس دفع اختلاف کی ہمت کیوں نہ کریں۔ کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے کو آپ تھے اور بات بنانے دوسرا آئے لا حول ولا قوۃ الا با اللہ العلی العظیم۔ آپ برسوں سے

ساکت اور آپ کے حواری رفع خجلت کی سعی بے حاصل کرتے
ہیں ہر بار ایک ہی جواب کے ہوتے ہیں۔ آخر بار کی یہ اخیر
دعوت ہے۔ اس پر بھی آپ سامنے نہ آئے تو الحمد اللہ میں فرض
ہدایت ادا کرچکا۔ آئندہ کسی کے غوغے پر التفات نہ ہوگا۔ منوا دینا
میرا کام نہیں اللہ عزوجل کی قدرت میں ہے واللہ یهدی من
یشاء الیٰ صراط مستقیم وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و
مولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین والحمد للہ رب العٰلمین

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

مہر

۱۵؍ صفر المظفر روز چہار شنبہ ۱۳۲۹ھ

علیٰ صاحبها وآله افضل الصلوة والتحية۔ اٰمین

مآل یہی ہوا کہ اکابر دیوبند گھبراتے رہے، خجالت وشرمندگی نبھاتے رہے۔ رجوع واتحاد کی راہوں سے گریز کیا۔ اور ایک بہت بڑا فتنہ باقی رہ گیا۔

قارئین آپ نے امام احمد رضا کا مکتوب گرامی پڑھا۔ اب اسی موضوع سے متعلق یہ بھی پڑھتے چلئے کہ بریلوی (اہلسنت) اور دیوبندی (فرقہ وہابیہ) کے اختلافات کیا ہیں۔ اس سلسلہ میں مشہور مؤرخ مولانا حکیم نجم الغنی رامپوری م ۱۳۵۱ھ/ ۱۹۳۲ء کی کتاب ''مذاہب الاسلام'' کی مندرجہ صفحات بڑی معلوماتی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

فرقہ وہابیہ کے بعض عقائد

مولوی فضل احمد مفتی شہر لودھیانہ لکھتے ہیں کہ وہابیہ کی دو قسمیں ہیں۔ ان میں سے ایک تو وہ ہیں جنہوں نے علانیہ ہم سے جدائی اختیار کرلی اور اجماع امت سے علیحدہ ہو کر تقلید شخصی کا انکار کردیا۔ ان سے ہم کو کچھ سروکار نہیں۔ مگر دوسری قسم کے وہابیہ ان کا فتنہ نہایت عظیم وضرر رسال ہے۔ یہ وہ

لوگ جو ظاہر میں بڑے زور سے دعوی کرتے ہیں کہ ہم مقلد اور پکّے حنفی ہیں اور تقلید امام کو تمام اصول وفروع میں واجب سمجھتے ہیں مگر عقائد میں اکثر غیر مقلدوں سے بالکل متفق ہیں۔ اس لئے امامت ان کی ناجائز اور وہ قابل نفرت ہیں۔ فہرست ان کے عقائد کی حسب ذیل ہے۔

① خدائے تعالیٰ کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔ ملخصا از رسالہ یکروزی مؤلفہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی صفحہ ۱۴۵ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی ۱۲۹۷ھ ہجری۔

(الف) اگر مراد از محال ممتنع لذاتہ است کہ تحت قدرت الہیہ داخل نیست پس لانسلم بلفظہ الخ۔ یکروزی وتقویۃ الایمان مطبوعہ مطبع نول کشور باردوم ۱۸۸۲ء۔

(ب) امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا۔ قدما میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہیں **ان اللہ علی کل شیئ قدیر** کے خلاف ہے، (بلفظ براہین قاطعہ ازمولوی خلیل احمد ساکن انبیٹھی صفحہ ۲ مطبوعہ مطبع ہلالی اسٹیم پریس ساڈھورہ ضلع انبالہ ۱۹۰۴ء۔ وصیانۃ الایمان ازمولوی محمد اسمٰعیل دہلوی)

② آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہیئے۔

(ملخصا تقویۃ الایمان صفحہ ۶۰)

③ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی شان کے سامنے چمار سے بھی ذلیل ہیں۔

(ملخصا ایضاً صفحہ ۱۴۔۱۹)

④ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے روبرو ایک ذرّۂ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔

(ملخصا ایضاً صفحہ ۵۵)

⑤ اللہ تعالےٰ جس کو چاہے گا اپنے حکم سے اس کا شفیع بنادے گا۔

(بلفظہ ملخصا ایضاً صفحہ ۳۳)

⑥ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حیات النبی نہیں مر کر مٹی ہو گئے۔

(بلفظہ ملخصا ایضاً صفحہ ۶۰)

⑦ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ قدرت نہیں اور نہ وہ سنتے ہیں۔

(ملخصا ایضاً صفحہ ۲۳۔۲۹۔۸۶)

⑧ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب خدا تعالیٰ کا دیا ہوا ماننا بھی شرک ہے

(ایضاً صفحہ ۱۰۔۲۶۔۲۷)

⑨ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بات کا بھی غیب داں جاننا شرک ہے۔

(ایضاً صفحہ ۲۷۔۵۸)

⑩ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مطہرہ کی فقط زیارت کو سفر کرنا شرک ہے

(ایضاً صفحہ ۱۰۔۴۰)

⑪ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مطہرہ کے سامنے تعظیم کے لئے کھڑا ہونا شرک ہے۔

(ایضاً صفحہ ۴۰۔۴۱۔۴۳)

⑫ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یا محمد رسول اللہ کہنا شرک ہے۔

(ملخصا ایضًا صفحہ ۲۳)

⑬ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظیر اور بھی پیدا ہونا ممکن ہے۔ (ایضاً صفحہ ۳۱)

⑭ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جملہ بنی آدم کے برابر ہیں۔

(بلفظہ براہین قاطعہ صفحہ ۳)

⑮ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شیطان کو علم زیادہ ہے۔

(ملخصا بلفظہ براہین قاطعہ صفحہ ۵۱)

⑯ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی کیا خصوصیت ہے ایسا علم تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔

(بلفظہ حفظ الایمان مؤلفہ مولوی اشرف علی تھانوی مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۲۹ھ صفحہ ۷)

⑰ خدا سے ہم کو کام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں۔

(بسط البنان مؤلفہ مولوی اشرف علی صفحہ ۷)

مصرعہ ''با خدا دا ریم کار و با خلائق کار نیست'' بلفظ

⑱ حق سبحانہ تعالےٰ کو جہت ومکان سے منزہ سمجھنا بدعت و گمراہی ہے

(ملخصاً ایضاح الحق از مولوی محمد اسمعیل دہلوی۔ صفحہ ۲۴۔ مطبوعۂ مطبع فاروقی دہلی ۱۲۹۷ ہجری)

۱۹ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مولود شریف کرنا اور قیام تعظیمی کے لیے کھڑا ہونا بدعت وشرک ہے۔ اور بمثل کنہیا کے جنم کے ہے۔ (ملخصاً فتویٰ مولوی رشید احمد صفحہ ۱۳۔ براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد صفحہ ۲۲۶)

۲۰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز میں خیال آنا بیل اور گدھے سے بدتر ہے۔

(بلفظہ صراط مستقیم از مولوی محمد اسمٰعیل صفحہ ۸۶۔ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۰۸ھ)

۲۱ کعبہ شریف میں جو چار مصلے بنائے گئے ہیں وہ مذموم ہیں۔

(بلفظہ سبیل الرشاد۔ مؤلفہ مولوی رشید احمد)

۲۲ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فاتحہ بارہویں شریف کی شیرینی میلاد شریف اور گیارہویں شریف حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا کھانا حرام ہے۔ مثل ہنود

(فتوائے مولوی رشید احمد صفحہ ۱۶۔۱۷)

۲۳ ختم فاتحہ بزرگان مثل سوم، دہم، چہلم وغیرہ کو ہنود کی رسم بیان کرتے ہیں۔

(براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی)

یکسر ہزار سودا

آپ کی سفری مصروفیات کا اندازہ ۱۳۵۲ھ/ ۱۹۳۴ء کے اس مکتوب سے بھی ہوگا۔ جس میں لاہور کے جلسئہ مذکور میں شرکت کا بھی ذکر ہے۔ آپنے تحریر فرمایا۔ ’’نیز لاہور میں انجمن حزب الاحناف کے جلسے مقرر ہیں جہاں میری صدارت کی اشاعت کردی گئی اور میں وعدۂ شرکت کر چکا ہوں۔ پھر فیروز پور کے احباب نے اصرار کیا ہے کہ میں لاہور سے وہاں آؤں۔ اور ایک شادی چند ماہ سے صرف میرے آنے پر ملتوی رکھی ہے جب میں وہاں پہونچوں گا تو تقرر تاریخ ہوگا۔ اور تقرر تاریخ میرے ہی ذمہ رکھا ہے۔ راہ میں امرتسر کے بعض احباب مصر ہیں کہ یہاں بھی قیام ہو۔۔۔۔۔۔ غرضً یکسر ہزار سودا‘‘۔ [1]

---

[1] وجاہت رسول قادری ابن مولوی حاجی وزارت رسول حامدی کے نام مکتوب کی موصولہ فوٹو کاپی۔

لاہور میں آپ کا قیام

حضرت حجۃ الاسلام کا لاہور میں قیام عموماً حضرت شاہ محمد غوث قادری کے مزار پر انوار پر ہوتا۔ لوگ جوق در جوق آپ کی خدمت میں یہاں حاضر ہوتے اور خوب خوب استفادہ کرتے آپ کے مرید ہوتے۔ علما آپ سے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ نوریہ میں ماذون ومجاز ہوتے مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد لاہوری کو بھی آپ نے ماذون ومجاز فرمایا۔ ۱۹۲۳ء میں امتحان کے لئے جامعہ نعمانیہ میں ۱۹۳۴ء میں حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب محدث الوری امیر انجمن حزب الاحناف لاہور کے عرس چہلم میں لاہور تشریف فرما ہوئے۔ اس کے علاوہ آپ برابر ۱۹۲۶ء سے ۱۹۳۴ء تک حزب الاحناف کے جلسے کی صدارت کے لئے لاہور آتے رہے۔ اور فیصلہ کن مناظرہ پر آپ کا یہ سفر لاہور اپنے حسن اختتام کو پہنچا۔[1] بہر حال آپ کا سفر مسلکی ہو یا ملّی۔ یوم مسجد شہید گنج کے لئے لاہور کا ہو یا نجدیوں کے خلاف جلسہ خدام الحرمین میں شرکت کے لئے لکھنؤ کا ہو۔ ہندوستان کے طول وعرض میں تادم اخیر ۶۲ ۱۳ھ/ ۱۹۴۳ء تک جاری رہا۔ (انوار امیر ملت۔ محمد صادق قصوری ۶۶)

امرتسر کے پندرہ روزہ اخبار الفقیہ نے بریلی اور پیلی بھیت میں ۱۵ اور ۱۶ جون کو نجدیوں کی مذمت میں ہونے والے دو جلسوں کی کارروائی بڑی تفصیل سے شائع کی ہے۔

پیلی بھیت میں تشریف آوری

پیلی بھیت حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی م ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۶ء کی قیام گاہ تھا اور محدّث سورتی کو امام احمد رضا سے جو مودت ومحبت تھی وہ شہرہ آفاق۔ پھر صاحبزادہ محدّث سورتی مولانا عبدالاحد امام احمد رضا کے شاگرد اور خلیفہ تھے۔ امام احمد رضا ہی نے آپ کو سلطان الواعظین کے خطاب سے نوازا۔ آپ کو سفر حج میں بھی امام احمد رضا اور حجۃ الاسلام کی معیت کا شرف حاصل رہا۔

---

[1] محمد دین کلیم قادری۔ تذکرہ مشائخ قادریہ ص ۲۵۳۔ ہفتہ وار رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ ص ۳، ۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۹ھ

اور یہ حجۃ الاسلام کا بڑا اعزاز تھا اور الولد سرّ لابیہ کا اظہار کہ محدث سورتی کی نماز جنازہ آپ ہی نے پڑھائی ① انھیں خصوصیات کے پیشِ نظر حجۃ الاسلام کا پیلی بھیت میں آنا جانا تھا۔ حضرت مانا میاں قادری رضوی نبیرۂ محدّث سورتی رقمطراز ہیں۔

''وہ بائیس سال میں دس بارہ مرتبہ پیلی بھیت تشریف لائے اور اپنے والد ماجد کی عادت کے مطابق سب سے پہلے حضرت محدّث سورتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر فاتحہ کے لیے تشریف لے جاتے اور دو ہی جگہ قیام فرماتے۔ سلطان الواعظین مولانا عبدالاحد کے مکان پر یا مولوی عبدالحق صاحب کرگہنوی م ۲ ۱۹۳ء/ ۱۳۵۰ھ کے یہاں۔ آخر میں ان دونوں حضرات کی وفات کے بعد آپ کا قیام مولوی محمد ابراہیم صاحب کی کوٹھی میں محدّث سورتی کے مزار کے قریب ہوا کرتا تھا۔ پیلی بھیت میں آپ کی تشریف آوری اور چند روز قیام مسلمانوں کے لئے بڑی خوشی کا باعث ہوتے تھے۔ ہر آن اہل عقیدت گھیرے رہتے تھے اور قدم قدم پر لوگ پروانہ وار نثار ہوتے تھے۔ اعلیٰ حضرت کی تعلیمات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اہلبیت، صحابہ کرام اور بزرگانِ دین کے ادب و احترام کے قیام میں آپ ہمیشہ مصروف، منہمک رہے اور اعلیٰ حضرت کے قیام کردہ مدرسہ اور انکی تصانیف، فتاویٰ کی ترتیب واشاعت کی جانب خصوصی توجہ فرماتے رہے۔ آپ کی حیات میں اعلیٰ حضرت کی وفات اور جدائی کا غم بڑی حد تک لوگ محسوس نہیں کرتے تھے۔'' سوانح اعلیٰ حضرت بریلوی مطبوعہ کراچی ۱۹۷۰ء ص ۷۰

اودے پور میں نزول اجلال

اودے پور میواڑ راجستھان کو شرف رہا ہے کہ سارا کا سارا علاقہ حضرت حجۃ الاسلام کے گیسوئے ارادت کا اسیر تھا۔ اور آپ کی روحانی مملکت کی راجدھانی۔ یہاں آپ کا قیام مسلسل رہتا۔ لوگ شب وروز دیوانہ وار آپ کی زیارت سراپا کرامت کرتے، پروانہ وار نثار ہوتے۔ زائرین کے سیلاب رواں میں آپ کا روئے تاباں زیارت گاہ عالم ہوتا۔ اس منظر کی چشمدید رپورٹ پڑھئے۔

① خواجہ رضی حیدر۔ تذکرہ محدث سورتی۔ ص ۱۹۶ مطبوعہ کراچی پاکستان

''بارہ سال کی عمر میں پہلی بار حجۃ الاسلام کی زیارت کا شرف مجھے حاصل ہوا۔ اودے پور سلاوٹ واڑی محلہ کی جامع مسجد میں مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ انسانوں کا ایک سیلاب حجۃ الاسلام کی زیارت کے لئے رواں دواں دیکھا۔ اور اتنے عظیم اجتماع میں مجھے بھی حجۃ الاسلام کی ایک جھلک دیکھنے کا موقع نصیب ہوا۔ اس سے پہلے میری آنکھوں نے ایسا گورا اور نورانی چہرہ نہیں دیکھا تھا۔ بس ایک ہی جھلک ہر بڑے اور چھوٹے کو مبہوت کر دیتی تھی۔ اور ہر آنے والا حلقۂ ارادت میں داخل ہو کر (مرید ہو کر) ہی لوٹ پاتا تھا۔ چونکہ ہزاروں لاکھوں اس فیض سے استفادہ کر رہے تھے۔ لہذا کپڑے کی ململ جو کئی گزوں پر مشتمل ہوتی تھی وہ لمبی کر دی جاتی تھی۔ اور لوگ اس طرح ململ کپڑے کو پکڑ لیتے تھے اور حلقہ ارادت میں داخل ہوتے جاتے تھے۔ یہ عمل گھنٹوں جاری رہتا تھا۔ ایک ایسی کشش آپ کے وجود میں موجود تھی جو نہ صرف مسلمانوں بلکہ کئی غیر مسلموں کو اسلام کی سعادت حاصل ہونے کا سبب ہوتی اور یہ فیضان جب تک وہ ذات اودے پور میں رہی یہ سلسلہ بڑھتا ہی گیا۔''

اودے پور میں آپ کا فیضان

آپ کے اودے پور دورہ کے بعد بیس سال کی عمر تک میں نے دیکھا کہ اودے پور میں ایک بھی وہابی ڈھونڈنے سے نہیں مل پاتا تھا۔ اور ۱۹۴۸ء جب میں پاکستان آگیا تو پھر تقریباً ہر سال اودے پور اور اجمیر شریف عرس میں حاضری کی سعادت حاصل رہی ہر گھر میں محفل میلاد اور صلوٰۃ وسلام کی برکتیں آج بھی وہاں موجود ہیں۔ ①

یہ واقعہ ہے کہ آپ کا سفر ہندوستان کے ہر علاقے میں ہوتا اور جہاں ہوتا وسیلۂ ظفر ہوتا۔ اور ہر جگہ ارادت وزیارت کا منظر دیدنی ہوتا۔

---

① راقم الحروف کے نام جناب قمر الدین احمد انجم صدر پاکستان نعت کونسل کراچی کا گرامی نامہ

''اے تماشا گاہ عالم روئے تو''

ہندوستان کے اکابر علما کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ نگاہوں نے حجۃ الاسلام سے زیادہ حسین چہرہ نہیں دیکھا۔ پھر اس پر لباس کی سج دھج مزید بر آں تھی۔ جو لباس بھی آپ زیب تن فرماتے وہ بھی آپ کے جمال سے جگمگا اٹھتا۔ جس مقام سے گزر ہوتا تو لوگ حُسنِ صوری دیکھکر انگشت بدنداں رہ جاتے اور سارا ماحول غزل خواں ہوتا ع

''دم میں جب تک دم ہے دیکھا کیجئے''

ان کی شگفتہ باتوں کا یہ عالم ہوتا کہ منھ سے پھول جھڑتے تھے۔ اہل مجلس کا یہ حال ہوتا کہ ''وہ کہیں اور سنا کرے کوئی''، حسن خداداد ایسا کہ جس محفل میں ہوتے وہی جان محفل ہوتے۔ نگاہیں کھلی کی کھلی رہ جاتیں۔ دیدۂ ہوش پر نیم بیہوش ہونے کا گمان ہوتا۔ لوگ وفور دید میں ہکّا بکّا رہ جاتے اور آنے والا شخص بیخودی میں پکار اٹھتا

''ما ھٰذا بشراط ان ھٰذا الّا ملک کریم''

ان کا حسن و جمال عمامہ کی بندش داڑھی کی وضع قطع اور پاکیزہ صاف ستھرا لباس اور بزرگی دلوں کو مسخر کر رہی تھی۔ وہابیہ وشیعہ حضرات نے کہا کہ ایسی نورانی صورت آج تک دیکھی نہ گئی اور نہ ایسی مدلل تقریر سنی۔

(مولانا قاری محمد مصلح الدین صدیقی م ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء معارف رضا ص ۲۰۱)

آپ نہایت حسین وجمیل شخصیت کے مالک تھے سرخ وسفید چہرہ اس پر سفید ریش اور آپ کا قد بالا ہزاروں لاکھوں کے مجمع میں پہچان لیا جاتا تھا۔

(ادیب شہیر حضرت شمس بریلوی)

حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ حامد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ مبارک نورِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلووں سے ایسا روشن تھا کہ بس دیکھنے والے کا یہی دل کرتا کہ وہ حضرت کے شمع کی طرح روشن چہرہ کو دیکھتا ہی رہے۔ اور آپ کی یہ زندہ کرامت تھی کہ کئی بڑے بڑے ہندو کالیست ۱۹۳۴ء میں اجمیر شریف میں حضرت خواجہ غریب نواز کے عرس شریف کے موقع

پر صرف آپ کا شمع کیطرح روشن چہرہ دیکھکر ہی حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ وہ یہ کہتے تھے کہ یہ روشن چہرہ بتاتا ہے کہ یہ حق وصداقت اور روحانیت کی تصویر ہیں۔

علامہ نور احمد قادری ایم اے فارسی۔ تاریخ اسلام انٹرنیشنل ایشینز
ایم۔او۔ایل، ایل۔ایل۔بی، ایچ۔پی۔ایچ، یو۔ایم۔کے، ایل۔
ای۔اے، یو۔کے، آنرز
(اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی۔ص ۸ مطبوعہ کراچی)

لاہور کا فیصلہ کن مناظرہ ۱۳۵۲ھ ۱۹۳۴ء

مذاہب الاسلام کے حوالے سے فرقہ وہابیہ کے بعض عقائد میں آپنے یہ عقیدہ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی کیا خصوصیت ہے ایسا علم تو زید وعمرو، بلکہ ہر صبی ومجنوں بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے'' بلفظہ۔ (حفظ الایمان مؤلفہ مولوی اشرف علی تھانوی مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۲۹ھ ص ۷) بھی ملاحظہ فرمایا۔ اور یہی عقیدہ لاہور کے فیصلہ کن مناظرہ کا موضوع قرار پایا۔ اس مناظرہ میں اہلسنت کی جانب سے دیوبندیوں کے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کے مقابلہ میں حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں علامۂ بریلوی مناظر منتخب ہوئے۔

اہلسنت کا یہ فیصلہ نہایت مناسب تھا کہ مولوی اشرف علی تھانوی اپنے رسالہ حفظ الایمان میں اس عقیدہ کے لکھنے والے بقید حیات ہیں۔ وہ اس مناظرہ میں خود آکر اپنی مندرجہ بالا عبارت کو اسلامی اور اس عبارت کی روشنی میں اپنے آپ کو مسلمان ثابت کریں۔ اور یہ بھی طے پایا کہ وہ اگر خود نہ آسکیں تو کسی کو اپنا وکیل بنا کر بھیج دیں جس کی فتح وشکست تھانوی صاحب کی فتح وشکست ہو۔ مخالفین نے یہ وعدہ بھی کرلیا کہ اگر مناظرہ میں مولانا تھانوی نہ آسکے تو ان کا وکیل ضرور آئے گا۔ مگر وہی ہوا جو اس سے پہلے ۱۳۲۹ھ میں ہوا جس کی تفصیل آپ امام احمد رضا کے مکتوب بنام مولوی اشرف علی تھانوی میں پڑھ چکے ہیں۔

مناظرہ میں علما ومشائخِ اہلسنت کا ہجوم

چشم فلک شاہد ہے کہ مسجد وزیر خاں لاہور کا وسیع و عریض صحن حق و باطل کا فیصلہ کن مناظرہ دیکھنے کیلئے ہزاروں فرزندان توحید ورسالت سے بھرا ہوا تھا۔عوام کا بے پناہ ہجوم پھر اس میں مشائخ اہلسنت، حضرت حجۃ الاسلام علامہ بریلوی، شیخ طریقت مولانا شاہ علی حسین کچھوچھوی، حضرت صدر الافاضل مرادآبادی، حضرت پیر صدرالدین سجادہ نشین حضرت موسیٰ پاک شہید ملتانی، حضرت فقیہ اعظم کوٹلوی، مولانا شاہ محمد صاحب سیالکوٹی وغیرہم کی تشریف آوری بڑی ایمان پرورتھی۔ ہر شخص مناظرہ کا منتظر تھا۔ وقت آیا اور گیا مگر مولانا تھانوی آئے اور نہ ان کے وکیل۔ اور ملت اسلامیہ کا وہ ناسور (گستاخانہ عبارت) جو ہنوز اہل حق کے سینوں کو چھلنی کررہا ہے، ہمیشہ کے لئے باقی رہ گیا۔ ہاں! یہ حقیقت کھل کر سامنے آ گئی کہ حق کے سامنے باطل ہمیشہ مغلوب ومحجوب رہا ہے۔ اور یہی ہوا کہ حضرت حجۃ الاسلام اس مناظرہ میں بھی فاتح و غالب رہے۔ اور مولوی اشرف علی تھانوی اور ان کے ہم عقیدہ، مفتوح ومغلوب۔

(تلخیص ہفتہ واررضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ حجۃ الاسلام نمبر ۱۳۷۹ھ ص ۳)

اہلسنت کی اس عظیم الشان کامیابی پر مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور کی جانب سے حضرت حجۃ الاسلام کے اعزاز میں ایک شاندار جلسہ کا انعقاد کیا گیا۔ اہل پنجاب نے اپنی آنکھوں سے امام احمد رضا کا یہ ارشاد ”حامد منّی انا من حامد“ ”حامد مجھ سے ہے میں حامد سے ہوں“ کا نظارہ حامد رضا کی صورت میں بلا حجاب کیا۔ لوگوں نے حضرت حجۃ الاسلام کی خدمت میں نذریں عقیدت ومحبت کی پیش کیں۔ شعرا نے ہدیۂ منظوم سے اپنے جذبات کا اظہار کیا عوام نے دل کھول کر نعرۂ تکبیر، نعرۂ رسالت سے آپ کا خیر مقدم کیا، منظوم تہنیت نامہ میں الحاج سید ایوب علی صاحب رضوی بریلوی کے مندرجہ ذیل اشعار ہنوز زبان زدعوام ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

لاہور میں دولہا بنا حامد رضا حامد رضا

ہم سنیوں کے پیشوا حامد رضا حامد رضا
کیا نام ہے پیارا ترا حامد رضا حامد رضا
اعدا پہ ہے تیرِ قضا حامد رضا حامد رضا
احباب کی ہے تو بقا حامد رضا حامد رضا
چشم و چراغ اصفیا شمعِ جمال اتقیاء
ممتاز خاصانِ خدا حامد رضا حامد رضا
گھر گھر ترا افسانہ ہے ہر دل ترا دیوانہ ہے
اے جان عبد المصطفےٰ (۱) حامد رضا حامد رضا
صورت ہے نورانی تیری سیرت ہے لاثانی تیری
طینت ہے تیری مرحبا حامد رضا حامد رضا
بنگال تیرا مجرائی مشتاق تیرا بمبئی
پنجاب پروانہ ترا حامد رضا حامد رضا
ہندوستاں میں دھوم ہے کس بات کی معلوم ہے
لاہور (۲) میں دولہا بنا حامد رضا حامد رضا
سمجھے تھے کیا اور کیا ہوا ارمان دل میں رہ گیا
تیرے ہی سر سہرا رہا حامد رضا حامد رضا
جلتے رہیں گے حاسدیں تیرے ہمیشہ بالیقیں
پھولے پھلے گا تو سدا حامد رضا حامد رضا
ایوبؔ قصّہ مختصر آیا نہ کوئی وقت پر
تیرے مقابل منچلا حامد رضا حامد رضا

''مرادین پارۂ ناں نہیں''

شخصیتیں اپنے معاملات سے پہچانی جاتی ہیں۔ خصوصاً ایسے حالات میں کہ ضرورت درپیش ہو۔ جلب منفعت کے لئے ماحول بھی سازگار ہو۔ پھر اپنے دامن کو حرص وہوس کے نہ صرف کانٹوں بلکہ پھولوں سے بھی جھٹک دیا جائے۔ ایک باعمل عالم حق گو مصلح اور خود آشنا و خدا آشنا شیخ کے علاوہ کون کرسکتا ہے۔

حضرت حجۃ الاسلام کا حلقۂ ارادت ہندوستان میں خاصا وسیع تھا۔ آپکے گیسوئے محبت کے

---

(۱) مراد اعلیٰ حضرت قدس سرہ

(۲) یہ اس فیصلہ کن مناظرہ کی طرف اشارہ ہے جو مسجد وزیر خاں لاہور میں منعقد ہوا تھا۔ جس میں شہزادۂ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام بریلوی (علیہ الرحمہ) اور دیگر اکابر علما و مشائخ اہل سنت تشریف لائے لیکن مخالفین میں سے کسی کو بھی آپکے سامنے آنے کی جرأت نہ ہوسکی۔

اسیر امیر وغریب، علما ومشائخ ارباب دولت وریاست سبھی لوگ تھے۔ مگر آپ کی زندگی میں حرص و ہوس، جلب منفعت کا دور دور تک نام ونشان نظر نہیں آتا ہاں اپنی زندگی کے ہر نشیب وفراز میں اپنے والد ذیشان امام احمد رضا کی روش ہر وقت پیشِ نظر رکھتے۔ آپ کی مندرجہ ذیل تحریر اس حقیقت کی کتنی شاندار عکاس ہے ملاحظہ فرمائیے۔ اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں۔

عزیزم مولوی امانت رسول سلمہٗ کا خط دیکھا۔ مولیٰ تعالیٰ انھیں دونوں جہان کی نعمت و دولت سے سرفراز کرے۔ انکی ہمدردی کا شکریہ۔ دل سے دعائے خیر کے سوا کیا ہوسکتا ہے مگر فقیر کوئی زبردست دنیادار عبدالدرہم عبدالدینار فقیر نہیں۔ اعلیٰ حضرت قبلہ کی روش میرے لئے بہترین اسوہ ہے۔ میں نے ناظم نلگنڈہ عزیز محترم منشی شیخ محمد حسین صاحب مرحوم کی تحریک پر جب بارہ سوروپے ماہوار کی جگہ پر نظر نہ کی تو اب چھ سوروپے کی ملازمت کر کے کیا دنیا طلبی کروں گا۔ نواب رامپور نے پچاس ہزار روپے خانقاہ شریف کے نام سے دینے کا لالچ دیا اور بار بار انکے خطوط بنام فقیر آئے مگر الحمد للمولیٰ تعالیٰ کہ فقیر نے اصلاتوجہ نہ کی۔ مولیٰ تعالیٰ دینِ حق کا خادم رکھے اور اس کی سچی خدمتوں کی توفیق رفیق فرمائے اور خلوصِ نیت و اخلاصِ عمل کے ساتھ خالصاً لوجہ اللہ خدمتِ دین نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر جلائے اسی پر مارے اور اسی پر محشور فرمائے آمین۔ میں جب کبھی حیدر آباد گیا ان سے ملوں گا انھیں مطلع کروں گا یہ میرا کام نہیں کہ میں اپنی مبالغہ آمیز تعریفوں کے اشتہار چھپوا کر وہاں بھیجوں اور دنیا سازی سے طلب دنیا کا جال بچھاؤں۔ جب جاؤں گا اپنے کسی عزیز کے یہاں قیام کروں گا۔ جس سے میرا روحانی یا خون کا رشتہ ہوگا۔ بڑے بڑے رؤسا سے میرا کوئی علاقہ وواسطہ نہیں۔ (۱) رہی

---

(۱) یہ استغنا کا وہ مقام ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں میں سے کسی کسی کو عطا فرماتا ہے۔

نہ تخت وتاج میں نے لشکر وسپاہ میں ہے
جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے

دین کی خدمت وہ جس طرح میرا رب مجھ سے لے میں اس کیلئے ہر
وقت حاضر ہوں۔ والدعاء فقیر محمد حامد رضا غفرلہ،
خادم سجادہ وگدائے آستانہ رضویہ بریلی
دوم شعبان الخیر ۱۳۵۲ھ روز دوشنبہ ①

ان کے صاحبزادے حضرت مولانا حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ جن سے مجھ کو چند دن فیض حاصل کرنے کا موقع ملا۔ بڑے حسین و جمیل بڑے عالم بے انتہا خوش اخلاق تھے۔ ان کی خدمت میں بھی نظام حیدر آباد نے دارالافتاء کی نظامت کی درخواست کی اور اس سلسلے میں کافی دولت کا لالچ دیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں جس دروازۂ فدائے کریم کا حقیر ہوں میرے لئے وہی کافی ہے۔ ②

ملت بیضا کیلئے خون کا نذرانہ

تاریخ کے اوراق شاہد ہیں ۸ نومبر ۱۹۳۵ء ۱۳۵۴ھ یوم مسجد شہید گنج کے سلسلے میں بعد نماز جمعہ شاہی مسجد لاہور سے ایک لاکھ فرزندان توحید و رسالت ایک میل لمبا اسلحہ بند جلوس پولیس کے پہرہ میں روانہ ہوا۔ اس تاریخی اجتماع میں حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ، مولانا شوکت علی نواب محمد اسمٰعیل خاں، مولانا غلام بھیک نیرنگ ایم ایل اے، مولانا مظہر الدین مدیر الایمان دہلی، مولانا عبد القدیر بدایونی، مخدوم پیر صدر الدین گیلانی کے علاوہ حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی شریک تھے۔ (محمد صادق قصوری، انوار امیر ملت، ص ۶۳۔۶۶)

جب جلوس دہلی دروازہ لاہور سے گزر رہا تھا کسی ہندو نے ایک پتھر پھینک دیا جو حضرت حجۃ الاسلام کی پیشانی پر لگا اور خون بہنے لگا حضرت سید ابو البرکات نے اپنے رومال سے چھپا دیا تا کہ مسلمان مشتعل نہ ہوں۔ (سیدی ابو البرکات ص ۳۵)

---

① وجاہت رسول قادری ابن مولوی حاجی وزارت رسول حامدی کے نام مکتوب کی موصولہ فوٹو کاپی
② منور حسین سیف الاسلام مولانا : تقویت ص ۶۹

شجرۂ نسب

حضرت حجۃ الاسلام کی شادی حاجی وارث علی خاں (جن کا عقد حضرت مولانا نقی علی خاں کی بڑی صاحبزادی، امام احمد رضا کی بڑی بہن حجاب بیگم سے ہوا[1]) کی صاحبزادی کنیز عائشہ سے ہوئی۔ آپ وہ محترم خوش نصیب خاتون ہیں جن سے حضرت حجۃ الاسلام کا نام ونسب چلا۔ تادم تحریر آپ کا شجرۂ نسب مندرجہ ذیل ہے۔

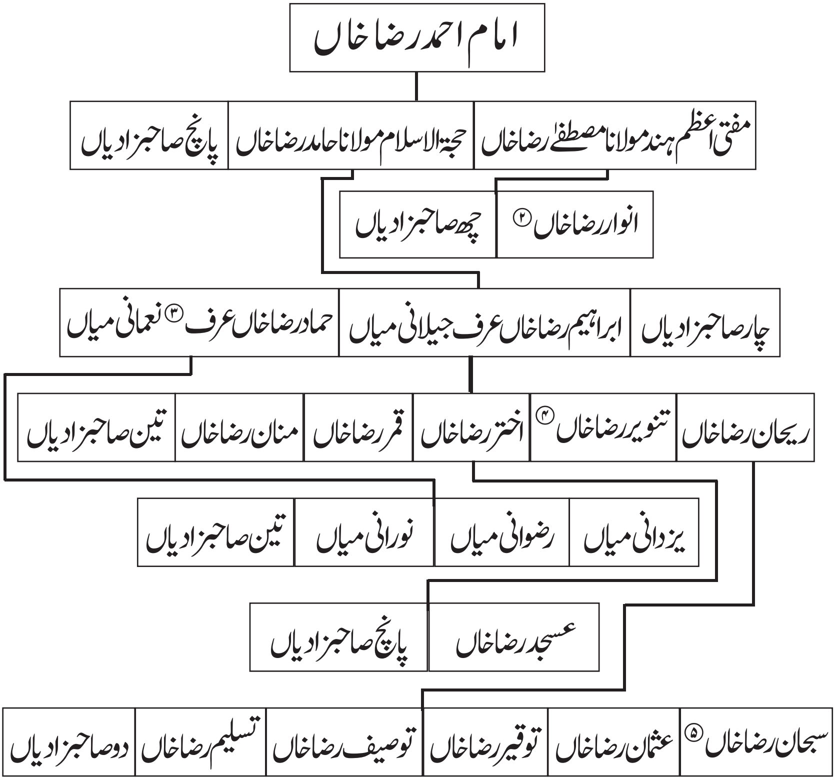

---

① مولانا ظفر الدین: حیات اعلیٰ حضرت ص ۱۷۔ ② دو سال کی عمر میں انتقال ہوگیا۔
③ جن کا خاندان پاکستان میں ہے۔ ④ مفقود الخبر۔ ⑤ موجودہ سجادہ نشین ومتولی خانقاہ رضویہ بریلی شریف۔

نبیرۂ اکبر کی ولادت باسعادت

دس ربیع الآخر ۱۳۲۵ھ کا دن نہ صرف خانوادۂ امام احمد رضا بلکہ تمام متوسلین کے لئے بڑا یادگار دن تھا۔ جس میں نبیرۂ اکبر امام احمد رضا و صاحبزادۂ اکبر حجۃ الاسلام مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اس جشن مسرت میں امام احمد رضا بنفس نفیس شریک تھے۔ منظر اسلام کے طلبہ کے لئے ان کی خواہش کے مطابق خصوصی دعوت کا اہتمام کیا گیا۔

اس جشن مسرت میں شریک مولانا ظفر الدین فاضل بہاری رقمطراز ہیں۔

''حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب کے برابر لڑکیاں ہی پیدا ہوتیں اس لئے سب لوگوں کی دلی تمنّا تھی کہ کوئی لڑکا پیدا ہوتا۔ تاکہ اس کے ذریعے اعلیٰ حضرت کے حسب و نسب وفضل وکمال کا سلسلہ جاری رہتا۔ خداوند عالم کی شان کہ ۱۳۲۵ھ میں مولوی محمد ابراہیم رضا خاں صاحب قبلہ کی ولادت ہوئی۔ نہ صرف والدین اور اعلیٰ حضرت بلکہ جملہ متوسلین کو از حد خوشی ہوئی۔ اس خوشی میں منجملہ اور باتوں کہ اعلیٰ حضرت جملہ طلبائے مدرسہ اہلسنت وجماعت منظر اسلام کی ان کی خواہش کے مطابق دعوت فرمائی۔ بنگالی طلبا سے فرمایا آپ لوگ کیا کھانا چاہتے ہیں؟ انھوں نے کہا ''مچھلی بھات'' چنانچہ روہو مچھلی بہت وافر طریقے پر منگائی گئی۔ اور ان لوگوں کی حسب خواہش دعوت ہوئی۔ بہاری طلبا سے فرمایا آپ لوگوں کی کیا خواہش ہے؟ ہم لوگوں نے کہا ''بریانی زردہ فیرنی کباب میٹھا ٹکرا وغیرہ''۔ بہاریوں کے لیے پرتکلف کھانا تیار کرایا گیا۔ پنجاب اور ولایتی طلبا کی خواہش ہوئی ''دنبہ کا خوب چرب گوشت اور تنور کی پکی گرم گرم روٹیاں'' غرض ان لوگوں کے لیے وافر طور پر اسی کا انتظام ہوا۔ اسوقت خاص عزیزوں مریدوں کے لئے جوڑا بھی تیار کیا گیا تھا۔ نہایت ہی مسرّت سے لکھتا ہوں کہ میں بھی انھیں خاص لوگوں سے ہوں جن کے لیے جوڑا بھی تیار کرایا گیا تھا''۔ (مولانا ظفر الدین، حیات اعلیٰ حضرت ص (۴۷۔۴۸)

استاذ زمن حضرت مولانا حسن رضا خاں بریلوی اس جشن مسرت میں شریک تھے اس موقعہ پر آپ نے بڑے یادگار اشعار کہے۔ ان میں یہ مصرعہ ''علم وعمر اقبال وطالع دے خدا'' تو اتنا برجستہ تھا کہ تاریخ ولادت ۱۳۲۵ھ قرار پایا۔

حضرت جیلانی میاں کو یہ طرۂ امتیاز بھی حاصل رہا کہ امام احمد رضا نے خاندان اور بریلی کے معززین کی موجودگی میں ۱۴ رشعبان المعظم بروز چہارشنبہ ۱۳۲۹ھ کو آپ کی بسم اللہ خوانی کرائی بیعت لی اور خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا۔(مفتی عبدالواجد قادری، حیات مفسر اعظم ہند ص ۱۳)

صرف یہ ہی نہیں بلکہ یہ فرما کر ''میرا پوتا میری زبان ہوگا'' جیلانی میاں کے جذبۂ احقاق حق وابطال باطل کی عظیم بشارت بھی دے دی۔ اور دین وملّت کی خدمات سے بھرپور شاندار مستقبل کی نشاندہی فرمادی۔

علماء ومشائخ نے اس بشارت کا مظاہرہ منظر اسلام کے درجاتِ حدیث وتفسیر ہندوستان کے طول وعرض میں آپکی تقاریر اور مسلک اہلسنّت وجماعت کی ہندوستان گیر خدمت واشاعت میں بچشم خود ملاحظہ فرمایا۔ آپ کی ذات ''لِسان رضا'' کی بشات کا مصداق ٹھہری اور مفسر اعظم کا لقب تو اتنا مشہور ہوا کہ علم قرار پایا۔

آپ کی ذات یوں بھی نجیب الطرفین ٹھہری کہ امام احمد رضا نے اپنی پوتی (مفتی اعظم کی بڑی صاحبزادی) اور اپنے پوتے جیلانی میاں (حجۃ الاسلام کے بڑے صاحبزادے) کو اپنی گود میں بٹھا کر اپنے دونوں صاحبزادوں کی موجودگی میں فرمایا۔ میں تم دونوں کا وکیل ہوں اور اپنی وکالت میں ان دونوں کا نکاح کرتا ہوں۔ (راقم الحروف سے بزرگوں کی روایات)

امام احمد رضا کے ہاتھوں کا لگایا ہوا یہی حسب ونسب کا وہ پودا ہے جو ریحان رضا کی صورت بڑھا اور سبحان رضا کی صورت حامدی باغ میں لہلہا رہا ہے۔ اور ''حامد منّی انا من حامد'' کی بشارت کا ظہور ہو رہا ہے۔

حضرت مفسر اعظم ہند جیلانی میاں کی زندگی کے یہ تین بڑے روشن نقوش تھے ــــــــ

۱۔ منظر اسلام ان کے آباواجداد کا شجر سدا بہار تھا۔ اس کی آبیاری اور گل وغنچہ وجڑ وپتی وشاخ کے سنوارنے میں زندگی بھر مصروف رہے۔ اس راہ میں بڑے صبر آزما مصائب سے آپکو گزرنا پڑا تا آں کہ مدرسین کی بروقت تنخواہ کے لے گھر کے زیورات تک رہن رکھ دیے جاتے۔ یہ تھا وہ ایثار جس نے دارالعلوم منظر اسلام کو منظر اسلام بنائے رکھا۔ حضرت مفتی سید محمد افضل حسین صاحب (جو اس دور میں منظر اسلام کی خدمت تدریس سے وابستہ رہے) نے صحیح ارشاد فرمایا کہ ایسا نرالا مہتمم میری نگاہوں نے نہیں دیکھا۔

اگر صرف مکتب کی کرامت ہوتی تو ختم ہوجاتی مگر یہاں فیضان نظر بھی تھا جو ہر دور میں اپنا کام کرتا رہا۔ اغیار، حسّاد کی کارفرمائیاں، اپنوں کی چشم پوشیاں اور لیل و نہار کی تبدیلیاں آپ کے آڑے نہ آسکیں۔ آپکا کاروان علم وعمل شاہراہ رضا پر رواں دواں رہا۔

۲۔ درس وتدریس میں انہماک کا یہ عالم تھا کہ مسلم شریف وشفا شریف پڑھاتے ہوئے ان کی شروح پیش نظر ہوتیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا کہ صاحب مسلم، امام مسلم بن الحجاج قشیری اور صاحب شفا قاضی عیاض کی روحانیت جلوہ گر ہے۔ کبھی کبھی تو ایسا ہوتا کہ الفاظ سے گزر کر معانی میں پہنچ جاتے اور قال کو چھوڑ کر سراپا حال ہوجاتے۔ اپنے اسلاف کرام کی طرح برکۃ المصطفیٰ فی الہند شیخ محقق محدث دہلوی سے خاصا شغف رکھتے۔ معتقدات میں ان کی تصانیف ازبر ہوتیں مسلک کے اثبات میں دلائل کے انبار لگادیتے۔ ان کی عبارتیں جھوم جھوم کر پڑھتے یہاں تک کہ ان کے مزار سے بھی استفادہ کرتے۔ (مفتی عبدالواجد قادری، حیات مفسر اعظم ہند ص ۱۳)

۳۔ مسلک اہلسنت کی اشاعت میں مسلسل کوشش فرماتے۔ خود ہندوستان گیر دورہ فرماتے اپنے تلامذہ ومریدین کو دور دراز مقامات میں روانہ کرتے۔ صوبہ بہار (جو حامدی صوبہ ہے) کے شہروں اور گاؤوں میں تشریف لے جاتے۔ نیپال کے اتار چڑھاؤ میں بھی آپکا سفر وسیلۂ ظفر جاری رہتا۔ آپ جہاں بھی جاتے رضا کی زبان ہوتے، حق آپ کا ہمرکاب اور باطل سرنگوں اور خراب ہوتا۔

کچھوچھہ اور بریلی

اہلسنت کا شاندار ماضی شاہد ہے کہ شیخ المشائخ حضرت سید علی حسین کچھوچھوی اور امام احمد رضا فاضل بریلوی جہاں بھی ملتے ایک دوسرے کے لئے قیام فرماتے، دست بوسی بلکہ قدم بوسی میں سبقت کرتے۔ احترام بین الاکابر کا حسین منظر سامنے ہوتا[1] یہی منظر اس دور میں بھی محدث اعظم ہند کچھوچھوی اور مفسّر اعظم ہند بریلوی کی ملاقات میں دیکھا جاتا۔ جیسے ہی ایک دوسرے کا سامنا ہوتا بے تحاشا آپس میں لپٹ جاتے دست بوسی میں سبقت کرتے بلکہ قدم بوسی کے لئے تیزی سے سعی فرماتے۔

---

(۱) مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری، مولانا تقدس علی خاں کی راقم الحروف سے روایت

نیپال کا سفر

مفسّر اعظم ہند بریلی شریف سے نیپال کیلئے براستہ مظفر پور روانہ ہوئے۔ لکھنؤ سے ۹ اپ کے درجہ اول میں تشریف فرما ہو کر مفتی عبدالواجد سے فرمایا۔ غالباً محدث اعظم ہند اسی گاڑی سے کہیں جارہے ہیں انھیں دیکھا جائے اور اسی کلاس میں انھیں لایا جائے۔ مفتی عبدالواجد نے مختلف ڈبوں میں تلاش کرتے ہوئے محدث اعظم ہند کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل کی اور جیلانی میاں کا معروضہ پیش کیا کہ وہ آپ کو مع سامان اپنے ڈبّے میں بلا رہے ہیں۔ محدث اعظم نے فرمایا چلو میں وہیں آتا ہوں۔ چناں چہ تھوڑی ہی دیر میں سیّد والا جیلانی میاں کے ڈبے میں ابھی دروازہ ہی تک پہونچے تھے کہ جیلانی میاں نے قیام تعظیمی فرمایا۔ دونوں حضرات نے ڈبہ ہی میں ایک دوسرے کی دست بوسی میں سبقت کی۔ محدث اعظم اس سبقت میں بازی لے گئے اور پہلے جیلانی میاں کے ہاتھ چومے اور پھر جیلانی میاں نے یہ سعادت حاصل کی۔ یہی نہیں بلکہ قدم بوسی کے لئے ایک دوسرے کے آگے جھکے۔ پھر معانقہ فرمایا۔ (۱)

نسبت کا احترام

مندرجہ بالا سطور کا ایک ایک لفظ نسبت کے احترام کا ایک ایک گوشۂ مستور اجاگر کر رہا ہے۔ اب اسی دور خود بینی وخود آگہی میں یہ بھی پڑھتے چلئے کہ ضلع سرلاہی نیپال میں محدث اعظم ہند کچھوچھوی تشریف فرما ہیں، ارادتمندوں کا ہجوم ہے لوگ مرید ہونے کے لئے آرہے ہیں مگر آپ اپنے ارادتمندوں کو مفسر اعظم ہند جیلانی میاں بریلوی کی خدمت میں مرید ہونے کیلئے بھیج رہے ہیں۔ یہ تھا اپنے استاذ گرامی امام احمد رضا کی نسبت کا احترام۔ غالبؔ نے جانے کن اداؤں کو بلائے جان قرار دیا۔ مگر یہاں تو احساس شعری کا یہ عالم ہے ؎

حیاتِ جاں تھی خوشتر ان کی ہر بات
عبارت کیا اشارت کیا ادا کیا (غالبؔ)

---

(۱) راقم الحروف سے محبی مفتی عبدالواجد قادری کی رپورٹ جو ہالینڈ ۱۹۸۶ء میں قلم بند کرلی گئی۔

دار العلوم منظر اسلام ـــــ ماہنامہ اعلیٰحضرت بریلی اپنے پس منظر میں

نشر و اشاعت اور مذہب حق اہلسنت و جماعت کی خدمت کے لئے جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی کا کارنامہ ہماری تاریخ کا عظیم حصّہ ہے۔ بایں ہمہ ہر دور میں مسلک امام احمد رضا اہلسنت کی آواز گھر گھر پہنچانے کے لئے بریلی شریف سے ایک ماہنامے کی ضرورت مسلم رہی ہے۔ ہمارے اکابر دین خصوصاً حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں علامۂ بریلوی کی سرپرستی اور ابوالمعانی مفتی ابرار حسن صدیقی کی ادارت میں ماہنامہ یادگار رضا کا بریلی سے اجرا ہوا۔ مولانا ابوالفرح محمد علی حامدی[1] نائب مدیر مقرر ہوئے۔ اس رسالے کا اہتمام حضرت جیلانی میاں کے سپرد ہوا۔ یہ ماہنامہ مذہبی تھا اور اخلاقی بھی، تمدنی سبھی تھا اور تاریخی بھی، علمی بھی تھا اور ادبی بھی۔ اس کے مضامین گواہ ہیں کہ اس نے اپنے دور کے ہر چیلنج کا مقابلہ کیا۔ اور مقدس مذہب اسلام کا ہر حملے اور فتنے سے دفاع کیا۔ وقت کب کسی کا ساتھ دیتا ہے گزرتا چلا گیا۔ حجۃ الاسلام کا وصال ہو گیا اور یادگار رضا بھی ماضی کی یادگار بن کر رہ گیا۔ مگر بزرگوں کا فیضان حق ہے۔ ایک بار پھر حضرت حجۃ الاسلام کے عرس چہلم کی تقریب میں جمعیت حامدیہ کی تشکیل کا اعلان کر دیا گیا۔ اس کے اغراض و مقاصد میں دار العلوم منظر اسلام۔ مرکزی جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی کی بقا

---

(۱) مولانا محمد علی قادری ساکن قصبہ آنولہ، حضرت مولانا حامد رضا خاں بریلوی کے خاص شاگرد اور تربیت یافتہ تھے۔ ان کا بیان ہے کہ جب میں حفظ قرآن اور ابتدائی اردو فارسی کتابوں سے فارغ ہوا تو میرے والد مرحوم نے بریلی شریف کے مدرسے میں بھیجنے کا ارادہ کیا۔ حضرت فاضل بریلوی کا آخری زمانۂ حیات تھا جب والد صاحب بریلی پہنچے تو براہ راست اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انھوں نے نہایت شفقت و محبت کا اظہار فرمایا اور میرا نام پوچھا۔ میں نے عرض کیا محمد علی نام سنکر بہت دعائیں دیں اور حضرت مولانا حامد رضا خاں کو بلوایا اور ان کے سپرد کیا کہ یہ تمہارے ایڈیٹر مولانا محمد علی ہیں ان کی تعلیم و تربیت کرو۔ مولانا محمد علی فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مولانا حامد رضا خاں کی غایت درجہ شفقت و محبت میرے حال پر رہی۔ ان کی حسن تعلیم و تربیت کا فیض ہے۔ کہ میں بریلی سے فارغ التحصیل ہوا جب رسالہ یادگار رضا کا اجرا ہوا تو مجھے ایڈیٹر مقرر کیا گیا۔ اس موقعہ پر حضرت مولانا حامد رضا خان صاحب نے فرمایا کہ ان کو تو خود اعلیٰ حضرت ایڈیٹر فرما گئے ہیں۔
(پروفیسر ڈاکٹر محمد ایوب قادری معارف رضا کراچی ص ۱۱۲۔ ۱۹۸۲ء ۱۴۰۳ھ)

اور تحفظ کی سعی کا اعادہ کیا گیا حجۃ الاسلام کے سوانح سے متعلق ان کی پاک زندگی کے نمایاں واقعات وحالات کو اسلامی دنیا میں عام کرنے کا اعلان کر دیا گیا۔ صرف یہی نہیں بلکہ ایک ماہوار رسالہ ُالحامد' کے اجرا کا فیصلہ بھی کیا گیا۔ یہ سب کچھ ہماری مجلسوں اور خانقاہوں میں گفتگو کی حد تک ہوتا رہا۔ پھر لوگ ۱۹۴۳ سے ۱۹۴۷ء تک گردش ایام کا شکار رہے۔ اور جمعیت حامدیہ کا سارا منصوبہ ہندوستان کے سیاسی ہنگامے کی نذر ہو گیا۔ ملک تقسیم ہوا اور لوگ بھی لاکھوں کی تعداد میں ادھر ادھر تقسیم کر دیئے گئے تا آں کہ ’’کیوں رضا آج گلی سونی ہے : اٹھ مرے دھوم مچانے والے‘‘ کی دھوم بریلی میں ایک بار پھر مچی۔ اور امام احمد رضا کا خود پوتا (مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں) دھوم مچاتا ہوا نظر آیا۔ دار العلوم منظر اسلام کی تدریسی دنیا میں بہار آ گئی۔ مسجد رضوی رکوع و سجود سے آباد تھی خانقاہ قادریہ رضویہ میں قادری رضوی فیضان کی ہر طرف چہل پہل دوڑ گئی۔

بایں ہمہ ماہنامہ یادگار رضا بریلی کا ماضی ہنوز آواز دے رہا تھا۔ دنیائے اہلسنت کا تحریری اشاعتی میدان خالی تھا۔ بر کوچک کی تقسیم نے فکر ونظر اور علم وعمل کی دنیا میں تہلکہ مچا رکھا تھا کہ اس عالم یاس وملال میں ایک صاحب کمال وجمال مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں امام احمد رضا ہی کا پوتا اٹھا اور اس نے مسلک اہلسنت کی اشاعت وحمایت کیلئے اعلیٰ حضرت ہی کے نام سے ایک ماہنامہ جمادی الثانی ۱۳۸۰ھ دسمبر ۱۹۶۰ء کو طلوع قمر کے عنوان سے مرکز اہلسنت بریلی سے جاری کر دیا۔ اس کے پہلے مدیر عبد المجید رضوی اور مینجر حافظ انعام اللہ تسنیم قرار پائے۔ ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا پہلا شمارہ عرض حال کر رہا ہے۔

> ’’عرصہ سے ایک ماہنامہ رسالے کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی، اہلسنت کے پاس نہ رسائل ہیں نہ اخبارات۔ خصوصاً ہندوستان میں اس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ ہر طرف باطل کی سیاہ کالی گھٹائیں چھاتی چلی جا رہی ہیں اور اس کا کوئی مداوا نہیں ہو رہا اس سلسلے میں کرنے کی ضروری چیز روزانہ اخبار، ماہنامہ رسائل اور مدارس اہل سنت کی بڑے پیمانہ پر امداد ہے۔ اس سے بھی زیادہ باہمی تعاون، اعتماد اور کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی۔ مگر

جو ہو رہا ہے اور انداز یہ ہے کہ ہوتا رہے گا۔ وہ ہے جمود، تعطل، بے حسی، افراتفری۔ مخلصوں و محنت کشوں اور کارکنوں کو تنگ کرنا، ان پر بیجا نکتہ چینیاں، گروپ بندیاں اور اس ٹائپ کی اور بہت کچھ انا اللہ وانّا الیہ راجعون۔ اس ضرورت کے پیش نظر یہ رسالہ شائع ہو رہا ہے۔ خدا کرے اس کی اشاعت میں کوئی رکاوٹ نہ پڑے اس عزم پر شائع کیا جارہا ہے۔ بہر حال ضرور شائع ہونا ہے۔۔۔ خدا نے چاہا مستقل شائع ہوگا۔۔۔۔ یہ رسالہ ایسا ہی چلے گا جیسا دار العلوم۔۔۔۔ ماہنامہ اعلیٰ حضرت ان شاء اللہ قمر نامہ ہی ہوگا۔ ابھی تو ہلال ہی ہے۔ ایک دن آئیگا جب یہ بدر کامل ہو جائیگا اور یہ ہو کر رہے گا"۔ (ص ۲۔۳۲)

آج کا ماہنامہ اعلی حضرت پڑھئے اور جامعہ رضویہ منظر اسلام کو دیکھئے۔ مشاہدہ ہوگا کہ "مومن کامل اللہ کے نور سے دیکھتا ہے" کتنا حق اور سچ ہے۔ مندرجہ بالا سطور میں ایک ولی کامل کی نگاہ حق آگاہ جس حسین مستقبل کو دیکھ رہی تھی وہ آج ہمارے سامنے ماہنامہ اعلیٰ حضرت اور دار العلوم منظر اسلام کی صورت میں مسکرا رہا ہے۔

حافظ انعام اللہ صاحب تسنیم بریلوی کی وہ نظم بھی ملاحظہ فرماتے چلئے جو موصوف نے فارسی زبان میں ماہنامہ "اعلیٰ حضرت" کیلئے تحریر فرمائی ہے۔؎

چراغ اعلیٰ حضرت جلوہ گر شد چو مہر و ماہ بر چرخِ صحافت
تعالیٰ اللہ از تابانیٔ او بود روشن دلِ ھر اہلِ سنّت
بہ کشت نجدیت چوں برقِ خاطف جو بارانِ کرم بر اھلِ سنّت
بہ مدح مصطفےٰ رطب اللّساں ہست چہ شیریں ہست کام "اعلیٰ حضرت"
نیاید چوں بہ بزمِ قدسیاں ہم ز شورِ مَرحبَا رنگِ مسرّت
بہ زیر سرپرستیٔ براھیمؒ رخ تاباں نمودست "اعلیٰ حضرت"

براہیم آں مفسّر آں محدّث — کہ چوں اونیست کس در اہل سنّت
خرد افزا ہمہ اقوال اوپند — سبق بردہ زیوناں او بہ حکمت
عرب ہم پیشوائے خویش خوانند — زہے ایں عزو شان اعلیٰ حضرت
طفیل ساقی تسنیم و کوثر
منم تسنیم مستِ اعلی حضرت

(ماخوذ ماہنامہ اعلیٰ حضرت دسمبر ۱۹۶۰ء)

مفسر اعظم ہند حضرت جیلانی میاں اپنی آنے والی نسلوں اور سنیوں کیلئے علمی، عملی، مسلکی، خانقاہی شاہراہ عمل اور طریقہ کار متعیّن کر کے ۱۱ صفر المظفر بروز ہفتہ ۱۳۸۵ھ ۱۲/ جون ۱۹۶۵ء علی الصباح ۷/ بجے اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوگئے۔ وصال پر ملال کی خبر سے زیارت اور نمازِ جنازہ میں شرکت کے لئے پورا شہر ٹوٹ پڑا۔ رات کو ۱۰/ بجے غسل دیا گیا۔ دوسرے دن اسلامیہ کالج بریلی کے وسیع میدان میں مولانا مفتی سید محمد افضل حسین شاہ صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اور ۹/۳۰ بجے نبیرۂ امام احمد رضا کو انھیں کے دائیں جانب آرام سے لٹا دیا گیا۔

نبیرۂ اصغر کی ولادت باسعادت

امام احمد رضا فاضل بریلوی کے چھوٹے پوتے اور حجۃ الاسلام کے چھوٹے صاحبزادے حمّاد رضا خاں نعمانی میاں ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۶ء بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔ اپنے جد امجد کے زیر سایہ پانچ سال تک پروان چڑھتے رہے۔ امام احمد رضا نے اپنے اس چھوٹے نبیرہ کا مولانا عبد السلام جبلپوری کے نام ایک مکتوب میں اس طرح ذکر فرمایا۔ چھوٹا نبیرہ بشدت اس میں مبتلا ہوا یہ سب بحمد اللہ یکے بعد دگرے شفایاب ہوئے۔ وللہ الحمد دوم ربیع الاوّل شریف ۱۹۱۶ء/ ۱۳۳۴ھ

(مولانا پیر محمود احمد قادری، مکتوبات امام احمد رضا خاں بریلوی ص ۴۶)

حضرت نعمانی میاں نے اپنے والد ماجد حجۃ الاسلام کا پورا زمانہ پایا۔ سفر و حضر میں استفادہ کرتے رہے۔ آپکی شادی خانہ آبادی سیدہ طاہرہ خاتون بنت سید حسن محلہ ملوکپور بریلی سے ۱۹۳۸ء/ ۱۳۵۷ھ میں ہوئی آپکا وصال پر ملال ۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۶ء میں ہوا۔ کراچی میں آپکا

مدفن بنا۔ راقم الحروف نے مولانا حماد رضا خاں نعمانی میاں سے عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ آپکی اولاد ذکور میں ۳/ اور اناث میں ۴/ شادی شدہ پاکستان میں مقیم ہیں۔

نبیرۂ اکبر حجۃ الاسلام

حضرت حجۃ الاسلام کا بڑا پوتا مفتی اعظم ہند کا بڑا نواسہ مولانا محمد ریحان خان صاحب سجادہ متولی خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ نوریہ حامدیہ مرکز اہلسنت بریلی محلہ خواجہ قطب میں ۱۸/ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ/ ۱۹۳۴ء کو منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا۔ اپنی ولادت سے رحلت تک آفتاب تاباں کی طرح چمکتا، ابر باراں کی طرح برستا، سنبل و ریحان کی طرح اپنی خوشبو بکھیرتا مرد میدان کی طرح گرجتا صرف ۵۳ سال کی عمر میں مسجد و مدرسہ خانقاہ اور ملک و ملّت کی خدمات نمایاں انجام دیتا ۱۸/ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء کو اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔

زندہ رہے تو دین کی خاطر تھی زندگی ؛ اور جان دی تو خدمت اسلام کر گئے

آپ کی سیرت وخدمات پر مشتمل راقم الحروف کا تاریخی مکتوب قطعۂ احساس منظوم نذرِ قارئین ہے۔

مخدومی و عزیزی حضرت مولانا سبحان رضا خاں صاحب سبحانی میاں و برادران ذیشان۔

دودمان امام احمد رضا خاں سراپا شکر و اتمنان اعزکم مولی المنان ہدیہ سلام مسنون!

”خبر ابتر“ (۱۴۰۵ھ) —— ”وحشت اثر“ (۱۴۰۵ھ) —— ”موصول ہوئی کہ“ —— ”آہ آہ یکے جانشین اعلیحضرت“ (۱۹۸۵ء) ——

”میر قافلہ اعلیٰ حضرت“ (۱۹۸۵ء) —— ”آہ داعی خانقاہ عالیہ رضویہ“ (۱۹۸۵ء) —— ”کوکب اسلام حضرت مولانا ریحان“ (۱۹۸۵ء) ——

”حضرت ریحان در جنان“ (۱۹۸۵ء) —— ”علامۂ روزگار ملجاے خلائق“ (۱۴۰۵ھ) —— ”الحاج محمد ریحان رضا“ (۱۴۰۵ھ) ——

”شمع شبستان دیوان عام“ (۱۴۰۵ھ) —— ”بزرگ نہاد سجّادہ نشین آستانہ عالیہ“ (۱۴۰۵ھ) —— ”مرجع انام سجّادہ نشین آستانہ“ (۱۴۰۵ھ) ——

”قادریہ رضویہ دائماً ابدا“ (۱۴۰۵ھ) —— ”جنت مکان نبیرۂ حجۃ الاسلام“ (۱۴۰۵ھ) —— ”ریحان امام احمد رضا“ (۱۴۰۵ھ) ——

”ہادی زمانہ نوری رضوی“ (۱۴۰۵ھ) —— ”بزم گہ قادری رضوی“ (۱۴۰۵ھ) —— ”نے اتفاقاً وصال پرملال فرمایا“ (۱۴۰۵ھ) ——

ایک عظیم دور۔ فکری، تعلیمی، تعمیری۔ حضرت حجۃ الاسلام سے شروع ہو کر بظاہر حضرت

ریحان رضا کے وصال پر ختم ہو گیا۔ امام احمد رضا کے یہ سہ تن خوشتر از صدتن تھے۔ آپکے فیضان کے یہ تینوں بڑے روشن مینار تھے۔ سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ حامدیہ کا گل شاداب اپنی ریحان بکھیر گیا۔ جو کچھ ہونا تھا، وہ ہوا مقدرات کا فیصلہ یہی تھا۔ ہاں صاحب سجادہ کے کاندھوں پر عظیم ذمہ داریاں آگئیں ہیں۔ مگر یہ کارِ رضا ہے۔ نہ پہلے رکا ہے نہ اب رکے گا۔ رضا کی رضا شامل حال رہے گی۔ آپ کا ماضی صبر وشکر سے روشن ہے۔ اپنے والد گرامی اور جدّ سامی کی اعلی روایات اور جدو دنامی کی نمایاں خدمات کو پیش نظر رکھیئے کار رضا میں پوری ثابت قدمی کے ساتھ قدم آگے بڑھائے۔ آپ صاحب منزل ہیں اورنشان منزل آپ کے سامنے ہے۔

یہ چند جملے اس نسبت کے پیش نظر لکھ رہا ہوں جو راقم الحروف کو آپکے جدود کرام سے ہے آپ کے جد گرامی حضرت جیلانی میاں رحمۃ المولیٰ علیہ کے وصال پر ایک تفصیلی عریضہ آپ کے والد مرحوم ومغفور کو ۱۹۶۵ء میں لکھا تھا اور آہ آج آپ کو لکھ رہا ہوں۔ خبر قیامت اثر سنتے ہی آپ کے نام تعزیتی ٹیلیگرام روانہ کیا جا چکا ہے۔ ماریشس، جنوبی افریقہ، برطانیہ میں صف ماتم بچھی ہوئی ہے ایصال ثواب کا سلسلہ جاری ہے۔ اپنے خطوط سے اس فقیر قادری کو آگہی بخشیں۔ تفصیلات کا منتظر ہوں۔ اس بندۂ در اور اس کے اہل خانہ اور قادری رضوی غلام کی جانب سے اپنے جملہ برادران ہمشیرگان والدہ محترمہ جدّۂ مخدومہ کی خدمت میں ہدیہ سلام مسنون کے بعد تعزیت پیش کیجئے۔ اپنے جدود ذیشان اور بارگاہ ریحان میں سلام پیش کریں۔

فقیر قادری سگ بارگاہ رضوی محمد ابراہیم خوشترؔ صدیقی

۶رشوال المکرم ۱۴۰۵ھ/۲۵رجون ۱۹۸۵ء

قطعہ تاریخی

کون دنیا سے گیا روتے ہیں آہ! منظر اسلام، مسجد خانقاہ

شکر! یہ مصرعہ ملا تاریخ کا داخل جنّت ہوا، ریحان اللہ (۱۴۰۵ھ)

آہ! کیا آئی خبر حضرت ریحاں گئے کر کے دنیا میں بڑا دین کا ساماں گئے

مسجد و مدرسہ و خانقاہ و سجادہ — ہر جگہ شور ہے ہم سب کے نگہباں گئے
تھا وہ سوداگری کو چہ مرے سوداگر کا — سامنے اس کے بڑھا کر سبھی دوکان گئے
جاننے والے رہے اپنے تجاہل کا شکار — جو تھے انجان تجھے اچھی طرح جان گئے
پھول مرجھائے جھکی شاخ کلی کھل نہ سکی — شور ہے باغ رضا کے گل و ریحان گئے
تونے وہ منظر اسلام کو منظر بخشا — جو بھی اس باغ میں آئے وہ پر ارمان گئے
تیرے افکار نے تعمیر کو اک روپ دیا — ترے انداز حسیں ایسے تھے سب مان گئے
تیری رحلت کا وہ غم کہ غم عالم ٹھہرا — تیری فرقت کا وہ صدمہ کہ دل و جان گئے
چاہے افریقہ و یورپ ہو، کہ ہو برّ صغیر — تم جہاں پہنچے رضا کا لئے فیضان گئے
دور ہنگامی ہو، یا نسل کی بندی کا ہو دور — تم ہر اک دور میں حق کا لئے فرمان گئے
گلشن حامدؔ منّی تھا وہ شاداب کہ آہ! — آگیا دور خزاں حضرت ریحان گئے
اللہ اللہ یہ مقدر کہ اب وجد کے حضور — ماہ رمضان میں ریحان رضا خان گئے
ہوگئی آہ گلی آج یقیناً سونی — کوئی اب اٹھے کہ ریحان رضا خان گئے

بجھ گئی شمع شبستان رضا اے خوشترؔ
لوگ کہتے ہیں کہ ریحان رضا خان گئے

خوشتر قادری قلم
۱۹۹۱ء

مولانا ضیاء الدین احمد قادری

۰۲ ھ ۱۴

سلسلہ عالیہ قادریہ کے مشہور شیخ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری رضوی مدنی کے وصال پر ملال پر ہند و پاک کے مذہبی حلقے میں تاہنوز صف ماتم بچھی ہوئی ہے حضرت موصوف کی سیرت سے متعلق یہ چند سطور ہدیۂ ناظرین ہیں۔

حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری موضع کلاسوالہ ضلع سیالکوٹ پنجاب متحدہ ہندوستان

میں ۱۸۷۹ء/۱۲۹۷ھ کو پیدا ہوئے۔آپ کا سال ولادت ’یاغفور‘ سے برآمد ہوتا ہے۔آپ کے والد کا نام عبدالعظیم تھا۔جدامجد سنّی صحیح العقیدہ قادری بزرگ تھے۔ ۱۲۹۷ھ اس گھرانے کے جداعلیٰ کا نام شیخ قطب الدین قادری تھا۔

آپ کا سلسلہ نسب حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر تک پہنچتا ہے۔اس لئے آپ کا خاندان رحمانی کہلاتا ہے۔آپ کا عہد طفلی تیرہویں صدی کا اختتام تھا۔آپ کی ذات الحبّ فی اللہ والبغض فی اللہ کا مظہر تھی۔جب کبھی لوگوں کے استفسار پر اپنے والد کا نام بادل ناخواستہ لیتے تو فرمادیتے میرے والد بدعقیدہ تھے۔اور بظاہر والد کی بدعقیدگی ان کے ترک وطن اور بغداد اور مدینہ کی ہجرت کا سبب بنی۔

چودہویں صدی کا ہندوستان برطانوی ہندوستان تھا۔۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں خانقاہوں، مدارس اور مساجد کی تباہی کے بعد ہندوستان میں تعلیم وتربیت،صحت وخدمت کے نام پر مشنری ادارے،شفاخانے اور کالج جگہ جگہ قائم کئے جارہے تھے۔اسلامی فکر ونظر کو مسیحی سانچوں میں ڈھالا جارہا تھا اور چودہویں صدی کا ہندوستان ان برطانوی اقتدار کے سایہ میں پروان چڑھ رہا تھا۔

دین ومذہب کے نام پر وہابی نیچری،مرزائی جیسے فتنے انگریزوں کی پشت پناہی کررہے تھے۔ٹھیک اسی زمانے میں علمائے عاملین اپنے مواعظ حسنہ اور پرجوش تبلیغ سے جہاد باللسان فرمارہے تھے —— انھیں ستودہ صفات علماء میں حضرت مولانا عبدالقادر بھیروی بھی تھے۔جو بیگم شاہی مسجد لاہور میں احیاءِ حق وابطال باطل کا فریضہ انجام دے رہے تھے۔صاحب تذکرہ مولانا ضیاء الدین احمد نے درس نظامی کا آغاز اسی بیگم شاہی مسجد لاہور میں کیا۔اور حضرت بھیروی قدس سرّہ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔یہ مولانا کے علم وآگہی کی پہلی منزل تھی۔اور درس نظامیہ کا شاندار آغاز تھا۔مگر یہ ذرّہ ابھی ہوا طلب تھا اور قطرۂ تشنہ سمندر۔ذوق وشوق جادۂ منزل۔ آپ نے پیلی بھیت یوپی کی راہ لی اور آپ کا جذبۂ قال آپ کو قال رسول کی منزل تک لے آیا۔ دورۂ حدیث کے شب وروز میسر آئے۔محدث شہرۂ آفاق محدث سورتی کی خدمت میں آپ نے دورۂ حدیث کی تکمیل کی۔آپ کا قیام دوسال رہا۔

مکتب کی کرامت نے اپنا رنگ دکھایا۔فکر ونظر کو شعور کا کمال میسّر آیا اب ضرورت تھی

فیضان نظر کی۔قدرت نے دستگیری کی،عقل کو دل کی راہ مل گئی ہر جمعرات کو مولانا پیلی بھیت سے بریلی شریف حاضر ہوتے۔اور ایک صاحب فکر ونظر اس صدی کے مجدّد مولانا شاہ احمد رضا خاں کی خدمت وصحبت میں رہتے۔نماز جمعہ انھیں کی اقتدا میں ادا کرتے۔یہ تھی ایک صاحب فیضان کی بارگاہ میں مولانا کی حاضری۔دل ونظر کی تربیت کے یادگار ایام اور ۱۳۱۴ھ/۱۸۹۶ء کا زریں دور۔

مولانا وصی احمد محدّث سورتی اور امام احمد رضا بریلوی کی تعلیم وتربیت سے شریعت و طریقت کی راہ روشن تھی۔حضرت دستگیر غوث اعظم کی محبت نے دستگیری فرمائی۔آپ نے ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء میں ہمیشہ کیلئے پنجاب کو چھوڑ دیا اور عشق ومحبت کی آخری تربیت گاہ فیضان و عرفان کی دلکش منزل بغداد مقدس روانہ ہو گئے۔

حضرت مولانا جوار غوث اعظم میں پہنچ کر عبادت وریاضت میں مشغول ہو گئے۔ ''ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما'' آپ کا مقدر بنا۔آپ کا بغداد شریف میں قیام نو سال چھ ماہ رہا۔آپ کے یہ ماہ وسال جذب ومستی میں گزرے استغراق کا اس حد تک غلبہ رہا کہ جنون کے آثار پیدا ہو گئے۔بایں ہمہ آپ سکر وصحو کی منزلوں میں جان جاناں کے حضور محو جاناں رہے۔ تا آں کہ مرید نے مراد کی منزل پالی اور خود آگاہ خدا آگاہ ہو گیا۔

انھیں مبارک ایام میں ایک عارف کامل حضرت سید حسین الحسنی الکردی نے آپ کے حال پہ کرم فرمایا۔آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور آپ کو جذب ومستی کے عالم سے نکال کر سلوک وعرفان کی منزل تک پہونچا دیا۔حضرت کردی آپ کو اپنے ساتھ بستی چرچہ قلعہ کردستان لے آئے۔یہاں آپ نے سید حسین کی خدمت میں تقریباً ڈیڑھ سال قیام کیا۔

جذبۂ عشق رسول بیدار تھا اور وصال محبوب آپ کا مقدر۔آپ نے روضۂ رسول پر حاضری کا ارادہ ظاہر کیا۔حضرت سید حسین الحسنی کردی نے سامانِ سفر مہیا کیا۔اور اپنی دعاؤں نصیحتوں کے ساتھ اس عاشق رسول کو مدینۃ الرسول کیلئے رخصت کیا۔اس طرح آپ کا جذبۂ دروں جان سے جان جاناں اور منزل سے جان منزل تک لے آیا۔

آپ بغداد سے براستہ دمشق بذریعہ ریل، ۱۹۱۰ء/۱۳۲۷ھ میں مدینہ طیبہ پہنچ کر مقیم ہو گئے۔بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں اہل دل واہل نظر کی رفاقت میسر آئی۔انھیں ایام میں

آپنے حافظ الحدیث سید احمد الشمس المدنی سے بیضاوی شریف پڑھی۔ خود ارشاد فرمایا کہ میں حرمین طیبین میں جس بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوتا وہ آپ کے کمال سادگی سے متاثر ہوتا۔ آپ کو سلاسل طریقت وفضیلت میں خلافت واجازت سے نوازا۔ یہ تھا آپ کا دور استفادہ جو ''بلکہ شرط قابلیت داد اوست'' کے بالکل مطابق تھا۔ حضرت سیدی عبد الرحمٰن سراج مکّی مفتی اعظم حنفیہ سے بھی آپ کو اجازت حاصل تھی۔ حضرت علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی نے بھی آپ کو خلافت واجازت سے مدینۃ الرسول میں نوازا تھا۔

آپ جس عہد میں مدینہ طیّبہ حاضر ہوئے وہ حکومت ترکیہ کا عہد تھا ہر طرف برکت کے آثار ظاہر تھے۔ اسلامی تقاریب بڑے اہتمام سے منائی جاتی تھیں۔ اذان کے بعد صلوٰۃ وسلام کی صدائیں بلند ہوتیں۔ عام وخاص رسول مدنی تاجدار کی محبت میں مست وسرشار نظر آتے۔ ہر سال شہنشاہ دوعالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے گنبد مزار پر غلاف سبز چڑھایا جاتا اور اس غلاف کی تیاری میں مدینے کی سادات شہزادیوں کی خدمات حاصل کی جاتیں۔ اور ان کو اس خدمت کا نذرانہ ترک حکومت کی جانب سے پیش کیا جاتا۔ اِس طرح سادات کرام کی گزر اوقات کیلئے روزینہ فراہم کیا جاتا۔ حضرت مولانا موصوف مدینۃ الرّسول کے ان شب وروز کو بڑی حسرت سے یاد فرماتے اور آبدیدہ ہوتے۔

یہ زمانِ برکت نشان شریف کی حکومت ۱۳۴۳ھ/ ۱۹۲۴ء تک رہا۔ تا آنکہ نجدیوں نے خروج کیا اور سعودیوں کی حکومت ۱۹۲۵ء میں برسر اقتدار آئی اور عہد ماضی کا یہ آفتاب اپنے نصف النہار پہنچ کر غروب ہو گیا۔

یہ مسلم ہے کہ جو فنا فی الرسول ہوتا ہے وہ فنا فی الشیخ بھی ہوتا ہے۔ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد اپنے شیخ کامل امام احمد رضا کے ہاتھ ۱۳۱۴ھ ہی میں اپنے زمانہ قیام پیلی بھیت میں بک چکے تھے۔ ہاں بیعت اصلاحی کی تکمیل ابھی باقی تھی۔ مولانا نے ایک خواب دیکھا، قلب صافی نے یہ تعبیر دی کہ امام البریلوی کی زندگی کا یہ آخری سال ہے۔ اللہ اللہ! جس ولی صفات نے ۱۳۲۷ھ سے ۱۳۳۹ھ تک مدینہ سے سوائے حج باہر نکلنا گوارا نہ کیا، اب اس نے اپنے شیخ کامل کی آخری ملاقات کیلئے بریلی شریف سفر وسیلۂ ظفر کا قصد کرلیا۔ یہاں ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۰ء میں پہنچ کر اعلیٰ حضرت مجدّد دین وملت امام احمد رضا خاں کی بارگاہ میں ۶۲/ روز حاضر

رہے۔ بیعت و خلافت سے نوازے گئے۔ وہاں آپ کو شریعت و طریقت کا ایک ساحل بیکراں نظر آیا۔ حضرت امام البریلوی کے شب و روز بھی دیکھے۔ عبادت وریاضت، تصنیف و تالیف کے محیر العقول مناظر بھی نظر آئے۔ احمد رضا کے پیکر میں ایک کرامت مجسّم اور استقامت مسلم تھا۔ جو از عجم تا عرب اپنے فیضان کے دریا بہا رہا تھا۔

حج کے ایّام قریب تھے۔ حضرت مرشد بریلوی نے اپنے مدنی خلیفہ کو دعاؤں کے ساتھ حجاز مقدس واپسی کی اجازت مرحمت فرمائی۔ ابھی یہ مدینہ کا مسافر حج کے بعد مدینہ پہنچا ہی تھا کہ صفر مظفر ۱۳۴۰ھ میں بریلی شریف سے ٹیلیگرام آیا کہ اعلیٰ حضرت بریلوی وصال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری رضوی نے وصال کی امید لئے اپنی پوری زندگی مدینہ کی مجاورت میں گزار دی۔ اور دوری گوارہ نہ کی۔ مریدین، خلفا و اعزا عرب و عجم میں تشریف آوری کی دعوت دیتے اور آپ یہ فرماتے کہ میرا وقت آخری ہے۔ میں مدینہ سے باہر جانا نہیں چاہتا۔ کہیں موت نہ آجائے۔ آپ کا مدینہ منورہ میں ۱۳۲۷ھ سے ۱۴۰۱ھ تک دم واپسیں ۷۴ رسال تک قیام رہا۔

سادگی آپ کا شعار تھی۔ آپ کی صورت خدا یاد اور سیرت سیرت رسول کا مظہر تھی۔ سنّت رسول کی اتباع میں آپ نے بکریاں بھی پالیں۔ اس کے دودھ سے مہمانان رسول کی ضیافت فرماتے۔ حجاج وزائرین کا ٹھکانا آپ کا گھر تھا۔ آپکی ذات قادری رضوی جلوہ گاہ تھی۔ آپ کا دولت کدہ قادری خانقاہ تھا۔ آپ شہرۂ آفاق قادری شیخ تھے۔ عرب و عجم میں آپ کے مریدین اور خلفا کی تعداد ہزاروں ہے۔ آپ کا اصل مشغلہ حب رسول کی دولت جمیل، نعت رسول تھا۔ آپ کی ہر مجلس مجلس نعت ہوتی اور ہر محفل یاد خدا و ذکر رسول سے آباد ہوتی۔ آپ کی بارگاہ میں عرب و عجم کے ہر علاقے کے لوگ آتے مجلس ونعت خوانی میں شریک ہوتے۔ ہندی حجازی ترکی شامی مصری ایرانی سوڈانی کردی سب اپنی اپنی زبان میں نعت رسول پڑھتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ سارا عالم نعت خواں ہے۔ اور آپ کی حب رسول دنیائے جمیل صرف نعت سے آباد ہے۔ آپ سب سے دوزانو بیٹھنے کی تاکید فرماتے، نعت سنتے، اشکبار ہوتے، مرحبا مرحبا فرماتے، سبحان اللہ صلی علیٰ کی گونج میں روتے۔ اپنے شیخ کامل امام البریلوی کا مجموعۂ نعت

''حدائق بخشش'' سے خصوصاً بار بار نعت شریف سنتے ''مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام'' کی گونج میں آپ کا قادری دولت کدہ حدائق بخشش معلوم ہوتا اٹھتے بیٹھتے اسی کے اشعار آپ کی زبان پر ہوتے۔ اپنی خلوت وجلوت بارگاہ رسول میں حاضری، احباب کی ملاقات اور خلوص ومحبت کے اظہار کے وقت اپنے شیخ کامل امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہٗ کے اشعار سے کام لیتے مختصر یہ کہ آپ کی خلوت وجلوت کا انجام نعت رسول پر ہوتا۔ اختتام پر عام لنگر تقسیم ہوتا۔ مہمان رسول آپکے مہمان ہوتے۔ صبح کا ناشتہ ہوتا یا دوپہر کا کھانا ہر آنے والے کو اصراراً شریک فرماتے۔ رات کی مجلس میں نعت رسول کا عالم بھی کچھ اور ہوتا۔ پھر صلوٰۃ وسلام اور دعا کے بعد تقسیم لنگر دربار ضیائی کا بڑا دلنواز منظر تھا۔ جو روزانہ دیکھنے میں آتا۔ کیف وسرور کی اس مجلس میں شریک ہونے والے ''ایک بار دیکھا ہے اور دوسری بار دیکھنے کی ہَوَس'' دلوں میں لے کر رخصت ہوجاتے۔

آپ مصنف نہیں تھے مگر مصنفین آپ کے حضور اپنا تصنیفی مواد حاصل کرتے۔ آپ کی خدمت میں اہل قال آتے اور مست حال ہو کر واپس جاتے اور دونوں بقدر ظرف اپنا اپنا حصہ پاتے۔ عام وخاص آپ کو سیدی کہکر مخاطب کرتے۔ علمائے مدینہ آپ کا بڑا احترام کرتے۔ آپ سے ملنے وہ لوگ خود آتے اور آپ کو شیخ العلماء کہکر یاد کرتے۔ حضرت مبلغ عالمِ اسلام مولانا شاہ محمد عبد العلیم صدیقی مدنی سے رشتۂ مودت واخوت تو دم واپسیں تک رہا۔ حضرت صدیقی کے ایام علالت ورحلت میں آپ ان کے پاس بھی رہے اور اپنے فرزند گرامی مولانا محمد فضل الرحمان قادری مدنی کو ان کی خدمت کیلئے مامور فرمایا۔ مولانا علی حسین البکر المدنی آپ کے محب ومخلص اور قدرداں تھے۔

آپ کی محبت میں غربا وفقرا کو دیکھ کر سلف صالحین کی یاد تازہ ہوتی۔ تواضع وانکساری تو آپ کا مزاج تھا۔ آپ کی خدمت میں جو بھی آتا آپ حسب مراتب اس کی پذیرائی فرماتے۔ آپ کا دروازہ سب کے لیے کھلا اور دسترخوان کرم عام ہوتا۔

مریدین مخلصین کی اصلاح ہر وقت پیش نظر ہوتی۔ نماز پنجگانہ کی تاکید فرماتے۔ طہارت قلب ونظر کی تلقین کرتے۔ عقائد واعمال کی تصحیح پر زور دیتے۔ مخلصین علما اہل محبت کی قدر کرتے۔ افتراق وانتشار سے ہمیشہ الگ رہنے کی تاکید فرماتے۔ ہر شخص کو اس کے فرائض کی انجام دہی کی ہدایت کرتے۔ صبر وشکر کے کلمات ہمیشہ آپ کی زبان پر ہوتے —— آپ مدینۃ الرسول میں حضرت حسان کے نقش قدم اور امام بوصیری کی راہ پر گامزن اور حضرت جامی کا سرور لئے

مست وسرشار اور اپنے شیخ کامل امام احمد رضا بریلوی کے مسلک کی یادگار تھے۔طریقت کا ہر خانوادہ آپ سے مانوس تھا۔آپ مذہب حق اہلسنت وجماعت کے اعلم العلماء شیخ المشائخ تھے۔

آپنے اتباع سنت میں سائلانہ زندگی بھی بسر فرمائی۔عبادت و ریاضت سکر وصحو کی منزلوں سے گزر کر ۴۵ رسال کی عمر میں پہلا نکاح کیا۔ پھر پہلی اہلیہ کی مفارقت کے بعد دوسرا نکاح بھی مدینہ ہی میں کیا۔آپ کی باقیات صالحات میں آپ کے جانشین برحق مولانا فضل الرحمٰن قادری مدنی اور ایک صاحبزادی ہیں۔آپ ہی کی پوتی حضرت قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی کی شریک حیات ہیں۔ مذکورۃ الصدر بزرگوں کے علاوہ دوسرے بزرگوں سے بھی آپکے تعلقات دیرینہ تھے۔حضرت محدّث علی پوری، پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کا تو مدینہ منورہ میں قیام بھی آپ کے پاس ہوتا۔حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفٰے رضا خاں نوری بریلوی کی قدم بوسی اور دست بوسی میں سبقت فرماتے۔ایک بار حج کا ارادہ صرف اس لئے فرمایا کہ مرشدزادے حضرت مفتی اعظم ہند کے زیر سایہ عرفات میں قیام اور دعاؤں میں شمولیت میسّر آئے۔مدینہ میں حضرت موصوف کے پاس ایک شخص مرید ہونے آیا تو آپنے اس کو تنبیہہ فرمائی اور کہا کہ شہنشاہ کی موجود گی میں مجھ سے طالب ہورہا ہے۔پھر وہیں مرشدزادے سے اسکو بیعت کرایا۔

حضرت حافظ ملّت حافظ عبدالعزیز مبارک پوری، مفتی اعظم پاکستان، مولانا ابو البرکات، محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد، حضرت مجاہد ملّت مولانا حبیب الرحمٰن، حضرت مولانا محمد عبدالغفور صاحب ہزاروی اور علامہ احمد سعید کاظمی قدست اسرارہم العزیز وغیرہم علمائے اہلسنت ومشائخ طریقت آپکی خدمت میں ضرور آتے۔اور آپ سب کی پذیرائی فرماتے۔آپ کا آستانہ ہر دور میں ایک بین الاقوامی پلیٹ فارم رہا۔ جہاں عرب وعجم کے علماء عوام ایک دوسرے سے ملتے ،قومی وملّی مسائل پر تبادلہ خیالات کرتے۔فیصلے ہوتے اور دین وملّت کے پیغام کو لے کر آپ کی دعاؤں کے ساتھ لوگ اپنے اپنے علاقے میں جاتے۔ نئے جوش اور نئی امنگوں کے ساتھ درس وتدریس وعظ وتلقین اور تصنیف وتالیف کے کاموں میں مشغول ہوجاتے۔

یہ تھا حضرت شیخ مولانا ضیاء الدین احمد قادری مدنی کا عالمی فیضان اور یہ تھے مدینۃ الرسول میں ایک عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان آفریں صبح وشام۔

معاصر

مولانا حبیب الرحمٰن خاں شیروانی

مولانا حبیب الرحمٰن خاں شیروانی ابن محمد تقی خاں (م ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء) ۲۸ شعبان ۱۲۸۳ھ/ ۵ جنوری ۱۸۶۷ء کو شیروانی خاندان بھیکم پور میں پیدا ہوئے اور اس خاندان کے گل سر سبد کہلائے۔ مولانا کی تعلیم و تربیت بڑے اہتمام سے خالص مشرقی ماحول میں ہوئی۔ مشرقی زبانوں پر خاصا عبور تھا، مزاج خالص علمی تھا۔ ذوق و شوق کا یہ عالم تھا کہ اپنی جیب خاص سے ایک کثیر رقم خرچ کر کے حبیب گنج میں ایک ایسا نادر اور قیمتی کتب خانہ جمع کیا کہ اس کی شہرت ملک سے باہر پہنچی۔ اسی علم و فضل کی بنیاد پر مسلم یونیورسٹی علیگڑھ میں شعبہ دینیات کے سربراہ مقرر ہوئے۔ یہاں تک کہ میر عثمان علی خاں بہادر نظام دکن نے آپکو ریاست کا صدر الصدور بنا کر حیدرآباد بلالیا۔ وہاں نظام دکن نے بڑی پذیرائی کی اور مولانا کو صدر یار جنگ کے خطاب سے نوازا [۱]

مولانا کے خصوصی مراسم تادم اخیر مولانا سید سلیمان اشرف سے قائم رہے۔ مولانا شیروانی جب تک علی گڑھ میں رہے سید صاحب مرحوم کی صحبت میں گھنٹوں بیٹھتے۔ ان کی علمی تصنیفی برتری کے دل سے قائل تھے۔ مولانا سید سلیمان اشرف کی ''الانہار'' کی شبلی کی شعر العجم پر فوقیت دیتے [۲] یہی وجہ ہے کہ مولانا اپنے مسلک میں آزاد خیال ہوئے بھی ترکِ موالات کے زمانہ میں تحریک سے الگ رہے۔ حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی کی تدریسی مہارت کے مداح تھے۔ [۳]

حضرت حجۃ الاسلام سے تعلقات کی بنیاد خالص علمی تھی۔ پھر دونوں رئیس ابن رئیس تھے۔ مولانا نے دار العلوم منظر اسلام بریلی کا معائنہ بھی فرمایا اور یہاں کی تدریسی صلاحیتوں سے متاثر ہو کر حیدرآباد دکن سے ایک ماہانہ وظیفہ مقرر کرایا جو تقسیم ہند تک جاری رہا۔ [۴]

---

(۱) ابو الکلام آزاد: مقدمہ غبار خاطر ص ۸۔۹

(۲) (۳) محمود احمد قادری: تذکرہ علمائے اہلسنت ص ۱۰۰۔ ۵۳

(۴) مولانا حسنین رضا خاں صاحب کا ارشاد

مولانا کا انتقال ۸ر ذی قعدہ ۱۳۷۰ھ/ ۱۱ راگست ۱۹۵۰ء علیگڑھ میں ہوا۔ اپنے موروثی قبرستان بھموری نزد حبیب گنج آسودہ خواب ہوئے۔

مولانا شاہ عبد الباری فرنگی محلی لکھنؤ

فاضل① اکمل مولانا عبد الباری ابن حضرت مولانا شاہ عبد الوہاب ۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء کو فرنگی محل لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ شیخ ایسے کہ ابّاً عن جدّ صاحب خانقاہ، مدرس ایسے کہ جامعہ معقول و منقول، شیخ الحدیث ایسے کہ بڑے بڑے علماء نے آپ سے درس حدیث لیا اور آخر تک درس حدیث دیتے رہے۔ آپ ہی کی کوشش سے فرنگی محل لکھنؤ میں مدرسہ نظامیہ قائم ہوا۔ تحریکِ خلافت، تحریکِ موالات میں یہ بھی گاندھی کی آندھی میں آگئے مگر صاحب نسبت تھے۔ بزرگوں کا فیضان کام آگیا۔ امام احمد رضا پھر آپ کے شہزادۂ اکبر حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب کی توجہ دلانے پر آپ نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور خلافِ شرع باتوں سے رجوع کر لیا۔ حرمین طیّبین میں مزارات کے انہدام نجدیوں کے ہاتھوں قبور کے مسمار کئے جانے کے خلاف، خدام الکعبہ، خدام الحرمین کے نام سے ایک تنظیم قائم کی۔ آپ ہی کے حکم سے مولوی اشرف علی تھانوی کی بہشتی زیور اور حفظ الایمان فرنگی محل میں جلائی گئی۔ آپ نے تھانوی صاحب کو حفظ الایمان کی کفری عبارت سے توبہ کے لئے بار بار متوجہ کیا۔ مگر توبہ کی توفیق نہ ہوئی۔②

آپ علمائے فرنگی محل کے شیخ تھے۔ آپ کے وصال ۷ رجب المرجب ۱۳۴۴ھ/ ۱۹۲۵ء پر فرنگی محل کا ایک عہد ختم ہو گیا۔

مولانا رحم الٰہی مظفر نگری

امام المعقولات حضرت مولانا سید عبد العزیز انبیٹھوی رحمۃ اللہ علیہ تدریس کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ درسیات پر پوری مہارت تھی۔ تدریس کا انداز بڑا دلنشین پایا تھا۔ امام احمد رضا بریلوی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ یہ طرۂ امتیاز آپ کو حاصل تھا کہ مفتی اعظم مولانا شاہ محمد مصطفٰے رضا

---

① محمد مسعود احمد پروفیسر: تحریک آزادئ ہند اور السواد الاعظم ص ۱۰۲۔ ۱۰۳

② محمود احمد قادری مولانا: تذکرہ علمائے اہلسنت ص ۱۷۳۔ ۱۷۴

خاں آپ کے تلمیذ بلند مرتبت تھے۔آپ کے تلامذہ میں اکابر علماء مناظر اعظم مولانا حشمت علی خاں لکھنوی م ۱۳۸۰ھ/ ۱۹۶۰ء مولانا غلام جیلانی اعظمی، مولانا حامد حسن فاروقی، مولانا عزیز الحسن پھپھوندوی م ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء مولانا احسان علی مظفر پوری محدث بریلی م ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۲ء کے نام بھی آتے ہیں۔ پوری زندگی تدریس میں گزری۔عمر کا آخری حصّہ ضعف بینائی کی وجہ سے وطن میں گزرا۔ ۱۳۶۳ھ/ ۱۹۴۴ء صفر المظفر میں بریلی شریف حاضری دی۔احباب تلامذہ سے ملاقات کے بعد وطن واپس ہوئے۔گاڑی میں اختلاج قلب کا دورہ پڑا اور پھر کچھ پتہ نہ چل سکا۔شہید تدریس نے سفر میں مرتبہ شہادت پالیا۔ ①

مولانا شاہ عبد السلام جبل پوری معاصرین میں یہ تنہا آپ کو شرف حاصل تھا کہ آپ امام احمد رضا کے درس میں حضرت حجۃ الاسلام کے شریک اسباق تھے۔آپ کو عید الاسلام کا لقب پیر و مرشد کی بارگاہ سے عطا ہوا تھا۔امام احمد رضا نے آپ کو علمی عملی ذہنی اخلاقی تعلیم وتربیت کے ساتھ بیعت وخلافت سے ۱۳۱۳ھ/ ۱۹۹۶ء میں سرفراز فرمایا آپ تحریکِ ندوہ کی بیخ کنی سے لیکر ماہ وصال اپنے پیر و مرشد کی ہدایات کے مطابق احیاء سنت اور سرکوبئ بدعت میں ہر ہر مقام پر پیش پیش رہے۔آپ کو یہ شرف بھی حاصل تھا کہ آپ کے صاحبزادے مولانا مفتی محمد برہان الحق بھی امام احمد رضا کے تلمیذ اور خلیفہ تھے۔آپ کا وصال جبلپور میں ۱۸ جمادی الاول ۱۳۷۲ھ/ ۱۹۵۲ء کو ہوا۔امام احمد رضا نے اپنے خلفاء میں آپ دونوں کا ذکر اسطرح فرمایا۔

عید سلام سلامت جس سے　　سخت آفات میں آتے یہ ہیں
آل الرحمٰن، برھان الحق　　شرق پہ برق گراتے یہ ہیں

آپ کی آخری آرام گاہ محلہ دار السلام جبلپور میں زیارت گاہِ خاص وعام ہے۔

مولانا امجد علی اعظمی

مولانا امجد علی اعظمی بن مولانا حکیم جمال الدین ۱۲۹۶ھ/ ۱۹۱۸ء قصبہ گھوسی اعظم گڑھ

---

① محمود احمد قادری مولانا: تذکرہ علمائے اہلسنت ص ۸۹ وغیرہ

② محمد برہان الحق مفتی جبلپوری: اکرام امام احمد رضا ص ۳۲-۳۵-۴۲

③ الاستمداد علی الارتداد : امام احمد رضا

یوپی ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی کتب اپنے جد امجد مولانا خدا بخش اور رشتہ کے بڑے بھائی مولانا محمد صدیق سے پڑھیں —— پھر انھیں کے مشورے سے شہر علم وحکمت جونپور آ کر حضرت امام الحکمۃ مولانا ہدایت اللہ خان صاحب جونپوری سے ایسا استفادہ کیا کہ خود مفید الطالبین بن گئے۔ پھر محدث سورتی کا شہرۂ آفاق مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت آپکی منزل تکمیل بنا۔ علمِ طب کا موروثی ذوق آپ کو لکھنؤ لے آیا ۱۳۲۳ھ میں حکیم عبد الولی سے علمِ طب حاصل کیا۔ ۱۳۲۳ھ سے ۱۳۲۷ھ تک اپنے استاذ محدث سورتی کی مدرستہ الحدیث پیلی بھیت میں درس دیتے رہے۔ اور پٹنہ عظیم آباد میں ایک سال تک مطب بھی کرتے رہے کہ امام احمد رضا کو بریلی میں ایک مدرس کی ضرورت ہوئی۔ حضرت محدث سورتی نے آپ کو پٹنہ عظیم آباد سے عشق و محبت کی آخری قتل گاہ بریلی شریف روانہ کردیا۔ پھر کیا تھا ایک لعل کو معدنِ بدخشاں اور آبجو کو ساحل مراد۔ وقت کے سب سے بڑے فقیہ نے انھیں صدر الشریعہ کے لقب سے نوازا۔ معاصرین نے ان کو مسلسل شب وروز دینی مصروفیات کی بنا پر ان کو کام کی مشین قرار دیا۔ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں امام احمد رضا کے دست حق پرست پر ایسی بیعت کی کہ اٹھارہ سال تک شیخ کامل کی بارگاہ میں حاضر رہے [1] اور فنافی الشیخ کے مرتبہ کمال کو پہونچے اور خلافت سے نوازے گئے۔ مرشد کامل نے ''میرا امجد مجد کا پکا'' کہکر بزرگی و دینداری کی گواہی دیدی۔ فقیہ ایسے کہ صدر الشریعہ آپ کے نام کا جز و اعظم قرار پایا۔ پوری زندگی احکام شریعت کی تبلیغ و اشاعت کرتے رہے۔ آپ کے معاصرین نے آپکی کتاب لاجواب ''بہار شریعت'' کو شریعت کا باغِ سدا بہار تسلیم کرلیا۔ مدرس ایسے کہ اس صدی کی تدریسی دنیا پر آپ کا اور آپ کے تلامذہ کا سکہ چل رہا ہے۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد کثیر ہے۔ جن میں محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد لائل پوری، حافظِ ملت مولانا حافظ محمد عبد العزیز محدث مبارکپوری، مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن رئیس اڑیسہ، امین شریعت مولانا شاہ رفاقت حسین، مولانا قاضی شمس الدین جونپوری فاضل جلیل مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی، مناظر اعظم مولانا حشمت علی خاں لکھنوی، مولانا غلام یزدانی صدر

---

[1] ۱۳۴۳ھ میں دار العلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف کی صدارت کیلئے آپنے معذرت کرلی اور آستانۂ شیخ کی ترک مجاورت پر راضی نہ ہوئے۔ تا آں کہ صاحب سجادہ حضرت حجۃ الاسلام نے مولانا سید سلیمان اشرف کی درخواست پر اجازت دے دی۔

المدرسین جامعہ رضویہ منظر السلام بریلی، مولانا تقدس علی خاں شیخ الحدیث جامعہ راشدیہ پیر جو گوٹھ خیرپور پاکستان، فقیہ عصر مولانا مفتی اعجاز ولی خاں قادری لاہور، مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی شیخ الحدیث براؤں شریف مولانا احسان علی صدیقی محدث بریلی مظفر پوری، مولانا ولی النبی صاحب بیکی شریف، مولانا سید آل مصطفیٰ مارہروی، علامہ عبد المصطفیٰ ازہری کراچی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین شہرۂ آفاق ہوئے اور مولانا وقار الدین شیخ الحدیث دار العلوم امجدیہ کراچی، مولانا قاری محبوب رضا خاں کراچی، مولانا سید ظہیر الدین علی گڑھی بقید حیات ہیں۔

۲ ذی قعدہ ۱۳۶۷ھ/ ۶ ستمبر ۱۹۴۸ء بروز دوشنبہ مفتی اعظم ہند مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں کی معیت میں حج و زیارت کے ارادے سے رات کو بمبئی پہنچے۔ اسی رات ۱۲ بج کر ۲۶/ منٹ پہ وصال فرما کر حج و زیارت کی سعادت ابدی حاصل کر لی۔

قدم رکھنے کی نوبت بھی نہ آئی تھی سفینے میں
مدینے کا مسافر ہند سے پہنچا مدینے میں

مولانا عبد الاحد محدث پیلی بھیتی

سلطان الواعظین مولانا عبد الاحد، محدث سورتی حضرت مولانا وصی احمد کے تنہا و یکتا صاحبزادے تھے ۱۲۹۸ھ/ ۱۸۸۳ء میں پیلی بھیت میں پیدا ہوئے۔ تیرہ سال کی عمر میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں کی خدمت میں بریلی حاضر ہو گئے اور آپ ہی سے دورہ حدیث پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔ امام احمد رضا نے خود اپنے دستِ مبارک سے دستار بندی کی۔ اپنے والد نامدار محدث سورتی سے علومِ دینیہ کی تکمیل کے بعد تکمیل الطب کالج لکھنؤ میں طب کی تکمیل کی اور ایک عرصہ تک طبابت کا سلسلہ جاری رکھا۔ پھر مدرسہ حنفیہ پٹنہ عظیم آباد میں چند سال تک درس نظامی کے جملہ فنون پڑھاتے رہے۔ پھر آخر عمر تک مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت میں درس حدیث دیتے رہے۔ آپکے مواعظ حسنہ کی دھوم پورے ہندوستان میں تھی۔ آواز بڑی پاٹ دار پائی تھی۔ امام احمد رضا نے ایک خصوصی تقریب میں سلطان الواعظین کا خطاب عطا فرمایا۔ اور اپنی کتاب ''الاستمداد'' میں خلفاء کے تذکرہ میں آپ کا ذکر اس طرح فرمایا ؎

اک اک وعظ عبد الاحد پر کتنے ننھے پھلاتے یہ ہیں

یہ شرف بھی آپ کو حاصل رہا کہ آپ نے حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں کے ساتھ امام احمد رضا خاں کی معیت میں فریضۂ حج ادا کیا۔ حرمین طیبین میں ساتھ ساتھ رہے۔ وہاں کے دینی تصنیفی مسلکی مراحل میں حق رفاقت و خدمت ادا کرتے رہے۔ آخر عمر تک تحریکِ خلافت تحریک ترکِ موالات، تحریکِ مسجد شہید گنج مچھلی بازار کانپور، ہندو مسلم اتحاد، حجاز میں نجدیوں کے مظالم کے خلاف اپنے پیر و مرشد امام احمد رضا کے مسلک اور ہدایات کے مطابق صفِ اول میں ہر طرح نبرد آزما رہے۔ حجۃ الاسلام سے خصوصی مراسم تھے۔ آپ کا نہایت احترام کرتے تھے۔ آپ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں امام احمد رضا سے ماذون و مجاز تھے۔ آپ کا وصال ۱۳ شعبان ۱۳۵۲ھ یکم دسمبر ۱۹۳۳ء کو لکھنؤ میں ہوا۔ گنج مراد آباد آم کے باغ میں اپنے خسر مولانا عبد الکریم گنج مراد آبادی کے پہلو میں آرام فرمایا۔ آپ کی باقیات صالحات کا سلسلہ قاری احمد پیلی بھیتی اور ان کے صاحبزادے خواجہ رضی حیدر اور دیگر اولاد ذکور و اناث سے جاری ہے۔ آپ کے وصال سے مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت کا عہد زریں ختم ہو گیا۔ مسجد بی بی جی مرحومہ کے جلسۂ تعزیت میں حضرت حجۃ الاسلام نے دعائے مغفرت فرمائی۔

(خواجہ رضی حیدر، محدث سورتی۔ محمود احمد قادری مولانا، تذکرۂ علمائے اہلسنت ص ۱۶۸۔۱۶۹)

تلامذہ

حجۃ الاسلام کے تلامذہ کی فہرست میں مفتی اعظم کا نام نامی جہاں تسبیح کے دانوں میں امام کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہاں حجۃ الاسلام کی زندگی کا یہ گوشۂ مستور بھی جگمگا اٹھتا ہے کہ آپ امام احمد رضا کی موجودگی میں مسند تدریس پر فائز ہوئے۔ اور آپ نے نہ صرف باہر بلکہ گھر والوں کو بھی پڑھایا۔ مندرجہ ذیل سطور میں یہ حقیقت آشکار ہے۔

احوالِ پاکیزہ مکرم مفتی اعظم

۱۹ ۹۱ ء

صورت وسیرت شریعت وطریقت کے محاسن کو اگر مجسّم کر دیا جائے تو وہ مفتی اعظم عالم اسلام مولانا شاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری رضوی نوری بریلوی کا سراپا قرار پائے گا۔

''آپ کی ولادت ورحلت، محاسن وفضائل کا عنوان اتنا ہمہ گیر ہے کہ لکھنے والے مسلسل لکھ رہے ہیں۔مگر یہ قصہ تمام ابھی ناتمام ہے۔''

مفتی اعظم اپنے بڑے بھائی حجۃ الاسلام سے عمر میں ۱۸ سال چھوٹے تھے۔آپ نے اپنے بڑے بھائی سے پڑھا بھی ہے اور استفادہ بھی کیا ہے۔مگر اصل وہ صحبت وتربیت ہے جو آپنے اپنے والد گرامی وقار امام احمد رضا سے حاصل کی۔جس نے آپ کو سب کچھ بنا دیا۔خود تحریر فرماتے ہیں۔

> ''فقیر جب تک سن شعور کو نہ پہنچا تھا اور اچھے برے کی تمیز نہ تھی، بھلائی برائی کا ہوش نہ تھا اس وقت میں ایسے خیال ہونا کیا معنی۔پھر جب سن شعور کو پہنچا تو اور زیادہ بے شعور ہوا۔ جوانی دیوانی مشہور ہے مگر ''الصحبۃ مؤثرۃ'' صحبت بغیر رنگ لائے نہیں رہتی۔اور پھر اچھوں کی صحبت اور وہ بھی کون جنھیں سید العلماء کہیں تو حق یہ ہے کہ حق ادا نہ ہو جنھیں تاج العرفاء کہیں بجا، جنھیں مجدد وقت اور امام اولیاء سے تعبیر کریں تو صحیح، جنھں حرمین طیبین کے علمائے کرام نے مدائح جلیلہ سے سراہا۔''انہ سید الفرد الامام'' کہا ان کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔اپنا شیخِ طریقت بنایا، ان سے سندیں لیں اجازتیں لیں انھیں اپنا استاد مانا۔پھر ایسے کی صحبت کیسی بابرکت صحبت ہوگی سچ تو یہ ہے کہ اس صحبت کی برکت نے انسان کر دیا___ جسکی نظر عنایت نے پکّا مسلمان بنا دیا۔ الملفوظ،ص ۴

راقم الحروف ''احوال پاکیزہ مکرم مفتی اعظم'' (۱۹۹۱ء) کے تاریخی عنوان سے منقبت اور تاریخی مادّوں پر مشتمل سیرت منظوم ہدیہ قارئین کر رہا ہے۔

مرثیہ مرشدِ زمانہ — **فراق مفتی اعظم ہند** — مرثیہ سردارِ اصفیا

۱۴۰۲ھ — ۱۹۸۱ء — ۱۴۰۲ھ

کیا بتاؤں کون کیسا مقتدا جاتا رہا — مقتدا کرتے تھے جسکی اقتدا جاتا رہا
خوبصورت خوب سیرت خوش لقا جاتا رہا — خوبیٔ خوباں کا جو معیار تھا جاتا رہا
حق شعار و حق نگر حق آشنا جاتا رہا — حق نگار و حق نظر حق رہنما جاتا رہا
پارسائی کی سند ملتی تھی جسکی ذات سے — پارساؤں میں وہ ایسا پارسا جاتا رہا
آفتاب نور پہنچا جس کا تا نصف النہار — وہ ہوا زائل تو عالم نور کا جاتا رہا
اٹھ گیا نوری میاں کا وارثِ حق اٹھ گیا — جانشینِ حضرتِ احمد رضا جاتا رہا
کس کو ڈھونڈوں کسکو پاؤں اور کروں کس سے سوال — خود تھا ہر اک بات کا جو فیصلہ جاتا رہا
نطق ہی خاموش ہوجاتا کبھی جس کے حضور — وہ فصیح بے بدل اسلام کا جاتا رہا
مجلسِ بیعت میں آجاتے تھے جسکی غوث بھی — دوستو! وہ نائب غوث الوریٰ جاتا رہا
اے بریلی اے زمین تاجدار علم و فن — جو امانت دار تھا اسلاف کا جاتا رہا
جانے والے تجھ پہ ہوں سو سو خدا کی رحمتیں — تو گیا کیا حوصلہ اسلام کا جاتا رہا
مصطفےٰ تھا نام جس کا وہ تھا مصطفےٰ — صورت وسیرت میں تھا جو مصطفےٰ (۱) جاتا رہا
اصطفا (۲) منزل میں تو اور مصطفےٰ (۳) منزل تری — از بریلی تا مدینہ فاصلہ جاتا رہا
اے شبیہ حضرت احمد رضا پائندہ باد — تو گیا تو آہ! اب احمد رضا جاتا رہا
گھول جو دیتا تھا رس کانوں میں میٹھے بول سے — اے سراپا گوش وشیریں ندا جاتا رہا
مدرسہ ہو کوئی مسجد ہو یا کوئی خانقاہ — ہر مکاں میں تو نکیں (۴) لاریب تھا جاتا رہا

---

(۱) پسندیدہ
(۲) مراد قیام گاہ۔ مدینہ میں جہاں آپکا قیام ہوا اس کا نام بھی اصطفےٰ منزل تھا
(۳) ذات نبوت مراد ہے صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم
(۴) اس سے حضرت ممدوح کا فیضان مراد ہے

منزلِ گم کردہ منزل ہدایت کا نشاں　　مرشد و ہادی ہمارا آسرا جاتا رہا
زندگی بھر تھی رضائے مصطفےٰ جسکو عزیز　　وہ رضائے مصطفےٰ کا مصطفےٰ جاتا رہا
ڈوب کر بحر فنا میں وہ بقا کے گھاٹ تک　　بہر دیدار شہِ اہلِ بقا جاتا رہا
احمد نوری نے دی جسکی ولادت کی خبر　　اس بشارت کی خبر کا مبتدا جاتا رہا
دل گیا تو غم نہیں کہ دلربا کے پاس تھا　　غم تو یہ ہے آج اپنا دل ربا جاتا رہا
ہر دلِ بیکل کو کل ملتی تھی جسکی دید سے　　اس دل بے آسرا کا آسرا جاتا رہا
احمد نوری نے دی جسکو خلافت ہند میں　　تا لحد نوری کا وہ نوری رضا جاتا رہا
دست بھی جسکا براہِ راست دستِ غوث تھا　　جو مریدوں پر تھا یعنی کالسماء جاتا رہا
جو رہا شیریں ادا ہر دم خدا کی راہ میں　　"وہ ولائے حق امام الاتقیاء جاتا رہا"
ڈٹ گیا ہو جو ہمیشہ موج صد طوفان میں　　کشتئ امت کا ایسا نا خدا جاتا رہا
مطمئنہ نفس امارہ ہوا جس کے حضور　　جو بہر خناس تھا تیر قضا جاتا رہا
لمحہ لمحہ جو مجسم شاغل و ذاکر رہا　　شغل ذکر و فکر وہ مشغلہ جاتا رہا
فرط و ذخر و اجر و شافع چل بسا　　ہم گنہگاروں کے دل کا حوصلہ جاتا رہا
ہوگیا محراب و منبر آہ سونا ہوگیا　　راکع و خاشع امام الاولیاء جاتا رہا
ہوگیا تاریک عالم اور ظلمت بڑھ گئی　　چھپ گیا دن آفتاب پر ضیاء جاتا رہا
ناز تھا جس کے وجود ناز پر خود ناز کو　　وہ سراپا نازش اہلِ ولا جاتا رہا
پیر وہ ایسا کہ لاکھوں لاکھ ہوں جسکے مرید　　اس صدی کا بے بدل وہ رہنما جاتا رہا
ذات تھی جس کی مریدوں کیلئے حصن حصین　　وہ حفاظت کا مکمل دائرہ جاتا رہا
ہمسفر حیران منزل دور شب رہ پر خطر　　قافلے کی خیر میرِ قافلہ جاتا رہا

جس نے دی تھی یہ دعا خوشتر کو خوشتر کر خدا
آہ! وہ خوشتر کا خوشتر خوش ادا جاتا رہا

☆☆☆☆☆☆☆☆

شیخ المشائخ مرشد العلماء قطب الاولیاء رئیس الاتقیاء شاہزادہ امام احمد رضا حضور مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں نوری کی وفات حسرت آیات پر قطعات اور تاریخی مادّے

’’تواریخ وصالِ محبوب‘‘

داد ہاتف صبحدم ایں چہ خبر — گریہ کردند آدمی جنّ وملک
آں رئیس الاتقیاء ذوالاحترام — کردرحلت نیکو فرجام فلک

’’کعبہ دل مرشدی آل الرحمٰن مولانا مصطفیٰ‘‘ — ’’رضا نوری اہل جود وعطا‘‘ — ’’مشابہ احمد رضا‘‘ — ’’ولی زمان خاتم الفقہا‘‘ — ’’قبلہ طالبان صاحبزادۂ احمد رضا‘‘ — ’’تارک دنیا مرشد العلماء‘‘ — ’’ولی بے عدیل مصطفیٰ رضا‘‘ — ’’فقیہ اعظم دین اسلام‘‘ — ’’دین پناہ ابوالبرکات محی الدین جیلانی آل الرحمٰن‘‘ — ’’محمد مصطفیٰ رضا ولی بالا‘‘ — ’’مزاج شناس اعلیٰ حضرت‘‘ — ’’ابن محقق ولی مجدد اعلیٰحضرت‘‘ — ’’مولد مصطفیٰ رضا‘‘ — ’’تاریخ نیک وجود‘‘ — ’’تاریخ جلوس‘‘ — ’’مصطفیٰ رضا پاک زاد آمد‘‘ — ’’گدائے نوری کی ولادت باسعادت‘‘ — ’’ولی کامل خاتم اکابر‘‘ — ’’سنی نوری رضوی‘‘ — ’’آماجگاہ قادری رضوی‘‘ — ’’خلیفۂ عدیم البدل بوالحسین احمد نوری‘‘ — ’’زیب فصحا خاتم الخلفاء‘‘ — ’’منزل محبان غوث الوریٰ‘‘ — ’’سیدی مفتی اعظم ہند قدوۂ اصفیاء‘‘ — ’’رضی اللہ القدوس عنہ‘‘ — ’’لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ سوئے بہشت عازم است‘‘ — ’’حقًّا سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی‘‘ — ’’ان کا ابراہیم غلام‘‘ — ’’واصف سیّدی خوشتر صدیقی‘‘ ———

پیشکش: فقیر قادری سگ بارگاہ رضوی محمد ابراہیم خوشتر صدیقی بانی سربراہ سنی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل ——— ماذون ومجاز سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ حامدیہ مصطفویہ ضیائیہ

حضور مفتی اعظم عالم اسلام مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری رضوی بریلوی نور اللہ مرقدہ نے اپنا

کلام اپنے دست فیض عام سے لکھا ہوا راقم الحروف فقیر قادری سگ بارگاہ رضوی محمد ابراہیم خوشتر صدیقی کو عطا فرمایا۔ اور اپنے کاشانہ اقدس بریلی شریف میں عید میلاد کی تقریب میں اسی سے پڑھوا کر سنا یہ نعت ”نعت شفاعت طلب“ کے تاریخی عنوان سے پہلی بار ”تذکرۂ جمیل“ کے قارئین کی نذر کر رہا ہوں۔

نعت شفاعت طلب

پڑھوں وہ مطلع نوری ثناء مہر انور کا
ہو جس سے قلب روشن جیسے مطلع مہر محشر کا

سنا نوری چمکتا مطلع وصف روئے انور کا
وہ جس کے سامنے ہو ماند چہرہ ماہ خاور کا

سر عرش علیٰ پہنچا قدم محبوب داور کا
زبان قدسیاں پر شور ہے اللہ اکبر کا

بنا عرش بریں مسند کف پائے منور کا
خدا ہی جانتا ہے مرتبہ سرکار کے سر کا

دو عالم صدقہ پاتے ہیں میرے سرکار کے در کا
اسی سرکار سے ملتا ہے جو کچھ ہے مقدر کا

مٹے ظلمت جہاں کی نور کا تڑکا ہو عالم میں
نقاب روئے انور اے مرے خورشید اب سر کا

بڑے دربار میں پہنچایا مجھکو میری قسمت نے
مری جاں صدقے کیا کہنا مرے اچھے مقدّر کا

ہے خشک و تر پہ قبضہ جسکا وہ شاہِ جہاں یہ ہے
یہی ہے بادشاہ بر کا یہی سلطاں سمندر کا

ضیا بخشی تری سرکار کی عالم پہ روشن ہے
مہہ و خورشید صدقہ پاتے ہیں پیارے ترے در کا

نگاہِ مہر سے اپنی بنایا مہر ذرّوں کو
الٰہی نور دن دونا ہو مہر ذرّہ پرور کا

طبق پر آسماں کے لکھتا میں نعت شہ والا
قلم اے کاش مل جاتا مجھے جبریل کے پر کا

مقابل ذرّہ در کے ذرا سا منہ نکل آیا
بہت شہرہ سنا کرتے تھے ہم خورشید محشر کا

جمال حق نما دیکھیں عیاں نور خدا پائیں
کلیم آئیں اٹھا دیکھیں ذرا پردہ ترے در کا

نہ سایا روح کا ہرگز نہ سایہ نور کا ہرگز
تو سایہ کیسا اس جانِ جہاں کے جسم انور کا

وہ آئینہ اگر دیکھیں تو اپنے آپ کو دیکھیں
کہاں ہے آئینہ میں اور کوئی ان کے برابر کا

محال عقل ہے تیرا مماثل اے مرے سرور
تو ہم بھی نہیں کر سکتا عاقل تیرے ہمسر کا

خدا شاہد رضا کا آپکی طالب رضا ہوگا
تعالی اللہ رتبہ میرے عالی میرے یاور کا

دبا جاتا پچا جاتا ہوں میں آقا دہائی ہے
یہ بھاری بوجھ عصیاں کا مرے سر کا ذرا سر کا

ہمیشہ رہتی دنیا تک رہیں دلشاد اے مولی
رہیں ہم تا ابد آباد سر پر سایہ سرور کا

رہے دونوں جہاں میں منہ اجالا اپنا اے آقا
نصیبہ جگمگا اٹھے مری ہر ایک دختر کا

یہ ان کے بچے انکی ماں رہیں دارین میں شاداں رہے بالخیر ان کے سر پہ سایہ ان کے یاور کا
یہ سب دونوں جہاں میں نعمتیں اور برکتیں پائیں نہ دیکھے ان میں غم کوئی ابھی اولاد و شوہر کا
جو آب و تاب دندان منور دیکھ لے نوری
مرا بحر سخن سرچشمہ ہو خوش آب گوہر کا

علامہ حسنین رضا خاں بریلوی

حضرت علامہ مولانا حسنین رضا خاں ابن استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں حسن بریلوی ۱۳۱۰ھ ۱۸۹۲ء میں پیدا ہوئے آپ مفتی اعظم سے عمر میں چھ ماہ بڑے تھے۔ آپ امام احمد رضا کے برادر زادہ، تلمیذ اور خلیفہ تھے۔ آپ نے حجۃ الاسلام سے بھی مفتی اعظم کی معیت میں کتابیں پڑھی ہیں۔ دار العلوم منظر اسلام بریلی میں تدریسی خدمات کے ساتھ اشاعتی میدان میں بھی آپ نے بڑا کام کیا ہے۔ حسنی پریس جماعت رضائے مصطفٰے اور ماہوار جریدہ ''الرّضا'' آپ کی زندگی کے کارہائے نمایاں ہیں۔ حسنی پریس سے امام احمد رضا کی تصانیف کی اشاعت میں آپ کا بڑا حصہ ہے۔ آپ ایک کامیاب مدرس، نامور مصنف، سلجھے ہوئے مضمون نگار اور باغ و بہار شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کا وصال ۱۴۰۱ھ ۱۹۸۱ء میں ہوا۔ خانقاہ قادریہ رضویہ نوریہ بریلی آپ کا مدفن قرار پایا۔ آپ کو بھی حضرت شاہ ابو الحسین احمد نوری مارہروی سے شرف بیعت حاصل تھا۔ آپ کی باقیات صالحات میں مولانا سبطین رضا خاں، مولانا تحسین [1] رضا خاں، مولانا حبیب رضا خاں اور ایک

---

[1] حضرت مولانا حسنین رضا خاں صاحب کے منجھلے صاحبزادے جامع معقول و منقول، کامیاب مدرس، بیدار مغز عالم باعمل، خلیفۂ مفتی اعظم ہند بڑی دلنواز شخصیت کے مالک ہیں۔۔۔ ۱۹۳۰ء/۱۳۴۸ھ محلہ سوداگران بریلی میں پیدا ہوئے درس نظامیہ کی تکمیل دار العلوم مظہر اسلام و منظر اسلام بریلی میں کی۔ دورۂ حدیث محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد سے لائل پور پاکستان میں پڑھا۔ السنہ شرقیہ کے امتحانات الہ آباد بورڈ سے امتیازی درجات پاس کئے۔ پڑھنے کے زمانے ہی سے پڑھانے کا سلسلہ جاری ہے۔ جتنا پڑھا اس سے کہیں زیادہ پڑھایا۔ مگر پھر بھی نام و نمود سے دور شہرت سے نفور اپنوں اور بیگانوں کے مشکور اور عند اللہ ماجور ہیں۔ باقیات میں تین صاحبزادے حسان رضا خاں، رضوان رضا خاں، صہیب رضا خاں اور ایک صاحبزادی ہیں۔ راقم الحروف کے لئے یہ باعث شرف ہے کہ وہ محب موصوف کا ہم عمر، ہم مزاج و ہم پیالہ و ہم نوالہ اور دورۂ حدیث کے علاوہ قاضی مبارک وغیرہ بعض کتابوں میں ہم درس رہا ہے۔ آپ سے مودت و رفاقت کا سلسلہ اس عیسوی کے پانچویں عشرے سے ابتک جاری ہے۔ تقریباً یہ کہنا صحیح ہوگا۔

''یہ نصف صدی کا قصہ ہے دو چار گھڑی کی بات نہیں''

''الارواح جنود مجندۃ'' کے حدیثی ارشاد کے مطابق اس جہان میں تو اس کا مشاہدہ ہو رہا ہے اور رفیق مذکور کی طبع یک گیر محکم گیر سے یہی امید ہے کہ دوسرے جہاں میں بھی ایسا ہی ہوگا ؎

یہ کیفیت اسے ملتی ہے ہو جسکے مقدر میں مئے الفت نہ خم میں ہے نہ شیشے میں نہ ساغر میں

مندرجہ بالا سطور محب گرامی قدر کیلئے صرف واقعاتی ہیں ان میں تعلقات کو کوئی دخل نہیں۔

صاحبزادی (اہلیہ مولانا اختر رضا خاں ازہری) ہیں۔ اس سلسلہ زریں میں قطب العالم مولانا رضا علی خاں بریلوی سے ان تینوں صاحبزادگان تک علم دین اور خدمت دین کا سلسلہ جاری ہے۔
آپ نے سنی رضوی اکاڈمی ماریشس کے جشن تاسیس پر ۱۹۶۷ء/۱۳۸۷ء کو ایک بڑا ایمان افروز اور تاریخی پیغام ارسال فرمایا تھا۔

حضرت علامہ مولانا تقدس علی خاں

مولانا تقدس علی خاں اپنے والد ذیشان الحاج سردار ولی خاں م ۱۳۹۵ھ ابن حکیم ہادی علی خاں کے گھر بریلی میں پیدا ہوئے۔ استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں حسن بریلوی نے تاریخی نام ''تقدس علی خاں'' [۱۳۲۵ھ] عطا فرمایا۔ آپکے پردادا رئیس الحکماء تقی علی خاں ابن کاظم علی خاں امام احمد رضا کے جد امجد مولانا رضا علی خاں کے سگے بھائی تھے۔ آپ اپنے چاروں بھائیوں تقدس علی خاں، اعجاز ولی خاں، عبد العلی خاں، مقدس علی خاں میں سب سے بڑے تھے۔ آپ کا شجرۂ نسب کاظم علی خاں میں امام احمد رضا سے مل جاتا ہے۔ آپ حسب و نسب کے اعتبار سے کاظمی اور بیعت کے اعتبار سے رضوی اور اجازت و خلافت کے اعتبار سے حامدی ہیں۔ آپ امام احمد رضا کے فرزند معنوی اور حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں کے ارشد تلمیذ، فرزند نسبتی اور چاروں سلاسل میں خلیفہ و مجاز ہیں۔ نیز حضر و سفر میں رفیق و خادم اور اعزا میں سب سے زیادہ قریب تھے۔ آپ کو امام احمد رضا سے ۱۳۳۲ھ سے شرف بیعت حاصل ہے۔ آپ نے شرح جامی کا خطبہ براہ راست امام احمد رضا سے پڑھا ہے۔ بہت سے علما خصوصاً محدث اعظم مولانا سردار احمد نے آپ سے یہی خطبہ پڑھکر رضوی نسبت تلمذ کا حصول کیا ہے۔ مدرسہ عالیہ رامپور اور دار العلوم منظر اسلام بریلی میں آپ تعلیم حاصل کرتے رہے۔ آپ کے اساتذہ میں شمس العلماء مولانا ظہور الحسین فاروقی مجددی رامپوری صدر المدرسین دار العلوم منظر اسلام، مولانا نور الحسین فاروقی مجددی رامپوری، مولانا رحم الٰہی، مولانا حسنین رضا خاں، صدر الشریعہ مولانا امجد علی اور حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں ہیں۔ آپنے درسیات کے علاوہ ردالمحتار کا مقدمہ بھی پڑھایا اور فتویٰ نویسی کی مشق بھی کرائی۔ ۱۳۴۵ھ میں دار العلوم منظر اسلام بریلی سے فراغت کے بعد اسی دار العلوم کے نائب مہتمم رہے اور اسی سے اپنی تدریس کا آغاز کیا اور آپ کا یہ سال تدریس تاریخی ''تدریس تقدس علی'' [۱۳۸۴ھ] قرار پایا۔

اگر چہ آپ نائب مہتمم تھے مگر دار العلوم، عرس قادری وغیرہ کا سارا اہتمام آپ سے متعلق تھا۔ اور

''نائب صاحب'' کے لقب سے آپ مشہور ہوئے۔ آپ جس محفل میں ہوتے جان محفل ہوتے۔ اعلام واسمامیں نئے نئے معنی پیدا کرنا، علمی معنویت کے ساتھ، مذاق ومزاح کا رنگ پیدا کرنا آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ آپ پوری زندگی تدریسی، مجلسی، مسلکی، قومی میدان میں سرگرم عمل رہے۔ عرس قادری رضوی، یوم رضا، ملی اور مسلکی اجتماع کی مسند صدارت کو زینت بخشتے رہے۔ ۵ مئی ۱۹۵۲ء سے جامعہ راشدیہ پیر جو گوٹھ ضلع خیر پور سندھ کے شیخ الجامعہ کے منصب پر تاحیات فائز رہے۔ آپ کی تدریسی زندگی ساٹھ سالہ شب وروز میں رواں دواں نظر آتی ہے۔ آپ سنی کانفرنس مراد آباد کی دونوں تقریب (۱۴/اکتوبر ۱۹۳۹ء، ۲۷/تا ۳۰/اپریل ۱۹۴۶ء) میں شریک رہے اور تحریک پاکستان کے ہراول دستے میں آپکی خدمات نمایاں رہیں۔ امام احمد رضا کے مسلک کی اشاعت اور رضوی مسجد ومدرسہ خانقاہ کی تعمیر آپ کی زندگی کے کارہائے نمایاں ہیں۔ پیر جو گوٹھ میں امام احمد رضا کی یاد میں ''مسجد رضا'' تعمیر کی اور زندگی بھر اسی مسجد کی خدمت کرتے رہے۔

آپ نے حرمین طیبین کا پہلا سفر ۱۳۶۳ھ/ ۱۹۴۵ء میں بریلی شریف ہندوستان سے کیا۔ راقم الحروف کا یہ زمانۂ تعلیم تھا۔ مگر موصوف مذکور کی تعلیم وتربیت سے مالامال تھا۔ اس سفر سراپا ظفر سے واپسی پر دار العلوم منظر اسلام میں ایک شان دار جلسہ تہنیت کا انعقاد ہوا۔ اس فقیر نے یہ تاریخی رباعی پیش کی ؎

جھولیاں نعمتِ دارین سے بھر کر اپنی پھر وطن کو مرے مخدوم ومکرم آئے
شادومسرور ہیں کس درجہ وہ اللہ اللہ کتنے انعام خدا جانے وہاں سے پائے
ہوئی تاریخ یہ خوشتر زسرِ کیفِ دوام ''دل کو پرنور تجلی سے بنا کرلائے'' (۱۹۴۵ء)

آپنے دوسرا سفر حج وزیارت ۱۳۸۸ھ/ ۱۹۶۹ء میں کیا۔ یہ فقیر قادری مع اہل وعیال اس مبارک سفر میں حضرت موصوف کی معیت کا شرف حاصل کرتا رہا۔ پھر آپ نے پاکستان سے تیسرا حج وزیارت کا سفر کیا۔ اور عمرہ زیارت مدینہ منورہ تادم اخیر مسلسل بارہ سال تک کرتے رہے۔

اس راقم الحروف کو ۲ شعبان المعظم ۱۴۰۷ھ شرح جامی کا خطبہ پڑھا کر امام احمد رضا کی نسبت تلمذ سے نوازا اور سلاسل اربعہ میں خلافت واجازت سے مالامال فرمایا۔ ہندوپاک کو اپنے علمی وروحانی فیضان سے نوازتے ہوئے ۲۲/فروری بروز پیر ۱۹۸۸ء خدائے واحد وقدوس کی بارگاہ میں حاضر ہوگئے اپنے والد گرامی وقار کے پہلو میں پیر جو گوٹھ خیر پور سندھ میں آرام فرمایا۔

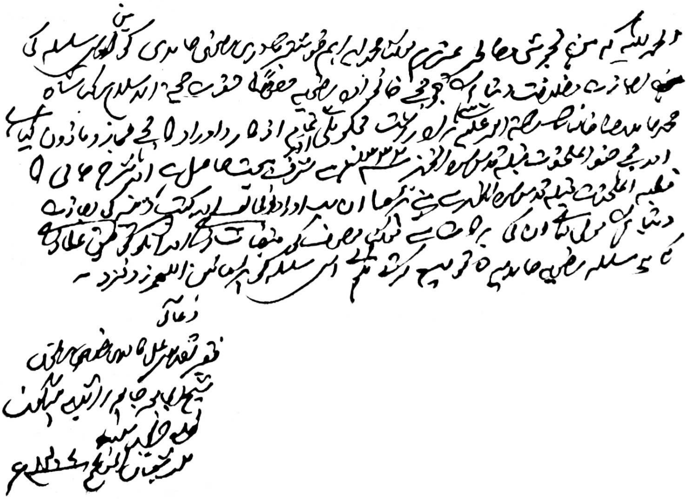

فاضل جلیل مولانا مفتی محمد اعجاز ولی خاں رضوی بریلوی

آپ وقت کے نامور فقیہہ راسخ العقیدہ سنّی عالم دین اور پاکستان میں رضویت کے علمبردار ۱۱/ربیع الثانی ۱۳۳۲ھ ۲۰/مارچ ۱۹۱۴ء بروز منگل بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔ آپکے پردادا رئیس الحکماء نقی علی خاں ابن کاظم علی خاں حضرت مولانا رضا علی خاں جد امجد امام احمد رضا خاں کے حقیقی بھائی تھے۔ اس طرح آپ کا سلسلۂ نسب کاظم علی خاں میں امام احمد رضا سے مل جاتا ہے۔

عقیقہ کی تقریب پر آپ کا نام ''محمد'' رکھا گیا۔ اعجاز ولی خاں عرف قرار پایا۔ ۲۵ شعبان ۱۳۳۶ھ کو امام احمد رضا فاضل بریلوی نے بسم اللہ شروع کرائی اور قرآن حافظ عبد الکریم قادری بریلوی سے پڑھا۔ مولانا تقدس علی خاں رضوی شیخ الحدیث جامعہ راشدیہ پیر جو گوٹھ سندھ، برادر اکبر مولانا مختار احمد سلطانپوری اور مولانا حسنین رضا خاں بریلوی سے متوسطات تعلیم حاصِل کی۔ حضرت مفتی اعظم مولانا شاہ محمد مصطفے رضا خاں بریلوی سے شرح جامی اور مولانا سردار ولی خاں عزّو میاں سے جلالین پڑھی۔ آپنے درسیات کی تکمیل حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی مصنّف بہار شریعت سے مدرسہ سعیدیہ دادون علی گڑھ میں کی۔ مفتی اعظم ہند نے ۱۹۳۷ء ۱۳۵۶ھ سند حدیث عطا فرمائی۔ آپنے تدریسی دنیا میں بڑا نام پیدا کیا۔ بریلی شریف، جھنگ،

جہلم، لاہور میں کتب معقول ومنقول کی تدریس میں بڑی شہرت حاصل کی۔ شیخ الحدیث والفقہ کی حیثیت سے تو آپ کی ذات مسلم تھی۔ بریلی شریف ہی سے آپنے فتوی نویسی کا آغاز کیا۔ اور پاکستان میں اس منصب جلیل پر آپ مفتی اعظم ہند کے وارث وامین تھے۔ جمیعہ علمائے پاکستان کی تنظیم میں آپنے بڑا نمایاں کردار ادا کیا۔ آپ کو حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں بریلوی سے سندِ حدیث حاصِل تھی۔ اور شرفِ تلمذ بھی تھا۔ آپ سلاسل اربعہ میں حضرت موصوف سے ماذون ومجاز تھے۔

امام احمد رضا کے خاندان میں آپ کو علمِ جفر سے قدرے مناسبت تھی۔ اس کا مشاہدہ راقم الحروف نے خود کیا ہے۔ آپ نے چند سال پہلے ہی مجھے اپنے وصال کی خبر دی۔ پھر میں نے رمضان سے پہلے اسکی تصدیق چاہی کہ آپ کی پیشگوئی کے مطابق رحلت آپ کی رمضان میں ہوگی۔ ہنوز برقرار ہے آپ نے جواباً ارشاد فرمایا اب قدرے تبدیلی واقع ہوگئی ہے۔ اب یہ سانحہ شوال میں ہوگا۔ چنانچہ آپکا وصال ۲۳ رشوال ۹۳ ۱۳ھ ۱۹ رنومبر ۱۹۷۳ء لاہور میں ہوا۔ اور اپنی خواہش کے مطابق مدینۃ الاولیاء لاہور میانی صاحب میں آسودۂ خواب ہوئے۔

آپ کی اولاد وامجاد میں محمد یوسف ظفر پاشا (ولادت ۱۵ ر اگست ۱۹۴۵ء) بی ایس سی انجینئر۔ ایم بی اے برطانیہ۔ تحسین فاطمہ ایم ایس سی فزکس گولڈ میڈلسٹ (ولادت مارچ ۱۹۵۳ء) کراچی پاکستان میں مقیم ہیں۔

راقم الحروف کے لکھے ہوئے تاریخی قطعات مزار پاک کی تختی پر کندہ ہیں۔

اٹھ گیا دنیا سے وہ عالی نسب ؛ ہر سخن جسکا تھا پیغام طرب
سال رحلت کا ہے "تاریخ وقوع" ؛ تیئسویں شوال سہ شنبہ کی شب
۱۳ ھ ۹۳

رخصت ہوا جہان سے یہ کوئی باکمال ؛ بوجھل ہوئی زمین تو فلک غم سے ہے نڈھال
عقبیٰ کی فکر دین کا جسکو رہا ملال ؛ "باد انجیر عاقبت" اس کا سنِ وصال
۱۳ ھ ۹۳

تحدیث نعمت کے طور پر لکھ رہا ہوں کہ تاریخی استخراج کے فن میں حضرت فقیہہ عصر سے میں نے استفادہ کیا ہے۔

محدث اعظم پاکستان حضرت شیخ الحدیث مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد قدس سرہٗ العزیز

حضرت شیخ الحدیث ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۴ء میں قصبہ دیال گڑھ تحصیل بٹالہ ضلع گرودواسپور پنجاب میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی کا نام چودھری میران بخش تھا والدہ نے سردار محمد کہکر پکارا۔ والد نے سردار احمد نام رکھا اور آپنے خود اپنا نام ''محمد سردار احمد'' تحریر فرمایا[1]

ابتدائی تعلیم قصبہ دیا گڑھ میں پائی۔ اسلامیہ ہائی اسکول بٹالہ سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ایف اے کی تیاری کے لئے ۱۹۲۶ء میں لاہور تشریف لائے۔

ع ''کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا ایں جاست'' کا وقت آ گیا۔

متحدہ ہندوستان کے صوبہ پنجاب کا مرکز علم و فن لاہور کی مرکزی انجمن حزب الاحناف کا عظیم الشان جلسہ بیرون دہلی دروازہ اپنے زیر شامیانہ ملک و ملت اور دنیائے اہلسنت کے تمام شہرۂ آفاق علما و مشائخ کا دلکش نظارہ پیش کر رہا تھا کہ علم عمل کا تاج محل حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوران خطاب یہ اعلان فرمایا۔

> ''حضرات! امام اہل سنت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی کے شاہزادے (صاحبزادے) حضرت فیض درجت مفتی انام مرجع الخواص والعوام حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں فلاں گاڑی سے تشریف لا رہے ہیں۔''

اس اعلان کو ہزاروں کے اجتماع میں ایک اسٹوڈنٹ سراپا گوش سردار احمد نامی بھی سن رہا تھا۔ اور یہ فیصلہ کئے بغیر نہ رہ سکا اور اس کا یہ فیصلہ درست تھا کہ جس شخصیت کا تعارف اپنے وقت

---

① راقم الحروف نے حضرت کی ماہرانہ تصنیف ''اسلامی قانون وراثت'' پہ اپنی منظوم تقریظ کا مقطع

ے ''سردار محمد پہ قربان میں ہوجاؤں ؛ خوشتر یہ تمنا ہے پوری ہو یہ حسرت ہے''

جب خدمت میں پیش کیا تو حضرت نے دعاؤں سے نوازتے ہوئے فرمایا کہ ''میری ماں نے مجھے ''سردار محمد'' ہی کہہ کر پکارا۔''

کا صدر الافاضل فضیلت و کرامت کے خوبصورت الفاظ سے کر رہا ہو وہ شخصیت خود کتنی بلند مرتبت اور امام شریعت و طریقت ہوگی۔ اور یہ اندازہ بالکل صحیح ثابت ہوا۔ چنانچہ قدرت نے حضرت حجۃ الاسلام کی صورت میں سردار احمد کو ایک ایسا سردار فراہم کر دیا جسکی تعلیم و تربیت نے ایک انگریزی پڑھنے والے اسٹوڈنٹ کو عالم، فاضل، شیخ الحدیث اور محدث اعظم پاکستان بنا دیا۔

داد او را قابلیت شرط نیست ؛ بلکہ شرط قابلیت داد اوست۔

سردار احمد حجۃ الاسلام کی بارگاہ میں

امام احمد رضا خاں قدس سرہٗ کا شاہزادہ حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں لاہور میں جلوہ فرما تھا۔ عوام کی بات نہیں، خواص کے دیدہ و دل بھی فرش راہ تھے۔ اب بیرون دہلی دروازہ لاہور کا جلسہ گاہ جلوہ گاہ اہل نظر تھا۔ حضرت موصوف کا حسن خداداد نگاہوں کو خیرہ کر رہا تھا" لاہور میں دولہا بنا حامد رضا حامد رضا" کی چاروں طرف دھوم تھی کہ یہی سردار احمد کشاں کشاں حضرت حجۃ الاسلام کی بارگاہ تک رسا ہوا۔ زیارت و دست بوسی کی سعادت میسّر آئی۔ فیضان نظر اپنا کام کر گیا اب لاہور سے یہی ایف اے کا طالب علم اسیر حجۃ اسلام ہو کر مرکز ایمان و آگہی بریلی شریف کی جانب رواں دواں تھا۔

تعلیم و تربیت

شہر بریلی محلہ سوداگران خانقاہ عالیہ رضویہ کی گلی میں ایک طالب علم صرف ونحو کی ابتدائی کتاب ہاتھ میں لئے سرکاری لالٹین کی روشنی میں کھڑا محو مطالعہ تھا۔ تحصیل علم کے یہ انداز بڑے دلکش تھے۔ رات کے سناٹے کا عالم اس طالب علم کے درخشاں مستقبل کو آواز دے رہا تھا۔ کہ اتنے میں مربئ روحانی و ہادی رحمانی حضرت حجۃ الاسلام کی نگاہ حق آگاہ علم و عمل کے اس رَسیا طالب علم پر جا پڑی۔ آپ کی شفقت بے نہایت نے آواز دی" تقدس میاں!" (مولانا تقدس علی خاں فرزند نسبتی حضرت حجۃ الاسلام) سردار احمد کو مطالعہ کیلئے ان کے کمرے میں روشنی فراہم کی جائے۔

واقعات بتا رہے ہیں کہ چراغ کی روشنی میں یہی طالب علم اپنا دیدۂ و دل فروزاں کرتا۔ حضرت موصوف کے زیر سایہ تعلیم و تربیت کے منازل بڑی تیزی سے طے کر رہا تھا۔ اب اس

کے طعام وقیام کا انتظام بھی رضوی دولت کدہ سے متعلق تھا۔ تا آنکہ لوگ یہ گمان کرنے لگے کہ یہ طالب علم خاندانِ رضا کا ایک فرد ہے۔

دیکھنے والوں کا یہ بیان ہے کہ یہی طالب علم مسجد میں ہوتا تو عابد وزاہد خانقاہ میں ہوتا تو فنافی الشیخ اور درس گاہ میں ہوتا تو تحصیل علم میں شاغِل اور سراپا ادب تلمیذ نظر آتا۔

صرف ونحو کی خشک مگر دلچسپ وادیوں سے گزرتا، جب اس کو تفقہ فی الدین کی منزل نظر آئی تو اس نے اپنے آپ کو وقت کے سب سے بڑے فقیہ حضرت مفتی اعظم مولانا شاہ الحاج مصطفیٰ رضا خاں کے حضور پایا۔ اب منیۃ المصلی کے ابواب روشن تھے اور فقہ کی اس بنیادی منزل میں مفتی اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسا استاد میسر آ گیا۔

یہ واقعہ ہے کہ حضرت حجۃ الاسلام کی تربیت اور حضرت مفتی اعظم کی تدریس نے مولانا سردار احمد کو ایک ایسے بحر العلوم (حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ) کے ساحل تک پہونچا دیا جو خیر آبادی علوم کا گنجینہ اور رضوی معارف کا خزینہ تھا۔

بریلی سے اجمیر

یہ قادری فیضان کہیے یا چشتی نسبت کہ اب مولانا کی منزل دار الخیر اجمیر خواجۂ خواجگاں کی چوکھٹ اور حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت وخدمت میں علوم وفنون کی تکمیل تھی۔ چنانچہ رضوی خانقاہ کا یہ پروردہ جامعہ معینیہ عثمانیہ اجمیر مقدس میں اپنے علم وعرفان کی پیاس مسلسل آٹھ سال تک بجھاتا رہا۔ اور اپنے استاد کے حضور معقول اور منقول علوم کی منزلیں طے کرتا یہاں تک پروان چڑھا کہ یہ شجرہ علمی سدا بہار ہو گیا۔

اجمیر مقدس کے قیام میں حافظ ملت مولانا حافظ عبد العزیز محدث مبارک پوری بانی دار العلوم اشرفیہ مبارک پور حضرت مولانا غلام یزدانی شیخ الحدیث جامعہ رضویہ مظہر اسلام بریلی و حضرت صدر الصدور مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وغیرہ علما جو آپ کے شریکِ درس تھے۔ وہ سب کے سب اپنے علم وفضل میں مشاہیر روزگار رہے۔

حضرت شیخ الحدیث نے ان ماہ وسال میں کتب درسیہ کے ساتھ ساتھ امام اہلسنت مجدد

دین وملّت مولانا شاہ امام احمد رضا خاں قادری فاضل بریلوی کی تصنیفات کا بڑا گہرا مطالعہ فرمایا۔ خود ہی ارشاد فرمایا کہ امام اہل سنّت قدس سرہٗ کے رسائل وکتب نے میرے لئے وجدان ویقین کے تمام راہیں کشادہ کردیں۔ کتاب وسنّت اجماع امّت کے تمام نصوص کو آئینہ کردیا۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا کہ کسی مسئلے کے ماخذ کی تلاش میں راتیں گزرجاتیں۔ چنانچہ حضرت صدرالشریعہ کی عالم بنانے والی کتاب ''بہار شریعت'' کے کسی مسئلے پر کسی نے اعتراض کیا۔ اور آپ نے اس کے ماخذ کی تلاش میں فتح القدیر کی تمام جلدیں دیکھ ڈالیں۔

یہ تو روزانہ کا معمول تھا کہ عصر ومغرب کے درمیان حضرت صدرالشریعہ کے ساتھ چہل قدمی میں بھی کوئی نہ کوئی کتاب آپکے ہاتھ میں ضرور ہوتی۔ اور کہیں بھی کوئی موقعہ میسّر آجاتا تو علم کے حصول میں کوئی منٹ ضائع نہیں فرماتے چنانچہ فاضل خیرآبادی کی شرح مرقاۃ انھیں اوقات میں آپ نے پڑھی۔

حضرت شیخ الحدیث کی زندگی میں اپنے اکابر سے بے پناہ شغف اور اساتذہ کا جزبۂ احترام بدرجۂ اتم پایا جاتا ہے۔ اپنے استاذ الکل فی الکل حضرت صدرالشریعہ کا نام لیتے تو ادب واحترام کا پیکر نظر آتے۔ اور اعلیٰ حضرت امام اہل سنّت امام احمد رضا کا نام نامی تو اُن کا وظیفہ تھا اُن سے یا اُن کے تلامذہ اور تلامذہ کے تلامذہ سے متعلق مساجد مدارس میں ہر جگہ آپ کو نسبت رضا نمایاں نظر آئے گی۔ چنانچہ برصغیر ہندو پاک کے علاوہ برطانیہ، جنوبی افریقہ ماریشس میں مسجد رضا سنّی رضوی سوسائیٹی، خانقاہ قادریہ رضویہ، سنّی رضوی اکیڈمی، سنّی رضوی عیدگاہ، قادری رضوی مرکزی مسجد اور جامعہ رضویہ آپ ہی کی اور آپ کے ارشد تلامذہ کی یادگار ہیں۔

یہ سب کچھ نتیجہ ہے الحبّ فی اللہ والبغض فی اللہ کا کہ اس رنگ میں حضرت موصوف اپنی مثال آپ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کی زندگی سلف صالحین کی طرح احقاق حق وابطال باطل کے جزبے سے بھر پور نظر آتی ہے۔ کیا مجال کہ خلاف سنّت کوئی عمل اُن کے سامنے آئے۔ اور وہ اصلاح نہ کریں۔ دفع مضرت کے مقابلے میں جلب منفعت نام کی کوئی چیز اُن کی زندگی میں نظر نہیں آتی۔ اس راہ میں جو مصائب وآلام سامنے آتے صبر وشکر کے ساتھ سہتے اور ہر حال میں مسلک اہلسنّت کی ترویج واحیا فرماتے۔ اسلاف کے مسلک اور علمی برتری کیخلاف کوئی لفظ سننا گوارہ نہیں فرماتے۔ جامعہ معینیہ عثمانیہ اجمیر مقدس کا ایک واقعہ خود راقم الحروف سے بیان فرمایا۔

’’جامعہ میں ایک فاضل مدرس جامع معقول ومنقول تھے۔ ایک دن درس میں الامام البریلوی کی تفقہ فی الدین کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ اعلیحضرت فاضل بریلوی فقہ میں ماہر تھے۔ اس جملے میں فقہ کی قید احترازی تھی۔ اشارۃً فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی علوم معقول پر مہارت کا انکار تھا‘‘ ____ حضرت شیخ الحدیث یہ سُن کر تڑپ اُٹھے اور دوسرے ہی دن حضرت کی معرکۃ الآرا اور امکان کذب باری تعالیٰ کے رد پر منفرد کتاب ’’سبحٰن السبوح‘‘ کا ایک ورق کھول کر فاضل مدرس کے سامنے درس میں بیٹھ گئے۔ اور اس پر اظہار خیال چاہا۔ مدرس مذکور فاضل تھے۔ دو چار بار دیکھتے ہی کہا میں پہلے مطالعہ کرلوں پھر کتاب کے باب میں کچھ کہہ سکوں گا۔ چنانچہ دوسرا اور تیسرا دن بھی آ گیا۔ اور یہ کہکر فاضل مذکور نے کتاب اور مصنف قدس سرہٗ کی انفرادی حیثیت کا برملا اقرار کرلیا کہ ’’سبحٰن السبوح‘‘ اپنے موضوع میں لاجواب ہے۔ قاضی اور افق المبین جیسی کتب معقول کے علمی مباحث کا خلاصہ اس میں موجود ہے۔ اور اس کا مصنف یقیناً علوم معقول (منطق وفلسفہ) پر استحضار رکھتا ہے۔

شیخ الحدیث نے درس نظامی کی تکمیل میں بڑی محنت شاقہ فرمائی۔ اپنی کہنیوں کے بل پوری پوری رات کتب درسیہ کا مطالعہ فرماتے۔ اپنے استاد گرامی حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہر وقت حاضر رہے۔ عصر ومغرب کے درمیان بھی حصول علم کا موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ الامام البریلوی کی تصنیفات اور تحقیقات عالیہ تو آپ کا جزو ایمان ویقین تھیں۔ حضرت بحر العلوم اور فاضل خیر آبادی کی کتابوں کو بڑی وقعت دیتے۔ ردوہابیہ اور رافضیہ میں ان بزرگوں کی عبارتیں جھوم جھوم کر پڑھتے پڑھاتے اور داد تحسین دیتے۔

آپکے مشائخ حدیث میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، حضرت سید آل رسول مارہروی اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدست اسرارہم کے اسماء نمایاں ہیں۔ اس طرح علوم منطق وفلسفہ میں آپ کا سلسلہ زرّیں امام حق مولٰینا فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تک پہنچتا ہے۔

ان فضائل ومحاسن کے علاوہ آپکو سلسلۂ عالیہ چشتیہ میں حضرت شاہ محمد سراج الحق چشتی گرودواسپوری رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے بیعت وخلافت کا شرف بھی حاصل تھا۔ مزید برآں سلسلہ

عالیہ قادریہ رضویہ میں آپ اپنے مربی ظاہری و باطنی حضرت حجۃ الاسلام شاہ محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ سے ماذون و مجاز تھے۔ افاضل علماء کی ایک بڑی تعداد آپکے گیسوئے طریقت کی اسیر ہے۔ آپکے خلفاء و تلامذہ کے ذریعے اس سلسلے کے مریدین پاکستان کے علاوہ برطانیہ افریقہ ماریشس اور سری لنکا میں بھی کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ ①

حضرت شیخ الحدیث کی ذات میں ان سلاسل کا طرۂ امتیاز ''احقاق و ابطال باطل'' کا بے پناہ جذبہ موجود تھا۔ بے دینوں کا رد بڑی قوت سے فرماتے۔ اپنے تلامذہ اور مسترشدین کو اس کا حکم دیتے۔ اور ایسے موقعے پر الامام البریلوی کے یہ اشعار جھوم جھوم کر پڑھتے۔

دشمن احمد پہ شدت کیجئے ؛ ملحدوں کی کیا مروّت کیجئے
شرک ٹھہرے جس میں تعظیم رسول ؛ اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

اجمیر سے بریلی

آخر وہ وقت آہی گیا کہ صدر الشریعہ کا تلمیذ جلیل مفتی اعظم ہند کا چاند اور حجۃ الاسلام کا اسیر اپنی ارادت و عقیدت کی آخری قرار گاہ ''بریلی'' واپس ہوا۔ اور یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام میں ہدایہ اخیرین سے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا۔ جامعہ رضویہ منظر اسلام جہاں آپکو مطالعہ کے لئے لالٹین فراہم کی گئی تھی۔ اب آپکو وہاں بر کوچک میں علم و دانش کی روشنی پھیلانے کے لئے مقرر کیا جاچکا تھا۔ بریلی کی صبح کہیئے یا علم و فضل کے سورج کا طلوع، کہ اس نئے مگر مدرس اعظم کی آمد سے منظر اسلام میں غیر معمولی چہل پہل تھی۔ ہدایہ اخیرین شروع ہونے والا تھا۔ طلباء متن شرح پھر حاشیہ کی عبارتوں کو یاد کئے سوال و جواب سے آراستہ اپنے استاد گرامی کے سامنے حاضر تھے۔

حضرت سیدی واستاذی شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہٗ نے یہ واقعہ خود راقم الحروف سے بیان فرمایا کہ طلباء اس سے پہلے کہ مسائل فقہ میں کچھ کہتے، شرح و متن میں الجھتے اعتراضات کرتے آپنے فقہ اور اصول فقہ سے متعلق چند سوالات ارشاد فرمائے۔ ہدایہ اخرین کے طلبہ دم بخود

① حضرت محدث اعظم پاکستان کے اس شرف کا تو جواب ہی نہیں کہ آپنے اپنے ان دونوں شیوخ کی نماز جنازہ اکابر علماء کی موجودگی میں پڑھائی۔

لاجواب تھے۔فقہ دانی کا سارا نشہ ہرن تھا۔اورانھیں یہ شعور ہو چلا تھا کہ آج قطرے نے بحرِ علم کے ساحل کو پالیا ہے۔

ادھر یہ پر لطف چھیڑ چھاڑ تھی اورادھر حضرت شیخ الحدیث کا مرکز آرزو مرجع خواص وعوام حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں اس علمی منظر سے لطف اندوز ہورہے تھے۔فرط مسرت سے آپ کی باچھیں کھلی تھیں۔اپنے صاحبزادے جیلانی میاں سے بار بار ارشاد فرما رہے تھے، دیکھو! کل کی بات ہے۔مولانا نے اسی مدرسہ میں میزان شروع کی تھی۔اورآج خود علم کے میزان دکھائی دے رہے ہیں۔ادھر مسلسل داد تحسین تھی اورادھر شیخ الحدیث کی تقریر، ہدایہ اخیریں میں فقہ اور موضوع فقہ پر سیر حاصل گفتگو فرمارہے تھے۔

تدریس کا یہ اتنا حسین آغاز تھا کہ منظر اسلام بریلی کے درو دیوار آباد اور طلبا شاد تھے۔ فیضان رضا کا دریا موج پر تھا۔ پھر اسی فیضان نے جب حضرت موصوف کو جامعہ رضویہ مظہر اسلام مسجد بی بی جی صاحبہ بریلی شریف میں شیخ الحدیث کی مسند پر فائز کیا تو برما سے افغانستان تک کے طلبا آپکے اردگرد جمع ہو گئے۔ ہر طرف قال اللہ و قال الرسول کا غلغلہ بلند تھا۔ مظہر اسلام میں دورۂ حدیث کا یہ مبارک دور برصغیر کی تقسیم تک رہا۔

قیام پاکستان کے بعد حضرت شیخ الحدیث نے مفتی اعظم ہند کے اشارے کے مطابق لائلپور پنجاب کواپنا مستقر بنالیا۔اوراس طرح پاکستان شیخ الحدیث کی ذات میں محدّث اعظم پاکستان میسّر آگیا۔

بریلی سے لائلپور

خالق کائنات کو یہ منظور تھا کہ لائلپور کی زرخیز زمیں خدام دین وملت علمائے اہل سنت سے آباد ہو۔ چنانچہ محدث اعظم پاکستان نے جھنگ بازار کے گول میں نماز جمعہ کا آغاز فرمایا۔مخلوق خدا دور دور سے آپ کا وعظ سننے کے لئے ٹوٹ پڑی۔آپ کی گفتار نے ہزاروں با کردار افراد پیدا کئے۔اور مذہب حق اہلسنت و جماعت کی وہ حمایت فرمائی، کہ نہ صرف لائلپور بلکہ پاکستان کا ہر شہر دین حجازی کا مرکز بن گیا۔مساجد ومدارس وخانقاہ قیل وقال محمد سے گونجنے لگے۔

نظامی درس، خیرآبادی حکمت اور رضوی مسلک اہل سنت کی نشرواشاعت کے لئے جامعہ

رضویہ مظہر اسلام کی بنیاد رکھی۔ دورۂ حدیث شریف آپ نے خود پڑھانا شروع کر دیا۔ آپکے علم و فضل کی آواز اس قدر بلند ہوئی کہ نہ صرف طلبا بلکہ علما نے آپکے چاروں طرف ڈیرے ڈال دیئے۔ تا آنکہ جامعہ رضویہ کے فارغ التحصیل علما نہ صرف پاک و ہند بلکہ سری لنکا، ماریشس، جنوبی افریقہ اور برطانیہ خدمت دین کے لئے پھیل گئے۔ اور جہاں جہاں پہونچے فتح و نصرت نے ان کے قدم چوم لئے۔

معمولات

سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عامل اہل سنّت و جماعت کا حامی اور پاکستان کا محدّث اعظم، یہی اوصاف آپکے معمولات کا بھی عنوان ہیں۔ صورت وسیرت میں کوئی بات خلافِ شرع پاتے تو سخت برہم ہوئے۔ مسئلہ شرعیہ سے آگاہ فرماتے، توبہ کراتے اور آئندہ شریعت کے مطابق عمل کرنے کی تلقین کرتے۔

وظیفۂ شب و روز

طلوع صبح سے پہلے بیدار ہونا، ضروریات سے فارغ ہو کر ذکر و مناجات کرنا۔ شاہی مسجد میں نماز پنجگانہ کی جماعت میں تکبیر اولےٰ سے پہلے حاضر ہونا، درس وتدریس کی مسلسل مصروفیات کے باوجود اشاعت مسلک اہل سنّت کے لئے جلسوں میں شرکت بھی فرماتے، خدام و مریدین کی درخواست رد نہیں فرماتے۔ سب کی سُنتے اور سب کو سُناتے، مگر اپنے معمولات میں فرق نہیں آنے دیتے جو کام جس وقت اور جس مقام کے لئے متعین ہوتا اُسی وقت اور اسی مقام میں اُسے ادا فرماتے۔ نماز جمعہ کے لئے اگرچہ کراچی جا کر عرس قادری رضوی میں شرکت کرتے ہی کیوں نہ واپس آنا پڑے، لائلپور ہی آتے۔ ان شب و روز کی مصروفیات کے باوجود تدریس کے اوقات میں بروقت تشریف فرما ہوتے۔ حدیث پڑھاتے ہوئے کوئی صاحب کیوں نہ آجائیں توجہ نہیں فرماتے۔ ان اوقات میں دست بوسی اور گفتگو سخت ناپسند فرماتے۔ قصیدہ بردہ اور امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی کے اشعار جو وقت جہاں بھی میسّر آجاتا اکثر اپنے تلامذہ اور نعت خواں سے سُنتے اور شاد شاد ہوتے۔ بایں ہمہ عصر و مغرب کے

درمیان استفتاء اور خطوط کے جوابات عطا فرماتے۔ مہمانوں سے ملاقات، آنے والوں کی پذیرائی، بعد عشاء اہم معاملات پر غور۔ خدام دین، خدام رضا کو دینی مشورے، مسجد و مدرسہ کے تعمیری منصوبے۔ یہاں تک کہ چادر شب ہر کس و ناکس پہ تن جاتی، طلبہ دن کے تھکے ہارے مطالعہ کرتے کرتے سو جاتے مگر جامعہ رضویہ مظہر اسلام کی چار دیواری میں دین کا درد پہلو میں اور ملت اسلامیہ، اہلسنت و جماعت کا غم دماغ میں لئے ایک شیخ الحدیث کی ذات ہوتی جو بیدار نظر آتی۔

مختصر یہ کہ آپ کے لیل و نہار خدمت دین اور خدمت خلق سے ہمیشہ روشن رہتے۔ اور آپ کی خلوت و جلوت سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا آئینہ نظر آتی۔

یہ مشاہدہ تو برسوں کا ہے کہ کھانے پینے لینے دینے میں سنّت کے مطابق ہمیشہ اَلاُیمن پیش نظر ہوتا۔ چائے پینے میں یہ اہتمام ہوتا کہ داہنے ہاتھ سے فرش پر رکھی ہوئی پرچ اٹھا کر چائے نوش فرماتے۔ اسی طرح مسجد کی حاضری میں جوتے سے بایاں پاؤں پہلے اور دایاں بعد میں نکالتے۔ اور مسجد میں دایاں پاؤں پہلے اور بایاں بعد میں داخل فرماتے۔ اسی طرح مسجد سے نکلتے ہوئے بایاں پاؤں پہلے اور دایاں بعد میں نکالتے اس طرح کہ بایاں پاؤں جوتہ پر رکھتے اور دایاں پہلے جوتے میں داخل فرماتے پھر بایاں۔

محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کے شب و روز کی یہ ادائیں تھیں جن میں سنت اور سنّت پر عمل کی کرامت کا صدور ہر وقت نظر آتا تھا۔

حج و زیارت کیلئے دوبارہ حاضری

حرمین طیّبین میں پہلی حاضری کا شرف حضرت شیخ الحدیث بریلی شریف سے مفتی اعظم ہند کے ساتھ ۱۹۴۵ء میں حاصل کر چکے تھے۔ اور بقول حضرت جامی ؎

مشرف گرچہ شد جامیؔ ز لطفش ؛ خدایا ایں کرم بارِ دگر کن

دس سال ۱۹۵۵ء تک حج و زیارت کی دوبارہ حاضری کے لئے بے چین رہے کہ مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا بلاوا ۱۹۵۶ء میں آ گیا۔

اس سفر وسیلۂ ظفر کیلئے کئی درخواستیں لائلپور سے دی گئیں۔ جو نا منظور ہوئیں۔ اور راقم الحروف کا نام قرعہ اندازی میں نکل آیا۔ اور ”قرعۂ فال بنام من دیوانہ زوند“ مجھے اس سفر حج و

زیارت میں کراچی سے مکہ و مدینہ جاتے آتے حضرت کی معیت وخدمت کا شرف حاصل رہا۔

داد اورا قابلیت شرط نیست ؛ بلکہ شرط قابلیت داد اوست

انداز سفر یہ رہا کہ اس کی پہلی منزل (قبل حج) مدینہ رہا۔ اور آخری منزل (بعد حج) بھی مدینہ رہا۔ آپ کا کل قیام مدینہ میں ۵۴ یوم رہا۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں سنی صحیح العقیدہ افراد کے ساتھ نماز باجماعت ادا فرماتے رہے۔ گنبد خضریٰ کی چھاؤں میں قیام کا شرف حاصل رہا۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں خصائص کبریٰ کا مطالعہ فرماتے۔ اور نگاہیں گنبد خضری پر ہوتیں۔ ''کعبہ کے بدر الدجیٰ تم پہ کروڑوں درود'' اور مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام کا نذرانہ صبح وشام پیش کرتے۔

حرمین طیبین میں آپنے مسلک حق اہل سنت و جماعت پر جس استقامت اور بارگاہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جس محبت وارادت کا مظاہرہ فرمایا، وہ آپکی سیرت کا بڑا درخشاں باب ہے۔ جو آپکی مستقل سوانح میں زیب عنوان ہوگا۔

اس دور میں استقامت علی الشریعت کی یہ بڑی روشن مثال ہے کہ آپ نے فوٹو سے مستثنیٰ پاسپورٹ پر حج وزیارت کا سفر کیا۔

تلامذہ

عالم الغیب والشہادۃ نے آپکے درس میں بڑی برکت عطا فرمائی تھی۔ علوم وفنون کے علاوہ حدیث میں آپکے تلامذہ کی تعداد بر کوچک ہند و پاک میں سیکڑوں سے متجاوز ہے۔ چند مشاہیر تلامذہ کے نام یہ ہیں۔

① علامہ عبد المصطفیٰ ازہری ایم این اے شیخ الحدیث دار العلوم امجدیہ کراچی۔
② مولانا وقار الدین ناظم تعلیمات نائب شیخ الحدیث دار العلوم امجدیہ کراچی۔
③ مولانا غلام رسول لائلپوری شیخ الحدیث جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائلپور۔
④ مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی مفتی دار العلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور۔
⑤ مولانا تحسین رضا خاں صاحب، سابق صدر المدرسین مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف۔
⑥ مولانا مفتی عبد القیوم ہزاروی، ناظم اعلیٰ جامعہ رضویہ لاہور۔
⑦ مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق، مدیر ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ۔

⑧ مولانا الحاج محمد صابر القادری نسیم بستوی، مدیر ماہنامہ فیض الرسول براؤں شریف بستی ہند۔
⑨ مولانا مفتی مجیب الاسلام اعظمی ہند۔
⑩ مولانا عبد الرشید شیخ الحدیث جھنگ۔
⑪ مولانا ابوالحسنات محمد اشرف چشتی سیالوی شیخ الحدیث سیال شریف۔
⑫ مولانا حافظ اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ، واں بچھران۔
⑬ مولانا سید جلال الدین شاہ بھکّی شریف۔
⑭ مولانا عنایت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مناظر اہلسنت سانگلہ ہل۔
⑮ مولانا ابوالمعالی محمد معین الدین شافعی، ناظم اعلیٰ جامعہ قادریہ لائلپور
⑯ مولانا ابوالشاہ محمد عبد القادر شہید لائلپوری قدس سرہٗ لائلپور۔
⑰ مولانا سید زاہد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، جامعہ نوریہ رضویہ لائلپور۔
⑱ مولانا مفتی محمد امین مہتمم جامعہ امینیہ لائلپور۔
⑲ مولانا ابوالانوار محمد مختار احمد لائل پوری۔
⑳ مولانا حافظ احسان الحق صدر مدرس جامعہ امینیہ لائل پور۔
㉑ مولانا مفتی محمد حسین سکھروی جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر۔
㉒ مولانا سید حسین الدین شاہ ناظم اعلی جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی۔
㉓ مولانا فیض احمد اویسی شیخ الحدیث جامعہ اویسیہ بہاول پور [۱]
㉔ مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ گھوسی ضلع اعظم گڑھ [۲]
㉕ راقم الحروف محمد ابراہیم خوشتر صدیقی قادری رضوی جنوبی افریقہ۔

نائب اعلیٰ حضرت کی رحلت

مختصر یہ کہ آفتاب علم و فضل ساٹھ سال تک اپنی کرنوں سے بے شمار عوام و اخواص طلبا علما ملت اسلامیہ اہلسنت کو اپنے فیضان سے تابدار کرتا ہوا یکم شعبان ۱۳۸۲ھ ۲۹/دسمبر ۱۹۶۲ء کی

① محمد عبد الحکیم شرف قادری مولانا، تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۱۵۲، ۱۵۳
② تذکرہ علمائے اہل سنت مولانا ص ۱۵۶، ۱۵۷

درمیانی رات کو کراچی میں غروب ہو گیا۔ آپ کا جسد مبارک شاہین ایکسپریس کے ذریعے کراچی سے لائل پور لایا گیا۔ اسٹیشن سے جامعہ رضویہ تک علماء مشائخ عوام کے بے پناہ ہجوم نے ایمان افروز نظارہ بھی دیکھا کہ آپکے جنازہ پر نور کی پھوار پڑ رہی تھی۔ اور اَبر کا نام ونشان نہ تھا۔ نماز جنازہ مولانا ابوالشاہ محمد عبدالقادر احمد آبادی شہید اہلسنّت قدس سرہٗ نے آپکی وصیت کے مطابق پڑھائی۔ نماز جنازہ میں تین لاکھ فرزندان توحید ورسالت کی شرکت علماء مشائخ کے سفر آخرت کی آخری تقریب میں فقید المثال ہے۔ آپ کا مزار آپ ہی کی بنائی ہوئی سنّی رضوی جامع مسجد لائل پور میں زیارت گاہ خاص وعام ہے۔

مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خاں قدس سرہٗ العزیز نے خود اپنے اعظم خلفاء اور تلمیذ جلیل کی تاریخ وصال اپنے اشعار میں ارشاد فرمائی

مر گیا فیضان جسکی موت سے ؛ ہائے وہ ''فیض انتما'' جاتا رہا

''یا مجیب اغفرلہ'' تاریخ ہے ؛ کس برس (۸۲ھ ۱۳) وہ رہنما جاتا رہا

دیو کا سر کاٹ کر نوری کہو ؛ چاند روشن علم کا جاتا رہا

باقیات صالحات

آپکی باقیات صالحات میں تین صاحبزادے اپنے والد گرامی وقار کے مسند کے امین اور حامیٔ دین متین ہیں۔ آپ کی کنیت ابوالفضل کی رعایت سے تینوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی سجادہ نشین

صاحبزادہ غازی فضل احمد رضا

صاحبزادہ حاجی فضل کریم دامت برکاتہم العالیہ

مندرجہ بالا سطور صاف بتا رہے ہیں کہ ''محدث نامدار پاکستان'' (۱۳۸۲ھ) کی تابندہ زندگی کا مرقع ابھی نامکمل اور راقم الحروف کی سعی ناتمام ہے ؎

یہ کہد و ارباب میکدہ سے یہ جام کیا تم سبولنڈھا دو

وہ سیر کیا ہو سکے گا جو تشنہ کام شیخ الحدیث آیا

حضرت حجۃ الاسلام کے سلاسلِ طریقت

آپکے مرشد گرامی وقار حضرت نورالعارفین مولانا سید ابوالحسین احمد نوری (م ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء) اور مرشد گرامی ہی کے حکم سے آپکے والدنامدار امام احمد رضا قادری برکاتی نے آپکو تمام سلاسل عالیہ اور تمام علوم عقلیہ نقلیہ جملہ وظائف اوراد واشغال میں ماذون ومجاز فرمایا۔

امام احمد رضا نے اس کا ذکر سند مسند جانشینی میں ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۵ء کو اپنے مرشد سراپا فضل وکمال سید آل رسول (م ۱۲۹۶ھ / ۱۸۷۹ء) کے روز عرس سراپا قدس اسطرح کیا۔

”بلاشک میں اپنے عزیز تر بیٹے محمد معروف بمولوی حامد رضا خاں کو تمام سلاسل اور تمام علوم اور سارے اذکار و اشغال اور اوراد واعمال اور ہر اس چیز کی جسکی مجھے اپنے برگزیدہ مشائخ کرام سے اجازت پہنچی اجازت دے چکا تھا اور میرا اجازت دینا اس کے مرشد برحق شیخ طریقت نورالکاملین خلاصۃ الواصلین سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قدس سرہٗ النوری کے حکم سے تھا۔“ ① اردو ترجمہ مختصراً

طریقت ومعرفت کے جن تیرہ سلاسل میں آپکو اجازت وخلافت حاصل تھی وہ یہ ہیں۔

① قادریہ برکاتیہ جدیدہ۔ ② قادریہ آبائیہ قدیمہ۔ ③ قادریہ اہدایہ۔ ④ قادریہ رزاقیہ۔ ⑤ قادریہ منوریہ۔ ⑥ چشتیہ نظامیہ قدیمہ۔ ⑦ چشتیہ جدیدہ۔ ⑧ سہروردیہ قدیم۔ ⑨ سہروردیہ جدید۔ ⑩ نقشبندیہ علائیہ صدیقیہ۔ ⑪ نقشبدیہ علائیہ علویہ۔ ⑫ بدیعیہ۔ ⑬ علویہ منامیہ۔

ان میں افضل سلاسل سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ جدیدہ مندرجہ ذیل ہے۔

حضرت حجۃ الاسلام کا شجرۂ طریقت

شجرۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ رضویہ

---

① سند مسند جانشینی، ص ۸ مرتبہ عنایت محمد خاں غوری

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
۱۲؍ربیع الاول ۱۱ھ مدینہ طیبہ

مولائے کائنات
۲۱؍رمضان ۴۰ھ نجف اشرف

سیدنا امام حسین
۱۰؍محرم ۶۱ھ کربلا

سیدنا امام زین العابدین
۱۸؍محرم ۹۴ھ مدینہ طیبہ

سیدنا امام باقر
۷؍ذی الحجہ ۱۱۴ھ مدینہ طیبہ

سیدنا امام جعفر صادق
۱۵؍رجب ۱۴۸ھ مدینہ طیبہ

سیدنا امام موسیٰ کاظم
۵؍رجب ۱۸۲ھ بغداد شریف

سیدنا امام علی رضا
۲۱؍رمضان ۲۰۳ھ مشہد مقدس

سیدنا شیخ معروف کرخی
۲؍محرم ۲۰۰ھ بغداد شریف

سیدنا شیخ سری سقطی
۱۳؍رمضان ۲۵۳ھ بغداد شریف

سیدنا جنید بغدادی
۲۷؍رجب ۲۹۷ یا ۲۹۸ یا ۲۹۹ھ بغداد شریف

سیدنا ابوبکر شبلی
۲۷؍ذی الحجہ ۳۳۴ھ بغداد شریف

سیدنا عبد الواحد تمیمی
۲۶؍جمادی الآخریٰ ۴۲۵ھ بغداد شریف

سیدنا ابو الفرح طرطوسی
۳؍شعبان ۴۴۷ھ بغداد شریف

سیدنا ابو الحسن علی ہکّاری
یکم محرم ۴۸۶ھ بغداد شریف

سیدنا بوسعید مخزومی
۷؍شعبان ۵۱۳ھ بغداد شریف

سیدنا غوث اعظم جیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۱/۱۷ ربیع الآخر ۵۶۱ھ بغداد شریف

سیدنا عبد الرزّاق
۶؍شوال ۶۲۳ھ بغداد شریف

سیدنا ابو صالح نصر
۲۷؍رجب ۶۳۲ھ بغداد شریف

سیدنا محی الدین ابو نصر
۲۷؍ربیع الاول ۶۵۶ھ بغداد شریف

سیدنا سید حسن
۲۳؍شوال ۷۳۹ھ بغداد شریف

سیدنا سید موسےٰ
۱۳؍رجب ۷۶۳ھ بغداد شریف

سیدنا سید علی
۲۶؍صفر ۷۸۱ھ بغداد شریف

سیدنا سید احمد جیلانی
۱۹؍محرم ۸۵۳ھ بغداد شریف

سیدنا بہاء الدین
۱۱؍ذی الحجہ ۹۲۱ھ دولت آباد دکن ہند

سیدنا ابراہیم ایرجی
۵؍ربیع الآخر ۹۵۳ھ درگاہ محبوب الٰہی دہلی

سیدنا محمد بھکاری بادشاہ
۹؍ذی قعدہ ۹۸۱ھ کاکوری لکھنوی

سیدنا قاضی ضیاء الدین
۲۱؍رجب ۹۸۹ھ قصبہ نوئی لکھنؤ

سیدنا شیخ جمال الاولیاء
شب عید الفطر ۱۰۴۷ھ کوڑا جہان آباد، فتح پور

سیدنا سید محمد
۶؍شعبان ۱۰۷۱ھ کالپی شریف

سیدنا سید احمد
۱۹؍صفر ۱۰۸۴ھ کالپی شریف

سیدنا فضل اللہ
۱۴؍ذی قعدہ ۱۱۱۱ھ کالپی شریف

سیدنا شاہ برکت اللہ
۱۰؍محرم ۱۱۴۲ھ مارہرہ شریف

سیدنا شاہ آل محمد
۱۶؍رمضان ۱۱۶۴ھ مارہرہ شریف

سیدنا شاہ حمزہ
۱۴؍رمضان ۱۱۹۸ھ مارہرہ شریف

سیدنا شاہ آل احمد اچھے میاں
۱۷؍ربیع الاول ۱۲۳۵ھ مارہرہ شریف

سیدنا شاہ آل رسول
۱۸؍ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ مارہرہ شریف

سیدنا ابو الحسین احمد نوری
۱۱؍رجب ۱۳۲۴ھ مارہرہ شریف

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا
۲۵؍صفر ۱۳۴۰ھ بریلی شریف

حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں
۱۷؍جمادی الاول ۱۳۶۲ھ بریلی شریف

سلسلہ چشتیہ نظامیہ قدیمہ کے مشائخ کرام مندرجہ ذیل ہیں۔

سلسلہ چشتیہ نظامیہ قدیمہ

ترتیب	اسمائے گرامی	وصال	مدفن
۱	سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲؍ربیع الاول ۱۱ھ	مدینہ منوّرہ
۲	حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالےٰ وجہہ	۲۱؍رمضان ۴۰ھ	نجف اشرف
۳	خواجہ حسن بصری	۴؍محرم ۱۱۱ھ	بصرہ
۴	خواجہ عبد الواحد بن زید	۲۷؍صفر ۱۷۰ھ	بصرہ
۵	خواجہ فضیل بن عیاض	۲۶؍جمادی الاولیٰ ۱۸۱ھ	مکہ معظّمہ
۶	خواجہ حذیفہ مرعشی	۲۴؍شوال ۲۵۲ھ	مرعش شام
۷	خواجہ ہبیرہ بصری	۷؍شوال ۲۷۹ھ	بصرہ
۸	خواجہ ممشاد علی دینوری	۴؍محرم ۲۹۹ھ	دینور عراق
۹	خواجہ ابو اسحٰق شامی چشتی	۲۴؍ربیع الثانی ۳۲۹ھ	عکہ شام
۱۰	خواجہ ابو احمد ابدال چشتی	۱۰؍جمادی الثانی ۳۵۵ھ	چشت
۱۱	خواجہ محمد بن احمد چشتی	ربیع الثانی ۴۱۱ھ	چشت
۱۲	خواجہ ناصر الدین ابو یوسف بن محمد چشتی	۴؍ربیع الاول ۴۵۹ھ	چشت
۱۳	سلطان الہند خواجہ معین الدین حسن چشتی	۶؍رجب ۶۳۳ھ	اجمیر شریف
۱۴	حضرت قطب الدین بختیار کاکی	۱۴؍ربیع الاول ۶۳۴ھ	دہلی
۱۵	حضرت فرید الحق والدین گنج شکر	۵؍محرم ۶۶۴ھ	پاکپٹن
۱۶	حضرت خواجہ نظام الدین بدایونی	۱۷؍ربیع الثانی ۷۲۵ھ	دہلی
۱۷	حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی	۱۸؍رمضان ۷۵۷ھ	دہلی

۱۸	حضرت سید جلال بخاری مخدوم جہانیاں	۷۸۵ھ	
۱۹	میر سید راجو قتال		
۲۰	مخدوم شیخ سارنگ	۸۵۵ھ	لکھنؤ
۲۱	حضرت شاہ مینا	۴؍صفر ۸۷۴ھ	لکھنؤ
۲۲	شیخ سعد بڈھن خیرآبادی	۸۸۲ھ	خیرآباد
۲۳	شاہ صفی	۱۹؍محرم ۹۴۳ھ	سائی پور
۲۴	شاہ حسین	۹۷۶ھ	سکندرہ
۲۵	میر عبد الواحد	۳؍رمضان ۱۰۱۷ھ	بلگرام
۲۶	شاہ عبد الجلیل	۸؍صفر ۱۰۵۷ھ	مارہرہ شریف
۲۷	شاہ اویس	۲۰؍رجب ۱۰۹۷ھ	مارہرہ شریف
۲۸	شاہ برکت اللہ	۱۰؍محرم ۱۱۴۲ھ	مارہرہ شریف
۲۹	آل محمد	۱۶؍رمضان ۱۱۶۴ھ	مارہرہ شریف
۳۰	سید شاہ ہمزہ	۱۴؍رمضان ۱۱۹۸ھ	مارہرہ شریف
۳۱	سید آل احمد اچھے میاں	۱۷؍ربیع الاول ۱۲۳۵ھ	مارہرہ شریف
۳۲	سید شاہ آل رسول	۱۸؍ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ	مارہرہ شریف
۳۳	شاہ ابو الحسین احمد نوری	۱۱؍رجب ۱۳۲۴ھ	مارہرہ شریف
۳۴	شاہ امام احمد رضا قادری برکاتی	۲۵؍صفر ۱۳۴۰ھ	بریلی شریف
۳۵	مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں	۱۷؍جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ	بریلی شریف قدّست اسرارہم

رحمۃ اللہ تعالی علیہم اجمعین

حضرت حجۃ الاسلام کا شجرۂ سہروردیہ مندرجہ ذیل ہے۔

سلسلہ سہرور دیہ

ترتیب	اسمائے گرامی	وصال	مدفن
۱	سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲؍ربیع الاول ۱۱ھ	مدینہ طیبہ
۲	حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ	۲۱؍رمضان ۴۰ھ	نجف اشرف
۳	خواجہ حسن بصری	۴؍محرم ۱۱۱ھ	بصرہ
۴	شیخ حبیب عجمی	۱۵۶ھ	
۵	شیخ داؤد طائی	۱۶۲ھ	
۶	خواجہ معروف کرخی	۲؍محرم ۲۰۰ھ	بغداد شریف
۷	خواجہ سری سقطی	۱۳؍رمضان ۲۵۳ھ	بغداد شریف
۸	خواجہ جنید بغدادی	۲۷؍رجب ۲۹۷ھ ۲۹۸ھ ۲۹۹ھ	بغداد شریف
۹	خواجہ ممشاد علو دینوری	۴؍محرم ۲۹۹ھ	دینور
۱۰	خواجہ ابو احمد اسود دینوری		دینور
۱۱	خواجہ محمد المعروف بعمو یہ		
۱۲	خواجہ وجیہ الدین ابو حفص		
۱۳	شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی		
۱۴	شیخ شہاب الدین سہروردی	۶۳۲ھ	بغداد
۱۵	شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی	۶۶۱ھ	ملتان
۱۶	شیخ صدر الدین		ملتان
۱۷	شیخ رکن الدین	۷۹۶ھ	ملتان
۱۸	مخدوم جہانیان	۷۵۸ھ	

۱۹	سید راجو		
۲۰	شیخ سارنگ	۸۵۵ھ	لکھنؤ
۲۱	حضرت مخدوم شاہ مینا	۴؍صفر ۸۷۴ھ	لکھنؤ
۲۲	شیخ سعد بڑھن خیر آبادی	۸۸۲ھ	خیر آباد
۲۳	شاہ صفی	۱۹؍محرم ۹۳۳ھ	سائی پور
۲۴	شاہ حسین	۹۷۶ھ	سکندرہ آباد
۲۵	میر عبد الواحد	۳۰؍رمضان ۱۰۱۷ھ	بلگرام
۲۶	شاہ عبد الجلیل	۸؍صفر ۱۰۵۷ھ	مارہرہ شریف
۲۷	شاہ اویس	۲۰؍رجب ۱۰۹۷ھ	مارہرہ شریف
۲۸	شاہ برکت اللہ	۱۰؍محرم ۱۱۴۲ھ	مارہرہ شریف
۲۹	شاہ آل محمد	۱۶؍رمضان ۱۱۶۴ھ	مارہرہ شریف
۳۰	سید شاہ حمزہ	۱۴؍رمضان ۱۱۹۸ھ	مارہرہ شریف
۳۱	سید آل احمد اچھے میاں	۱۷؍ربیع الاول ۱۲۳۵ھ	مارہرہ شریف
۳۲	سید شاہ آل رسول	۱۸؍ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ	مارہرہ شریف
۳۳	شاہ ابو الحسین احمد نوری	۱۱؍رجب ۱۳۲۴ھ	مارہرہ شریف
۳۴	شاہ امام احمد رضا قادری برکاتی	۲۵؍صفر ۱۳۴۰ھ	بریلی شریف
۳۵	شاہ محمد حامد رضا نوری بریلوی	۱۷؍جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ	بریلی شریف

رحمۃ اللہ تعالی علیہم اجمعین

سلسلہ نقشبندیہ ابوالعلائیہ علویہ صدیقیہ کے مشائخ کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ علویہ

ترتیب	اسمائے گرامی	وصال	مدفن
۱	حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲ر ربیع الاول ۱۱ھ	مدینہ منورّہ
۲	حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالے وجہہ	۲۱ر رمضان ۴۰ھ	نجف اشرف
۳	حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۰ر محرم ۶۱ھ	کربلا
۴	حضرت امام زین العابدین	۱۸ر محرم ۹۴ھ	مدینہ منوّرہ
۵	حضرت امام باقر	۷ر ذی الحجہ ۱۱۴ھ	مدینہ منوّرہ
۶	حضرت امام جعفر صادق	۱۵ر رجب المرجب ۱۴۸ھ	مدینہ منوّرہ
۷	حضرت بایزید بسطامی	۱۵ر ۱۷ شعبان ۲۶۱ھ	بسطام
۸	خواجہ ابوالحسن خرقانی	۱۰ر محرم ۴۲۴ھ ۴۲۵ھ	خرقان نزد شہر قزوین
۹	شیخ ابوالقاسم کرّگانی	۴۵۰ھ	کرّگان
۱۰	شیخ ابوعلی فارمدی طوسی	۴ر ربیع الاول ۴۷۷ھ	طوس
۱۱	شیخ ابویوسف ہمدانی	۲۷ر رجب ۵۳۵ھ	مزو
۱۲	خواجہ عبدالخالق غجدوانی	۱۲ر ربیع الاول ۵۷۵ھ	غجدوان نزد شہر بخارا
۱۳	خواجہ محمد عارف ریوگری	یکم شوال ۶۱۵ھ ۶۱۶ھ	موضع ریوگر نزد بخارا
۱۴	خواجہ محمود الخیر فغنوی	۱۷ر ربیع الاول ۷۱۵ھ	دابکنی
۱۵	خواجہ عزیزان علی رامیتنی	۲۷ر رمضان ۲۸ ذی قعدہ ۷۲۱ھ	خوارزم
۱۶	خواجہ محمد باباسمّاسی	۱۰ر جمادی الاولیٰ ۷۵۵ھ	سماس
۱۷	خواجہ سید امیر کلاں	۸ر جمادی الاولیٰ ر ۱۵ر جمادی الاخری ۷۷۲ھ	موضع سوخار مضافات بخارا
۱۸	حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند	۳ر ربیع الاول ۷۹۱ھ	بخارا

۱۹	حضرت خواجہ یعقوب چرخی	۵؍صفر ۸۵۱ھ	موضع ہلغتو مضافات حصار
۲۰	حضرت خواجہ عبید اللہ احرار	۲۹؍ربیع الاول ۸۹۵ھ	سمر قند
۲۱	خواجہ عبد الحق		
۲۲	خواجہ یحییٰ		
۲۳	حضرت شیخ ابو العلاء سید عبد اللہ		آگرہ
۲۴	سید محمد کالپوی	۶؍شعبان ۱۰۷۱ھ	کالپی
۲۵	میر سید احمد کالپوی	۱۰؍صفر ۱۰۸۴ھ	کالپی
۲۶	میر سید شاہ فضل اللہ	۱۴؍ذی قعدہ ۱۱۱۱ھ	کالپی
۲۷	حضرت شاہ برکت اللہ	۱۰؍محرم ۱۱۴۲ھ	مارہرہ شریف
۲۸	حضرت شاہ آل محمد	۱۶؍رمضان ۱۱۶۴ھ	مارہرہ شریف
۲۹	سید شاہ ہمزہ	۱۴؍رمضان ۱۱۸۹ھ	مارہرہ شریف
۳۰	سید آل احمد اچھے میاں	۱۷؍ربیع الاول ۱۲۳۵ھ	مارہرہ شریف
۳۱	سید شاہ آل رسول	۱۸؍ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ	مارہرہ شریف
۳۲	سید شاہ ابو الحسین احمد نوری	۱۱؍رجب ۱۳۲۴ھ	مارہرہ شریف
۳۳	شاہ امام احمد رضا قادری برکاتی	۲۵؍صفر ۱۳۴۰ھ	بریلی شریف
۳۴	مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں	۱۷؍جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ	بریلی شریف

سلسلہ نقشبندیہ علائیہ صدیقیہ کی ترتیب مندرجہ ذیل ہے۔

سلسلہ نقشبندیہ علائیہ صدیقیہ

ترتیب	اسمائے گرامی	وصال	مدفن
۱	سید دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم	۱۲؍ربیع الاول ۱۱ھ	مدینہ منورّہ

۲	حضرت ابوبکر صدیق	۲۲/جمادی الاخریٰ ۱۳ھ	مدینہ منوّرہ
۳	حضرت سلیمان فارسی	۱۰/رجب ۳۳ھ ۳۴ھ	مداین
۴	حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر	۱۴/جمادی الاخریٰ ۱۰۱ یا ۱۰۶ھ	مدینہ منوّرہ
۵	حضرت امام جعفر صادق	۱۵/رجب ۱۴۸ھ	مدینہ منوّرہ
۶	حضرت خواجہ بایزید بسطامی	۱۵/۱۷ شعبان ۲۶۱ھ	بسطام

بقیہ ترتیب سلسلۂ مندرجہ بالا کے مطابق ہے۔

رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین

مندرجہ بالا سلاسل میں آخری سلسلہ بیعت، علویہ منامیہ، رسول گرامی وقار صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہے کیونکہ حضرت حجۃ الاسلام نے اپنے شیخ طریقت حضرت شاہ ابوالحسین احمد نوری اور اپنے والد امام احمد رضا قادری برکاتی کے ہاتھ پر بیعت کی اوران دونوں نے اپنے مرشد سید آل رسول احمدی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور انھوں نے صرف اس سلسلے میں شاہ عبدالعزیز دہلوی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور انہوں نے اپنے سچے خواب میں امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ کے ہاتھ پر بیعت کی اور انہوں نے آپکے ہاتھ پر بیعت کی جنکا ہاتھ اللہ کا ہاتھ اور جنکی بیعت اللہ کی بیعت ہے۔ یعنی ہم سب کے آقا ہم سب کے مولےٰ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دست حق پرست پر۔ تو بحمدہ تعالےٰ یہ سند شاہ محمد حامد رضا سے جلیل الشان آقا تک صحیح مسلم کی اعلیٰ سند رباعی کیطرح صرف چار واسطوں سے پہنچتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت حجۃ الاسلام جامع السلاسل بذرگ تھے۔ انھوں نے براہ راست اپنے مرشد برحق نور العارفین شاہ ابو الحسین احمد نوری اور اپنے والد ذیشان امام احمد رضا خاں قادری برکاتی سے استفادہ کیا تھا۔ آپکو سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ رضویہ میں اجازت مطلقہ وخلافت کاملہ حاصل تھی۔ آپ ان تمام سلاسل واسناد کے حامل تھے جن کا بیان ”النور والبہا فی اسانید الحدیث وسلاعل الاولیاء“① اور ”الاجازۃ المتینہ لعلماء بکۃ والمدینۃ“② میں موجود ہے۔ اسکی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔ قرآن مجید۔ کتب احادیث صحاح، سُنن۔ مسانید۔ جوامع۔ معاجم۔ اجزاء۔ شروح کتب اصول حدیث۔ کتب اسماء الرجال۔ فقہ۔ تفسیر۔ قرأت۔ تجوید۔ کلام۔ اصول فقہ۔ سیر۔ تواریخ۔ ادب۔ نحو۔ صرف۔ لغت۔ معانی۔ بیان۔ بدیع۔ منطق۔ حکمت۔ ہندسہ۔ ہیئات۔ زیجات اور مقاصد وآلات کی بقیہ کتابیں۔ ان کے علاوہ مندرجہ ذیل تمام اذکار واشعال اور اعمال کی بھی آپکو اجازت حاصل تھی۔ وہ یہ ہیں۔ قرآن عظیم کے خواص [۱]۔ اسماء الٰہیہ [۲]۔ دلایل الخیرات [۳]۔ حصن حصین [۴]۔ قصر متین [۵]۔ اسماء اربعینیہ [۶]۔ حزب البحر [۷]۔ حزب البر [۸]۔ حزب النصر [۹]۔ سلسہ شاذلیہ کے تمام احزاب [۱۰]۔ ایک لاکھ چارولیوں کا حرز [۱۱]۔ حرز الامیرین [۱۲]۔ حرز یمانی [۱۳]۔ دعاء مغنی [۱۴]۔ دعاء حیدری [۱۵]۔ دعاء عزرائیلی [۱۶]۔ دعاء سریانی [۱۷]۔ قصیدہ خمریہ جسکا مشہور نام قصیدہ غوثیہ ہے [۱۸]۔ صلوۃ غوثیہ (صلوۃ الاسرار) [۱۹]۔ قصیدہ بردہ [۲۰]۔ دعاء بشمخ [۲۱]۔ تکبیر عاشقاں [۲۲]۔ نیم تکبیر [۲۳]۔ ارسال الھواتف [۲۴]۔

① یہ عربی کا رسالہ حضرت شاہ ابو الحسین احمد نوری کا مصنف ہے۔ سلاسل طریقت واسناد احادیث صحاح ”مسلسل بالاولیۃ“ حصن حصین، دلائل الخیرات، حزب البحر، اذکار واشغال واعمال وغیرہ پر نہایت مفید ہے۔ عموماً خلفاء سلسلہ کو دیا جاتا تھا۔ فقیر قادری سگ بارگاہ رضوی راقم الحروف کو حضرت مفتی اعظم ہند نور اللہ مرقدہ کی بارگاہ سے ۱۹۶۴ء میں عطا ہوا۔

② یہ عربی کا رسالہ بھی سلاسل وابناد علوم وفنون اذکار واشغال واعمال وغیرہ پر مشتمل خاصان خدا کے لئے امام احمد رضا کے فیضان کا شاہکار ہے۔ پھر اس پر حضرت حجۃ الاسلام کی تمہید امام احمد رضا کے حالات وواقعات پر عربی تحریر کا بڑا نادر نمونہ ہے۔

حدیث "مسلسل بالا ولیت"[1] کی سند

یہ حدیث حجۃ الاسلام کو اپنے مرشد گرامی کی طرف سے تین سندوں کیساتھ حاصل ہوئی ہے۔ پہلی سید شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی کی طرف سے، دوسری شاہ عبدالعزیز دہلوی کی طرف سے اور تیسری مولانا صوفی احمد حسن مرادآبادی کی طرف سے ہے۔

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی کی سند

حجۃ الاسلام

۱۔ شاہ ابوالحسین احمد نوری امام احمد رضا

۲۔ سید شاہ آل رسول

۳۔ سید آل احمد اچھے میاں

۴۔ سید شاہ حمزہ بن سید آل محمد بلگرامی

۵۔ سید طفیل محمد اترولی

۶۔ سید مبارک فخرالدین بلگرامی

۷۔ شیخ ابوالرضا ابن اسمٰعیل دہلوی نواسہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی

۸۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی

۹۔ شیخ عبدالوہاب بن فتح اللہ بروجی

۱۰۔ شیخ محمد بن افلح الیمنی

۱۱۔ شیخ وجیہہ الدین عبدالرحمٰن بن ابراہیم علوی

۱۲۔ شیخ شمس الدین سخاوی

۱۳۔ شیخ الشہاب ابوالفضل احمد بن علی العسقلانی علامہ ابن حجر

۱۴۔ ابوالفضل عبدالرحیم بن حسین العراقی

۱۵۔ شیخ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد التدمیری

۱۶۔ ابوالفتح محمد بن محمد بن ابراہیم المید ومی

۱۷۔ ابوالفرج عبداللطیف بن عبدالمنعم الحرانی

۱۸۔ حافظ ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی الجوزی

۱۹۔ ابوسعید اسمٰعیل بن ابی صالح احمد بن عبد الملک نیشاپوری

۲۰۔ ابوصالح احمد ابن عبدالملک المؤذن

۲۱۔ ابوطاہر محمد بن محمد محمش الزیادی

۲۲۔ ابوحامد احمد بن محمد بن یحییٰ بن بلال البزار

---

① اگر ہر راوی "ھو اوّل حدیث سمعتہ منہ" (اور وہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی) پر متفق ہو تو اس کو "مسلسل بالاولیت" کہتے ہیں۔

۲۳۔عبد الرحمٰن بن بشیر بن الحکم
۲۴۔سفیان بن عینیہ
۲۵۔سفیان بن عمر بن دینار
۲۶۔ابو قابوس مولٰی عبد اللہ بن عمرو بن العاص
۲۷۔عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمرو

رضی اللہ تعالیٰ عنہم

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال الرّاحمون
یرحمھم الرّحمٰن وتبرک وتعالی ارحموا من فے الارض
یرحمکم من فے السّماء

انھوں نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رحم کرنے والوں پر رب رحمان تبارک وتعالےٰ رحم فرماتا ہے تم ان پر رحم کرو جو زمین پر ہیں تو تم پر وہ رحم کرے گا جو آسمان پر ہے۔

شاہ عبد العزیز دہلوی کی سند

○ حجۃ الاسلام ○ شاہ ابو الحسین احمد نوری امام احمد رضا ○ سید شاہ آل رسول ○ شاہ عبد العزیز دہلوی ○ شاہ ولی اللہ دہلوی ○ سید عمر ○ شیخ عبد اللہ بن سالم البصری ○ شیخ یحیٰی بن محمد شاوی ○ شیخ سعید بن ابراہیم الجزائری المفتی قدورہ ○ شیخ محقق سعید بن محمد المقری ○ شیخ محمد حجی الوہرانی ○ شیخ سید ابراہیم التازی ○ شیخ ابو الفتح محمد بن ابو بکر بن الحسین المراغی ○ شیخ زین الدین عبد الرحیم بن الحسین العراقی ○ ابو الفتح محمد بن محمد بن ابراہیم البکری المیدوی۔

اس کے بعد سند اور متن وہی ہے جس کا ذکر سند شیخ عبد الحق محدّث دہلوی میں ہوا۔

مولانا صُوفی اَحمد حَسین مُراد آبادی کی سَنَد

○ حجۃ الاسلام ○ شاہ ابو الحسین احمد نوری ○ مولانا احمد حسن صوفی مراد آبادی ○ شیخ احمد بن محمد الدمیاطی ○ شیخ محمد بن عبد العزیز ○ شیخ ابو الخیر بن عموس الرشیدی ○ شیخ الاسلام اشرف زکریا بن محمد الانصاری۔

اس کے بعد شیخ الشہاب ابو الفضل احمد بن حجر عسقلانی سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک

سند اور متن وہی ہے جس کا پہلے ذکر ہوا۔

اس سند کو حضرت شاہ ابوالحسین احمد نوری نے عالی قرار دیا اور تحریر فرمایا کہ میرے اور شیخ حافظ زین الدین عراقی کے درمیان اس میں صرف چھ واسطے ہیں۔ اور پہلی سند میں بارہ اور دوسری میں گیارہ ہیں۔

الحدیث المسلسل بالاضافۃ (ضیافت الاسودین)

اس حدیث کی خصوصیت یہ ہے کہ ہر راوی بیان کرتا ہے کہ میرے شیخ نے یہ حدیث روایت کرتے ہوئے پانی اور کھجور کی ضیافت سے بھی نوازا۔ پانی اور کھجور کو اہل عرب ''اسودین'' کہتے ہیں۔ اس حدیث میں ضیافت کی یہ فضیلت بیان کی گئی ہے کہ جس نے ایک مومن کی ضیافت کی اس نے گویا حضرت آدم کی ضیافت کی۔ جس نے دو کی ضیافت کی اس نے گویا حضرت آدم و حوّا کی ضیافت کی۔ جس نے تین مسلمانوں کی ضیافت کی اس نے گویا حضرت جبرائیل، میکائیل، اسرافیل کی ضیافت کی۔ چار کی صورت میں توارت، انجیل، زبور اور قرآن پڑھنے کا ثواب حاصل کیا۔ اور پانچ کی صورت میں گویا پیدائش عالم سے قیامت تک پانچوں نمازیں باجماعت ادا کیں۔ اور چھ کی حالت میں گویا اولاد اسمٰعیل سے ساٹھ غلام آزاد کئے۔ سات کی صورت میں اس پر جہنم کے ساتوں دروازے بند کئے گئے اور آٹھ میں جنت کے آٹھوں دروازے اس پر کھول دئیے گئے۔ نو کی حالت میں اللہ تعالےٰ اس کیلئے تمام گنہگاروں کے عدد کے برابر نیکیاں تحریر فرماتا ہے۔ اور جس نے دس مومنوں کی ضیافت کی اللہ تعالےٰ اس شخص کو نماز پڑھنے والے روزہ رکھنے والے اور قیامت تک حج کرنے والے کے ثواب کے برابر ثواب عطا فرماتا ہے۔

شیخ شمس الدین بن الجزری نے اس حدیث کو غریب قرار دیا۔ مگر اُس کی سند میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور شاہ عبدالعزیز۔ شاہ ولی اللہ جیسے محدثین کا پایا جانا اس حدیث کی صحت پر دلالت کرتا ہے۔

اس حدیث کی سند بھی حجۃ الاسلام کو دونوں طریقوں سے (شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور شاہ عبدالعزیز دہلوی سے) حاصل ہے۔

الحدیث المسلسل بالمصافحہ

اس حدیث میں ہر راوی اپنے مروی عنہٗ (جس سے وہ روایت کرر ہا ہے) سے مصافحہ کرتا ہے۔ اور یہ مبارک سلسلہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تک پہونچتا ہے کہ انہوں نے ریشم سے زیادہ نرم ہاتھ والے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔

اس روشن حدیث کی سند بھی حجۃ الاسلام کو دونوں طریقوں سے (طریق شیخ عبد الحق محدث دہلوی، طریق شیخ شاہ عبد العزیز دہلوی) حاصل ہے۔ اس کے علاوہ آپکو اپنے مرشد برحق حضرت ابو الحسین احمد نوری مارہروی سے مصافحہ جنیہ، مصافحہ خضریہ، مصافحہ معمریہ اور مصافحہ منامیہ کے اسناد کی اجازت بھی حاصل ہے۔ یہ اجازت آپ کو اپنے والد گرامی وقار امام احمد رضا فاضل بریلوی سے بھی حاصل ہے۔

سند فقہ حنفی

حجۃ الاسلام کی یہ سند عالی آپکے والد ماجد امام احمد رضا کے ذریعے ۲۸ واسطوں سے امام اعظم ابو حنیفہ تک پھر امام اعظم سے حضرت امام حماد بن سلیمان، امام ابراہیم نخعی، حضرت علقمہ حضرت اسود، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے واسطوں سے حضرت سید المرسلین شارع شرع مبین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے۔۔۔۔

اس سند کی خوبی یہ ہے کہ اس میں تمام اساتذہ ومشائخ حنفی ہیں۔ فتاویٰ رضویہ جلد اوّل ص ۵

سلاسِل علوم

سلسلہ تلمذ خیر آبادی حجۃ الاسلام۔ امام احمد رضا۔ مولانا عبد العلی خاں رامپوری۔ مولانا محمد فضل حق خیر آبادی

سلسلہ تلمذ دہلوی و بریلوی[1] حجۃ الاسلام۔ امام احمد رضا۔ سید آل رسول۔ شاہ عبد العزیز محدث

---

(۱) تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو ''الاجازات المتینہ لعلماء بکۃ والمدینہ''

دہلوی۔شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی۔

حجۃ الاسلام۔ امام احمد رضا۔مولانا نقی علی خاں بریلوی۔مولانا رضا علی خاں بریلوی۔مولانا خلیل الرحمٰن محمد آبادی۔فاضل محمد سندی۔ابوالعیاش محمد عبد العلی لکھنوی

حجۃ الاسلام۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی۔سید احمد بن زین دحلان مکی۔شیخ عثمان دمیاطی۔

حجۃ الاسلام۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی۔عبدالرحمن بن عبداللہ السراج مکّی۔جمال بن عبداللہ مفتی مکہ ①

حجۃ الاسلام۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی۔حسین بن صالح جمال اللیل۔عابد سندی المدنی۔

حجۃ الاسلام۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی۔سید شاہ ابوالحسین احمد نوری۔شاہ صوفی علی حسین مراد آبادی

مرشدِ گرامی

نور العارفین ابوالحسین احمد نوری حضرت میاں صاحب کی ولادت باسعادت مارہرہ مقدسہ میں اپنے والد ماجد حضرت سید شاہ ظہور حسن کے گھر ۱۹ /شوال ۱۲۵۵ھ ۲۶ / دسمبر ۱۸۳۹ء کو ہوئی۔آپ صرف ڈھائی سال کے تھے کہ والدہ ماجدہ نے رحلت فرمائی۔اور آپ جب گیارہ سال کے ہوئے تو والد ماجد نے بھی انتقال فرمایا۔اس طرح آپ کی پوری پوری کفالت وتربیت جدۂ کریمہ اور حضرت جد کریم خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول احمدی نے کی۔آپ ہی کی نگرانی میں آپنے تعلیم وتربیت عبادت وریاضت کے تمام مراحل طے کئے۔اپنے جد کریم ہی کے دست اقدس پر ۱۲/ربیع الاوّل ۱۲۶۷ھ/فروری ۱۸۵۱ء بیعت کر کے تمام سلاسل طریقت جملہ اذکار و اشغال اوراوراد معمولۂ خاندان برکات کی اجازت وخلافت سے سرفراز ہوئے۔②

امام احمد رضا ان کے خلیفہ اعظم تھے③ ان کے اساتذہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے④ آپ خانوادۂ امام احمد رضا کے شیخ تھے۔آپ ہی کے گیسوئے طریقت کے اسیر حضرت حسن رضا خاں، مولانا محمد رضا خاں،مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں،مولانا حسنین رضا خاں،مولانا شاہ مصطفٰے رضا خاں

---

① اس سند کی بڑی خوبی یہ ہے کہ حجۃ الاسلام سے امام بخاری تک صرف بارہ واسطے ہیں (حیات اعلیٰ حضرت)

② مولانا غلام شبّیر قادری نوری بدایونی تذکرہ نوری ص ۵۴،۵۵،۵۷

③ مولانا غلام شبّیر قادری نوری بدایونی تذکرہ نوری ص ۱۵۹

④ مولانا ظفر الدین فاضل بہاری حیات اعلیٰ حضرت ص ۳۵

وغیرہم برادران وصاحبزادگان اہل خاندان امام احمد رضا تھے۔

آپکے خلفاء میں حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد رضا خاں، مولانا علامہ محمد حسنین رضا خاں اور خاتم الخلفا مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں کا نام نامی نمایاں نظر آتا ہے۔

آپ اپنے جد کریم حضرت سیّد شاہ آل رسول احمدی برکاتی کے وصال ۱۲۹۶ھ پر سلسلۂ قادریہ برکاتیہ احمدیہ کے وارث وامین اور سجّادہ نشین ہوئے۔ امام احمد رضا نے ۱۲۹۷ھ میں مسند نشینی کے موقع پر آپکی خدمت میں ایک شاہکار منقبت پیش کی تھی۔ جس کا پہلا شعر ہی

برتر قیاس سے ہے مقام ابوالحسین ؛ سدرہ سے پوچھو رفعت بام ابوالحسین ①

آپکے بلند و بالا مقامات کو ظاہر کرتا ہے۔

آپ پورے اکتالیس سال اپنے جدّ امجد کی صحبت و خدمت میں گزار کر مزید ۲۸ / سال ۱۳۲۴ھ تک تادم اخیر اپنے آباء کرام کے مسلک اہلسنّت کے مطابق اپنے مریدین خلفاء کی تعلیم وتربیت اور رشد وہدایت میں مشغول رہے۔

آپنے ۱۱/ رجب ۱۳۲۴ھ/ ۳۱/ اگست ۱۹۰۶ء کو وصال فرمایا۔ ''خاتم اکابر ہند'' (۱۳۳۴ھ) تاریخ وصال ہے۔ آپ کا مزار مارہرہ مقدسہ بڑی سرکار میں زیارت گاہ خاص وعام ہے۔

مخدوم زمن حضرت سید شاہ مہدی حسن صاحب سجّادہ برکاتیہ احمدیہ نوریہ مارہرہ مطہرہ میں اپنے والد ماجد حضرت سید شاہ ظہور حسین کے گھر ۱۲۸۷ھ/ ۱۸۷۰ء کو پیدا ہوئے۔

آپ حضرت ابوالحسین احمد نوری کے حقیقی چچازاد بھائی وخلیفۂ اعظم اور سجّادہ نشین تھے۔ آپ اپنے جدّ امجد سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرّہ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ کو اپنے والد ماجد سے بھی خلافت واجازت تھی۔ آپکے دور میں مارہرہ مقدسہ کا عرس سراپا قدس اجمیر مقدس کے بعد عظیم ترین عرس میں شمار کیا جاتا رہا ایسا کہ بعض امور میں حضرت سید شاہ آل محمد وحضرت سید شاہ حمزہ قدس سرہم العزیز کے عہد کی یاد تازہ ہوتی رہتی۔ ②

''آپ ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد'' کے مظہر تھے۔ آپ اپنے مریدین ومتوسلین کی پشت

① حدائق بخشش حصہ دوم

② مولانا غلام شبیر قادری نوری بدایونی تذکرہ نوری ص ۱۶۰۔۱۹۰

پر ہاتھ رکھکر وقت رخصت فرماتے۔

''تیرے پشت پر تین ؛ اللہ محمد محی الدّین'' ①

آپ کا وصال ۱۸ / ذیقعدہ ۱۳۶۱ھ ۱۸ / نومبر ۱۹۴۲ء کو مارہرہ مطہرہ میں ہوا۔

''مغفرلہٗ'' مادہ تاریخ ہے۔ (۱۳۶۱ھ)

شرف بیعت

امام احمد رضا کا پورا خانوادہ مارہرہ مقدسہ سے نسبت بیعت رکھتا تھا وہ خود اپنے والد خاتم اجلہ الفقہاء حضرت مولانا نقی علی خاں کے ساتھ تاجدار مارہرہ حضرت سیّد آل رسول سے ۱۲۹۴ھ ۱۸۷۷ء میں بیعت سے مشرف ہو چکے تھے۔ حضرت سید آل رسول نے اپنے وصال ۱۲۹۶ھ ۱۸۷۹ء سے قبل امام احمد رضا کو اپنے ابن الابن (پوتے) حضرت شاہ ابو الحسین احمد نوری میاں کے سپرد فرمادیا۔ ②

حضرت نوری میاں کو امام احمد رضا پر کس درجہ اعتماد تھا، اس کا اندازہ فتاویٰ رضویہ میں حضرت کے استفتا سے کیا جاسکتا ہے۔ نیز امام احمد رضا کو اپنے مرکز عقیدت نوری میاں سے کتنی محبّت تھی اس پر آپ کے قصائد اور منقبتیں شاہد ہیں۔

ان قرائین اور امام احمد رضا کی اپنے مشائخ کرام سے روحانی وابستگی سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپکے صاحبزادہ اکبر حضرت حجۃ الاسلام کو حضرت نور العارفین شاہ ابو الحسین احمد نوری صاحب سجادہ سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ سے بچپن ہی میں بیعت کا شرف حاصل ہو چکا تھا۔ جیسا کہ آپکے صاحبزادہ اصغر حضرت مفتی اعظم ہند کو یہ شرف صرف چھ ماہ کی عمر میں حاصل ہوا۔ ③

اجازت وخلافت

یہ امام احمد رضا کی تعلیم وتربیت کا شاندار نتیجہ تھا کہ حجۃ الاسلام چودہویں صدی کے شروع ہی

---

① احسن العلماء حضرت حسن میاں مارہروی دامت برکاتہم کا راقم الحروف سے بمبئی میں ارشاد۔

② حیات اعلیٰ حضرت ص ۳۵ مولانا ظفر الدین فاضل بہاری۔

③ سامانِ بخشش، ص ۹، ادارہ اشاعت تصنیفات رضا بریلی شریف

میں علوم متداولہ سے فارغ التحصیل ہو گئے۔ اور علمی حلقوں میں آپکو فاضل نوجوان کہکر پکارا جانے لگا۔ چودھویں صدی کی ہر اٹھتی ہوئی باطل تحریک کی بیخ کنی میں آپ اپنے والد نامدار امام احمد رضا کے ساتھ ساتھ رہے۔ پھر حضرت شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں کی سر پرستی انھیں ہر طرح حاصل رہی۔ انھیں کے حکم سے امام احمد رضا نے اپنے عزیز تر صاحبزادے حجۃ الاسلام کے تمام سلاسل عالیہ وعلوم وفنون، اذکار واشغال اور اوراد واعمال کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اس کا ذکر سند مسند جانشینی میں اس طرح کیا۔

وقد کنت اجزت ولدی الاعز محمدنِ المعروف بالمولوی حامد رضا خاں سلمه الرحمٰن عن طوارق الحد ثان ونوازغ الشیطان وجعله خیر خلف بسلفه الصالحین و وقفه هدۃ عمرہ لحمایة الدین و نکایة المفسدین وانهٗ ولی ذلك وخیر مالك والحمد لله رب العلمین بجمیع السّلاسل والعلوم والا ذکار والاشغال والاورادو الاعمال وسائر ماوصلت الی اجازته من مشائخی الاجلاء اولی الافضال وکان ذلك بامر شیخهٖ نور الکاملین خلاصة الواصلین سیدنا السیّد الشاہ ابی الحسین احمد النوری میاں صاحب المارهروی قدس سرہٗ النّوری۔

ترجمہ۔ بلاشک میں اپنے بیٹے محمد معروف بمولوی حامد رضا خاں کو (اللہ تعالےٰ اسے اچانک حادثوں شیطان کے کوچوں سے محفوظ رکھے۔ اور مولائے کریم اسے سلف صالحین کا بہترین جانشین بنائے اور تمام عمر اسے حمایت دین وردّ مفسدین کی توفیق عطا فرمائے۔ بلاشبہ وہی مولا تعالےٰ اس کا مددگار اور بہتر مالک ہے۔ پروردگار عالم ہی کیلئے حمد ہے) تمام سلسلوں اور تمام علوم اور سارے اذکار واشغال اور اوراد واعمال کی اور ہر اس چیز کی جسکی مجھے اپنے برگزیدہ مشائخ کرام سے اجازت پہنچی۔ اجازت دے چکا تھا۔ اور میرا اجازت دینا اس کے مرشد برحق وشیخ

طریقت نور الکاملین خلاصۃ الواصلین سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قدس سرہٗ النوری کے حکم سے تھا۔ (۱)

اس نعمت جلیلہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت حجۃ الاسلام نے بھی اپنے مرید و خلیفہ مولانا سید ریاض الحسن شاہ صاحب جودھپوری (مفتی اعظم حیدر آباد سندھ پاکستان) ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء کے خلافت نامے میں تحریر فرمایا۔

اما بعد می گوید فقیر ناسزا سر بگریبان فکر جزا محمدن المدعو بحامد رضا عفااللہ عنہٗ ماجنیٰ کہ حضور پرنور دریائے رحمت آقائے نعمت قدوۃ الواصلین سراج السالکین نور العارفین حضرت سیدنا مولانا سید شاہ ابو الحسین احمد نوری میاں صاحب قبلہ و کعبہ افاض اللہ علینا من شابیب فیضہ النوری ونیز اشارت سراپا بشارت حضور ممدوح حضرت سیدی و والدی واسنادی وملاذی امام اہلسنت مجدد المأۃ الحاضرہ مؤید الملۃ الطاہرہ سیدنا و مولانا شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ و کعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بالرضا السرمدی۔ ایں نااہل سراپا ظلم و جہل راماذون ومجاز ساخت۔ (۲)

حضرت ابوالحسین شاہ احمد نوری قدس سرہٗ النورانی کا وصال ۱۳۲۴ھ ۱۹۰۶ء میں ہوا۔ حضرت حجۃ الاسلام نے حج و زیارت کا شرف اپنے والد گرامی وقار کے ساتھ ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء حاصل کیا۔

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں یہ اندازہ صحیح معلوم ہوتا ہے کہ پہلے حضرت شاہ ابوالحسین احمد نوری نے حجۃ الاسلام کو تمام سلاسل اور علوم و اذکار وغیرہم سے ماذون و مجاز فرمایا۔ پھر امام احمد رضا نے بھی انھیں کے مرشد گرامی کے حکم سے اپنے عزیز تر بیٹے کو اجازت و خلافت دیدی۔

یہ یقینی طور پر تو نہیں کہا جاسکتا کہ حجۃ الاسلام کو اجازت و خلافت کب حاصل ہوئی، ہاں قرائن بتارہے ہیں کہ ان نعمتوں (اجازت و خلافت) کا حصول چودھویں صدی کے دوسرے عشرے میں ہوا۔

---

(۱) سند مسند جانشینی ۶۔۸ عنایت محمد خان غوری

(۲) نقل خلافت نامہ مولانا سید ریاض الحسن شاہ صاحب جودھپوری مرحوم

چار یار

حضرت حجۃ الاسلام کا حسن خدا داد پھر اس پر علم وفضل سونے پر سہاگہ تھا آپ کا حلقۂ ارادت ہندوستان کے ہر صوبے میں تھا۔ لاہور سے کلکتہ تک جودھپور سے مظفر پور نیپال کی سرحد تک آپ کے مریدین خلفا ہر ہر مقام پر پائے جاتے تھے۔ آپ کا سلسلۂ طریقت (قادری رضوی نوری) بر کوچک میں ہر جگہ پھیلا ہوا تھا۔

جودھپور جہاں امام احمد رضا کے صرف گیارہ مرید تھے، وہاں جوق درجوق لوگ آتے۔ عمامہ کھول دیا جاتا۔ ہاتھوں میں لیتے اور بیک وقت سیکڑوں افراد حلقۂ ارادت میں داخل ہوتے۔ اور یہ تعداد ہزاروں سے متجاوز ہوجاتی۔ اس انداز بیعت کا مظاہرہ صرف جودھپور یا اودے پور ہی میں نہیں ہوتا بلکہ آپ جہاں جہاں تشریف لے جاتے، ارادت وعقیدت کا یہی نظارہ دیکھنے میں آتا۔

ان سطور میں آپ کے مریدین اور خلفا کا جائزہ مقصود نہیں، ہاں راقم الحروف کی نظر میں اس وقت وہ چار نفوس قدسیہ ہیں جو حضرت حجۃ الاسلام کی خلوت وجلوت میں شریک ورفیق اور سب سے زیادہ قریب رہے ہیں۔ ان میں سب سے پہلا نام منشی فدایار خاں رضوی مرحوم ومغفور نائب مہتمم جامعہ رضویہ منظر اسلام کا آتا ہے۔ آپ اسم بامسمّٰی تھے۔ ہر طرح اپنے شیخ (یار) پر اور شیخ کے صاحبزادگان پر فدا تھے۔ حضرت حجۃ الاسلام کے ندیم خاص اور خادم عام تھے۔ پھر منظر اسلام کی ذمہ داری مزید برآں تھی۔ پوری زندگی اپنے شیخ کی کے آثار کی جاروب کشی اور صاحبزادگان کی خدمت میں گزاردی۔

دوسرا نام بلا اختلاف حضرت مولانا تقدس علی خاں رضوی مہتمم جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی کا آتا ہے۔ حضرت حجۃ الاسلام کے سفر وحضر میں ساتھ، معاملات میں امین، دینی اور دنیوی ذمہ داریوں میں شریک ومعین رہے۔ آپ فرزند نسبتی تھے۔ مگر زندگی بھر حق فرزندی ادا کرتے رہے۔ جامعہ رضویہ منظر اسلام کے انتظام وانصرام میں اور سلسلۂ حامدیہ رضویہ کی ترویج واشاعت میں آپ حضرت حجۃ الاسلام کے ماذون ومجاز اور خلیفۂ برحق تھے۔

تیسرا نام حضرت ابو المعانی مولانا مفتی ابرار حسن صدیقی تلہری مدیر شہیر ماہنامہ یادگار رضا بریلی کا سامنے آتا ہے۔

آپ سراپا حامدی اور سلسۂ حامدیہ رضویہ میں ماذون ومجاز نیز حضرت حجۃ الاسلام کے معتمد و مستند تھے۔ آپ عربی اور اردو کے ادیب اور صاحب طرز مفتی تھے۔ آپ کی شخصیت میں علم و فضل کا وقار مجسّم ہو کر چلتا پھرتا نظر آیا۔ آپ گفتگو فرماتے تو منھ سے پھول جھڑتے۔ آپنے اپنی پوری زندگی عالمانہ شان اور شریفانہ آن وبان میں خموشی کے ساتھ گزاردی۔

"خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را"

چوتھا اور آخری نام جو ہمارے لئے سراپا احترام ہے، وہ ادیب لبیب مترجم نبیل مصنّف بے عدیل، محقق بے مثیل حضرت علامہ شمس الحسن شمسؔ صدیقی بریلوی فاضل مشرقیات سابق سر براہ شعبہ فارسی جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی کا ہے۔ آپ حضرت حجۃ الاسلام کے نہ صرف ہمنشین بلکہ مزاج میں دخیل تھے حضرت موصوف جامعہ رضویہ کے تنظیمی معاملات میں آپ سے مشورت فرماتے۔ اور آپکی رائے کی بڑی قدر ومنزلت فرماتے۔ آپکے دور میں الہ آباد بورڈ کے امتحانات منشی کامل کو جامعہ میں بڑا فروغ حاصل ہوا۔ طلباء میں فارسی کا عام مذاق پیدا ہوا۔ آپ اباً عن جدٍّ ادیب اور شاعر ہیں۔ اس کا مشاہدہ آپ کی تصنیف ہو یا تالیف، تحقیق ہو یا تدقیق، تدوین ہو یا ترتیب، مقدمہ نگاری ہو یا شعروشاعری، ہر جگہ بخوبی کیا جاسکتا ہے۔ اس عمر میں آپکی محنت کی علامت اور تحقیق وجستجو کا نشان ہیں۔ آپ کی ذات قوم کا بہترین سرمایہ اور اہل قلم کی عزت وآبرو ہے آپ حضرت حجۃ الاسلام کے مذکورۃ الصدر چار یار میں تنہا یار ایک صاحب اسرار بقید حیات ہیں۔ رب کریم آپکو عمر خضر عطا فرمائے۔ اور آپکی علمی تحقیقی فیضان کو "شمس تاباں کیطرح" جاری وساری رکھے۔ آمین ۔

تم سلامت رہو ہزار برس ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بیاض پاک حجۃ الاسلام

۱۴ ھ ۱۰

حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں قادری رضوی نوری بریلوی کی پوری زندگی امام احمد رضا فاضل بریلوی کے لیل ونہار کی عکاسی تھی۔ علم وفن ہو یا تصنیف وتالیف، مصروفیات خانقاہی ہوں یا آداب سحر گاہی۔ ہر جگہ آپکو حامد رضا کی صورت میں احمد رضا کی سیرت نظر آئے گی۔ وقت کا یہ بڑا عظیم المیہ ہے کہ حجۃ الاسلام کے یہ روشن نقوش بھی آہستہ آہستہ مدھم پڑتے چلے جا رہے ہیں۔

جن لوگوں نے آپکے شب وروز کو دیکھا ہے وہ گواہی دیں گے کہ آپ کے اذواق واشواق میں نعت گوئی کا بھی بڑا حصّہ رہا ہے۔ آپ ہی کی سرپرستی میں نعتیہ مشاعرہ جس کا آغاز عرس قادری رضوی کی دوسری شب میں ہوا۔ اور بریلی کا ہر ہر علاقہ اس سے گونج اٹھا۔ پورے شہر میں ادبی انجمنیں قائم ہوئیں اور ایک بار پھر بریلی مرکز اہل سنّت کے علاوہ مرکز نعت بھی قرار پایا۔

نعتیہ مشاعروں میں مقامی شعراء شیلوا، حیرت، شمس الحسن شمسؔ، راقم، ضمیر، امید، عبرت اور بیرونی شعراء میں روش صدیقی، شفیق صدیقی جونپوری، ضیاء القادری، جامی بدایونی وغیرہم نظر آنے لگے۔

عرس قادری رضوی بریلی کا نعتیہ مشاعرہ نہ صرف شرعی بلکہ ادبی حیثیت سے بھی معیاری سمجھا جاتا تھا۔ اس مشاعرہ میں نعتیہ کلام کا پڑھ لینا بھی شعر اور شاعری کیلئے استاد کا درجہ رکھتا تھا۔ اور یہ سب کچھ حضرت حجۃ الاسلام کی خصوصی توجہ کا نتیجہ تھا۔

آپ نے اپنے والد گرامی وقار امام احمد رضا کی روش کے مطابق بہت سی نعتیں کہیں۔ جن میں کچھ ماہنامہ یادگار رضا بریلی میں چھپیں اور کچھ عدم تحفّظ کی نذر ہو گئیں۔

تذکرہ جمیل کی ترتیب میں راقم الحروف مرتب نے بیاض پاک حجۃ الاسلام (۱۴۱۰ھ) کے تاریخی عنوان کے ذیل میں منتشر نعتوں کو یکجا کرنے کی سعی کی ہے۔ اور ان میں کم از کم ایک نعت اور ایک پوری منقبت ''ذریعۂ التجا'' (۱۴۱۰ھ) غیر مطبوعہ کو پہلی بار شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔

حمد باری

کون میں کون ہے تو ہی تو ، تو ہی تو ہے یا مَنْ ہُو
تو ہی تو ہے تو ہر سو ، یَا مَن لَّیس اِلّا ھُو
لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوْ ، لَا اِلٰہ اِلَّاھُوْ ، لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوْ ، یَا مَنْ لَّیْسَ اِلَّا ھُوْ

ذرّے میں نور ہے گل میں بو ، کوئل کو کے کو کو کو
پی کہاں پپیہا کہے ہر سو ، اللہ اللہ اللہ
لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوْ ، لَا اِلٰہ اِلَّاھُوْ ، لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوْ ، یَا مَنْ لَّیْسَ اِلَّا ھُوْ

کثرت میں ہے کیسی وحدت ، وحدت میں پھر کیسی کثرت
چشم مست میں تیری رنگت ، پھولوں میں تیری خوشبو
لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوْ ، لَا اِلٰہ اِلَّاھُوْ ، لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوْ ، یَا مَنْ لَّیْسَ اِلَّا ھُوْ

طور بنا ہے ذرّہ ذرّہ ، نور بنا ہے قطرہ قطرہ
تیرا ثنا گر بُت کا بندہ ، سجدہ بتوں کا تیری سُو
لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوْ ، لَا اِلٰہ اِلَّاھُوْ ، لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوْ ، یَا مَنْ لَّیْسَ اِلَّا ھُوْ

روح میں تو ہے دل میں تو ، میری آب و گل میں تُو
اصل میں تو ہے ظلّ میں تو حق حق ، ھُو ھُو ھُو
لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوْ ، لَا اِلٰہ اِلَّاھُوْ ، لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوْ ، یَا مَنْ لَّیْسَ اِلَّا ھُوْ

لا معبُودَ اِلّا اللہ لَا مشھُودَ اِلّا اللہ
لا موجُودَ اِلّا ہٗ لا مقصُودَ اِلّا ہٗ
لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوْ ، لَا اِلٰہ اِلَّاھُوْ ، لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوْ ، یَا مَنْ لَّیْسَ اِلَّا ھُوْ

روح و دل، سِرّ اور خفی، اخفیٰ میں بھی ہے تو ہی
قلب صَنَو بَر، نیل و مری، جاری ساری سب میں تو
لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوْ ، لَا اِلٰہ اِلَّاھُوْ ، لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوْ ، یَا مَنْ لَّیْسَ اِلَّا ھُوْ
حسبی ربی جل اللہ مافی قلبی غیر اللہ
نورِ محمد صلّی اللہ ، اللہ اللہ اللہ
لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوْ ، لَا اِلٰہ اِلَّاھُوْ ، لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوْ ، یَا مَنْ لَّیْسَ اِلَّا ھُوْ
اوّل تو ہے آخِر تو ، باطِن تو ہے ظاہر تو
قادر قادر قادر تو ، اللہ اللہ اللہ
لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوْ ، لَا اِلٰہ اِلَّاھُوْ ، لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوْ ، یَا مَنْ لَّیْسَ اِلَّا ھُوْ
تو میرا آقا میں تیرا بندہ، بندہ بھی کیسا گھنونا بندہ
لوثِ معاصی سے آگندہ، کر اپنے کرم سے عفو عفُو
لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوْ ، لَا اِلٰہ اِلَّاھُوْ ، لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوْ ، یَا مَنْ لَّیْسَ اِلَّا ھُوْ
تحریر ہے آبِ زر سے ورق، ہے دل میں لکھا حامدؔ کے سبق
انت الھادی، انت الحق، لیس الھادی الّا ھو
لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوْ ، لَا اِلٰہ اِلَّاھُوْ ، لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوْ ، یَا مَنْ لَّیْسَ اِلَّا ھُوْ

نغمۂ توحید

دل میرا گدگداتی رہی آرزو — آنکھ پھر پھر کے کرتی رہی جستجو
عرش تا فرش ڈھونڈ آیا میں تجھکو، تو — نکلا اقرب ز حبل ورید گلو
اللہ اللہ اللہ اللہ

طائران چمن کی چہک وَحْدَہٗ   نغمہ بلبل کا ہے لَاشَرِیْكَ لَهٗ
قمریوں کا ترانہ ہے لَاغَیْرَہٗ   زمزمہ طوطی کا ھُوَہٗ ھُوَہٗ
اللہ اللہ   اللہ اللہ

بلبلوں کو چمن میں رہی جستجو   پپیہا کہتا پھرا ''پی کہاں'' سو بسو
پر نہ چٹکا کہیں غنچۂ آرزو   ہاں ملا تو ملا میرے دل ہی میں تو
اللہ اللہ   اللہ اللہ

شاہدانِ چمن نے لبِ آب جو   آب گل سے نہا کر کے تازہ وضو
حلقۂ ذکر گل کے کیا رو برو   اور لگانے لگے دم بدم ضربِ ھُوْ
اللہ اللہ   اللہ اللہ

رہ کے پردوں میں تو جلوہ آرا ہوا   بس کے آنکھوں میں آنکھوں سے پردہ کیا
آنکھ کا پردہ، پردہ ہوا آنکھ کا   بند آنکھیں ہوئیں تو نظر آیا تو
اللہ اللہ   اللہ اللہ

کعبۂ کعبہ ہے کعبۂ دل میرا   کعبہ پتھر کا دل جلوہ گاہِ خدا
ایک دل پر ہزاروں ہی کعبے فدا   کعبۂ جان و دل کعبے کی آبرو
اللہ اللہ   اللہ اللہ

طورِ سینا پہ تو جلوہ آرا ہوا   صاف موسیٰ سے فرما دیا لَنْ تَرَا
اور اِنِّیْ اَنَا اللّٰہ شجر بول اٹھا   تیرے جلووں کی نَیرنگیاں سُو بسُو
اللہ اللہ   اللہ اللہ

مجھکو در در پھراتی رہی جستجو   ٹوٹے پائے طلب تھک رہی آرزو
ڈھونڈتا میں پھرا کو بکو چارسو   تھا رگِ جاں سے نزدیک تر دل میں تو
اللہ اللہ   اللہ اللہ

کون تھا جس نے سُبْحَانِیْ فرما دیا   اور مَا اَعْظَمَ شَانِیْ کس نے کہا
بایزید اور بسطام میں کون تھا   کب اَنَا الْحَق تھی منصور کی گفتگو

اللہ اللہ اللہ اللہ

یا الٰہی دکھا ہم کو وہ دن بھی تو آبِ زَم زم سے کر کے حرم میں وضو
باادب شوق سے بیٹھ کے قبلہ رو مل کے ہم سب کہیں یک زباں ہو بہو

اللہ اللہ اللہ اللہ

میں نے مانا کہ حامدؔ گنہگار ہے معصیت کیش ہے اور خطا کار ہے
میرے مولیٰ مگر تو تو غَفَّار ہے کہتی رحمت ہے مجرم سے لَا تَقْنَطُوْا

اللہ اللہ اللہ اللہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

محمد مصطفٰے نورِ خدا

محمد مصطفٰے نورِ خدا نامِ خدا تم ہو
شہِ خَیْرُ الْوَریٰ شانِ خدا صَلِّ عَلیٰ تم ہو

شکیبِ دل قرارِ جاں محمد مصطفٰے تم ہو
طبیبِ دردِ دل تم ہو مرے دل کی دوا تم ہو

غریبوں دردمندوں کی دوا تم ہو دعا تم ہو
فقیروں بینواؤں کی صدا تم ہو ندا تم ہو

حبیبِ کبریا تم ہو اِمَامُ الْاَنْبِیَاء تم ہو
محمد مصطفٰے تم ہو محمد مُجتَبٰے تم ہو

ہمارے ملجا و ماوا ہمارا آسرا تم ہو
ٹھکانہ بے ٹھکانوں کا شَہِ ہر دوسَرا تم ہو

غریبوں کی مدد بے بس کا بس روحی فدا تم ہو
سہارا بے سہاروں کا ہمارا آسرا تم ہو

نہ کوئی ماہ وَش تم سا نہ کوئی مَہ جبیں تم سا
حسینوں میں ہو تم ایسے کہ محبوبِ خدا تم ہو

میں صدقے اَنبیاء کے یوں تو محبوب ہیں لیکن
جو سب پیاروں سے پیارا ہے وہ محبوب خدا تم ہو

حسینوں میں تمھیں تم ہو نبیوں میں تمھیں تم ہو
کہ محبوبِ خدا تم ہو نَبِیُّ الْاَنْبِیَاء تم ہو

تمہارے حسن رنگیں کی جھلک ہے سب حسینوں میں
بہاروں کی بہاروں میں بہارِ جانفزا تم ہو

زمیں میں ہے چمک کسکی فلک پر ہے جھلک کسکی
مَہ خورشید سیّاروں ستاروں کی ضیا تم ہو

وہ لاثانی ہو تم آقا نہیں ثانی کوئی جس کا
اگر ہے دوسرا کوئی تو اپنا دوسرا تم ہو

هُوَ الْاَوَّلُ هُوَ الْاٰخِرُ هُوَ الظَّاهِرُ هُوَ الْبَاطِنُ
بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ لوحِ محفوظِ خدا تم ہو

نہ ہو سکتے ہیں دو اوّل نہ ہو سکتے ہیں دو آخر
تم اَوّل اور آخِر، اِبتداء تم اِنتہا تم ہو

خدا کہتے نہیں بنتی جدا کہتے نہیں بنتی
خدا پر اسکو چھوڑا ہے وہی جانے کہ کیا تم ہو

اَنا من حامد و حامد رضا منّی کے جلوؤں سے
بِحَمْدِ اللہ رضا حامد ہیں اور حامد رضا تم ہو

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

گناہگاروں کا روزِ محشر

گناہگاروں کا روزِ محشر شفیع خَیْرُ الْاَنَام ہوگا
دلہن شفاعت بنے گی دولہا نبی عَلَیْہِ السَّلَام ہوگا

کبھی تو چمکے گا نجم قِسمت ہلال ماہِ تمام ہوگا
کبھی تو ذرّے پہ مہر ہوگی وہ مہر ادھر خوش خرام ہوگا

پڑا ہوں میں انکی رہ گزر میں پڑے ہی رہنے سے کام ہوگا
دل و جگر فرشِ رہ بنیں گے یہ دیدہ مشق خرام ہوگا

وہی ہے شافع وہی مشفّع اسی شفاعت سے کام ہوگا
ہماری بگڑی بنے گی اس دن وہی مَدَارُ الْمَہَام ہوگا

انھیں کا منہ سب تکیں گے اس دن جو وہ کرینگے وہ کام ہوگا
دہائی سب انکی دیتے ہونگے انھیں کا ہر لب پہ نام ہوگا

اَنَا لَھَا کہہ کے عاصیوں کو وہ لیں گے آغوش مرحمت میں
عزیز اکلوتا جیسے ماں کو انھیں ہر ایک یوں غلام ہوگا

ادھر وہ گرتوں کو تھام لیں گے ادھر پیاسوں کو جام دیں گے
صراط و میزان و حوض کوثر یہیں وہ عالی مقام ہوگا

کہیں وہ جلتے بجھاتے ہوں گے کہیں وہ روتے ہنساتے ہوں گے
وہ پائے نازُک پہ دوڑنا اور بَعید ہر ایک مَقام ہوگا

ہوئی جو مجرم کو بازیابی تو خوف عصیاں سے دھج یہ ہوگی
خمیدہ سر آبدیدہ آنکھیں لرزتا ہندی غلام ہوگا

حضورِ مرشد کھڑا رہوں گا کھڑے ہی رہنے سے کام ہوگا
نگاہِ لطف و کرم اٹھے گی تو جھک کے میرا سلام ہوگا

خدا کی مرضی ہے انکی مرضی، ہے انکی مرضی خدا کی مرضی
انہیں کی مرضی پہ ہو رہا ہے انھیں کی مرضی پہ کام ہوگا

جدھر خدا ہے ادھر نبی ہے، جدھر نبی ہے ادھر خدا ہے
خدائی بھر سب ادھر پھرے گی جدھر وہ عالی مقام ہوگا

اسی تمنّا میں دم پڑا ہے، یہی سہارا ہے زندگی کا
بلالو مجھکو مدینے سرور نہیں تو جینا حرام ہوگا

حضور روضہ ہوا جو حاضر، تو اپنی سج دھج یہ ہوگی حامدؔ
خمیدہ سر آنکھ بند لب پر مرے درود و سلام ہوگا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

چاند سے ان کے چہرے

چاند سے ان کے چہرے پر گیسوئے مشک فام دو
دن ہے کھلا ہوا مگر وقتِ سحر ہے شام دو

روئے صَبیح اک سحر زلف دوتا ہے شام دو
پھول سے گال صبح دم مہر ہیں لالہ فام دو

عارضِ نور بار سے بکھری ہوئی ہٹی جو زُلف
ایک اندھیری رات میں نکلے مَہِ تمام دو

ان کی جبینِ نور پر زلفِ سیَہ بکھر گئی
جمع ہیں ایک وقت میں ضدّیں صبح و شام دو

خیر سے دن خدا وہ لائے دونوں حرم ہمیں دکھائے
زمزم و بیرِ فاطمہ کے پیئیں چل کے جام دو

ذات حسن حسین ہے عین شبیہہ مصطفےٰ
ذات ہے اک نبی کی ذات ہیں یہ اسی کے نام دو

پی کے پلا کے میکشو! ہمکو بچی کچھی ہی دو
قطرہ دو قطرہ ہی سہی، کچھ تو برائے نام دو

ہاتھ سے چار یار کے ہمکو ملیں گے چار جام
دست حسن حسین سے اور ملیں گے جام دو

ایک نگاہِ ناز پر سیکڑوں جام مے نثار
گردش چشم مست سے ہم نے پیئے ہیں جام دو

وَسْطِ مُسَبِّحَه پہ سر رکھئے انگوٹھے کا اگر
نام اِلٰہ ہے لکھا ہ اور الف ہے لام دو

ہاتھ کو کان پر رکھو پا با ادب سمیٹ لو
دال ہو ایک ح ہو ایک آخر حرف لام دو

نام خدا ہے ہاتھ میں، نام نبی ہے ذات میں
مہر غلامی ہے پڑی، لکھے ہوئے ہیں نام دو

نامِ حبیب کی ادا جاگتے سوتے ہو ادا
نامِ محمدی بنے جسم کو یہ نظام دو

نام خدا مرقعہ، نام خدا رخ حبیب
بینی الف ہے ہ دہن زلف دوتا ہے لام دو

وحشی ہے ایک دل مرا زلف سیاہ فام کا
بندش عشق سخت تر صید ہے ایک دام دو

تلووں سے ان کے چار چاند لگ گئے مہر و ماہ کو
ہیں یہ انھیں کی تابشیں، ہیں یہ انھیں کے نام دو

گاہ وہ آفتاب ہیں گاہ وہ ماہتاب ہیں
جمع ہیں ان کے گالوں میں مہر و مہ تمام دو

بازیٔ زیست مات ہے موت کو بھی ممات ہے
موت کو بھی ہے ایک دن موت پہ اذن عام دو

اب تو مدینے لے بلا گنبد سبز دے دکھا
حامدؔ و مصطفیٰ ترے ہند میں ہیں غلام دو

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شاہد گل ہے مستِ ناز

شاہد گل ہے مست ناز حجلۂ نو بہار میں
ناز و ادا کے پھول ہیں پھولے گلے کے ہار میں

آئیں گھٹائیں جھوم کر عشق کے کوہسار میں
بارش غم ہے اشکبار گریۂ بے قرار میں

عشق نے چھوڑی پھلجڑی دل کی لگی بھڑک اٹھی
آتشِ گل کے پھول سے آگ لگی بہار میں

آنکھوں سے لگ گئی جھڑی بحر میں موج آ گئی
سیلِ سَر شک اُبل پڑا نالۂ قلب زار میں

شوق کی چیرہ دستیاں دل کی اڑائیں دھجّیاں
وحشتِ عشق کا سماں دامنِ تار تار میں

بجلی سی اک تڑپ گئی خرمنِ ہوش اڑ گیا
برق شرارہ بار تھی جلوۂ نورِ یار میں

تابش رُخ سے چار چاند لگ گئے مہر ماہ کو
حُسن ازل ہے جلوہ ریز آئینۂ عذار میں

کعبۂ ابرو دیکھکر سجدے جبیں میں مضطرب
دل کی تڑپ کو چین کیا تاب کہاں قرار میں

شاہد گل ہے مصطفیٰ طیبہ چمن ہے جاں فزا
گلشن قدس ہے کھلا صحنِ حریمِ یار میں

سوسن و یاسمن، سمن، سنبل و لالہ نسترن
سارا ہرا بھرا چمن پھولا اسی بہار میں

باغ جناں لہک اٹھا، قصر جناں مہک اٹھا
سیکڑوں ہیں چمن کھلے پھول کی اک بہار میں

سارے بہاروں کی دلہن ہے مرے پھول کا چمن
گلشن ناز کی پھبن طیبہ کے خار خار میں

تم ہو حبیب کبریا پیاری تمہاری ہر ادا
تم سا کوئی حسین بھی ہے گلشن روزگار میں

نکلی نہ کوئی آرزو دل کی ہی دل میں رہ گئی
حسرتیں ہیں ہزار دفن قلب کے ایک مزار میں

خار مدینہ دیکھکر وحشت دل ہے زور پر
دست جنوں الجھ گیا دامن دل کے تار میں

ماہ تری رکاب میں، نور ہے آفتاب میں
بو ہے تری گلاب میں رنگ ترا انار میں

غنچۂ دل مہک اٹھا موج نسیم طیبہ سے
روح شمیم تھی بسی گیسوئے مشک بار میں

شوق کی ناشکیباں سوز کی دل گدازیاں
وصل کی نامرادیاں عاشق دلفگار میں

گردش چشم ناز سے حامدؔ میگسار مست
رنگ سرور و کیف ہے چشم خمار دار میں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ذریعۂ التجا

۱۰ ھ ۱۴

ما و من سے بچائے آل رسول — من و عن ہوں رضائے آلِ رسول
حق میں مجھکو گمائے آلِ رسول — مجھکو حق سے ملائے آلِ رسول
میری آنکھوں میں آئے آل رسول — میرے دل میں سمائے آل رسول
توہی جانے فدائے آل رسول — قدر سمو سمائے آل رسول
سات افلاک زینے پھر کرسی — عرش رفعت سرائے آل رسول
چاند نا چاند کا مدینے کے — لمعۂ حق نمائے آل رسول
ہے ارادہ ترا ارادۂ حق — حق کی مرضی رضائے آل رسول
بعد جسکے نہ ہوگا فقر کبھی — وہ غنا ہے غنائے آل رسول
صِبْغَۃُ اللہ کی چڑھی اپنی — حق کی رنگت رچائے آل رسول
اسکی نیرنگیوں میں ہوں یک رنگ — رنگ وحدت جمائے آل رسول
ہو خودی دور اور خدا باقی — ہو خدا ہی خدائے آل رسول
موت سے پہلے مجھکو موت آئے — میری ہستی مٹائے آل رسول
یوں مٹوں میں کہ مجھ میں مٹ جائے — مجھکو مجھ سے گمائے آل رسول
جیتے جی جی میں میں گزر جاؤں — پھول میری اٹھائے آل رسول
بیڑی کٹ جائے ہر تشخص کی — قید سے یوں چھڑائے آل رسول
یہ خودی بھی فدائے دعویٰ ہے — کردے بے خود خدائے آل رسول
صورت شیخ کا تصور ہو — ہوں میں محو لقائے آل رسول
سر تا پایم فدا سر و پایت — وہ چہ نور و ضیائے آل رسول
دل و جانم فدا سرت گردم — لمعۂ حق نمائے آل رسول
بھر دے قطرے کے سینے میں قلزم — نم میں یم کو سمائے آل رسول

حَقُّہٗ حق ہو ظاہر و باطن — حق کے جلوے دکھائے آل رسول
دل میں حق حق زباں پہ حق حق ہو — دید حق کی کرائے آل رسول
حق کا دیوانہ ہادئ حق سے — حق کی دھومیں مچائے آل رسول
فانی ہو جاؤں شیخ میں اپنے — ہو بہو ہو ادائے آل رسول
فَانِیْ فِی اللہ بَاقِیْ بِاللہ ہوں — توہی تو ہے خدائے آل رسول
یہ تَقَرُّبْ ملے نوافل سے — ہوں حبیب فدائے آل رسول
ہاتھ پاؤں ہو آنکھ کان ہو وہ — عقل بھی ہو فدائے آل رسول
میرے اعضا بنے مرا مولیٰ — مجھ پہ پیار آئے، آئے آل رسول
اس سے دیکھوں سنوں چلوں پکڑوں — مولی دے بندہ پائے آل رسول
میری ہستی حجاب ہے میرا — توہی پردہ اٹھائے آل رسول
قرب حاصل ہو پھر فرائض کا — صوفی کامل بنائے آل رسول
مُلک لَاھُوْت سے اِلَی النَّاسُوْت — ہونے رجعت نہ پائے آل رسول
سیر فِی اللہ اور مِنَ اللہ ہو — درجے سب طے کرائے آل رسول
پھر اِلَی اللہ فنائے مطلق سے — پورا سالک بنائے آل رسول
قید نَاسُوْت سے رہائی ہو — پھیرے میرے بڑھائے آل رسول
شاخ لَاھُوْت پر بسیرا ہو — ہو یہ طائر ہمائے آل رسول

☆☆☆☆☆☆☆☆

یاالٰہی برائے آل رسول

یا الٰہی برائے آل رسول — دل میں بھر دے ولائے آل رسول
سوکھے دھانوں پہ بھی برس جائے — ابر جود و سخائے آل رسول
سر سے قربان تجھ پہ آنکھوں سے — آنکھوں سر سے فدائے آل رسول

سحقِ نعلین رگڑا آنکھوں کا — طوطیا خاکپائے آل رسول
میری بگڑی بنی ہے تیرے ہاتھ — تو ہی بگڑی بنائے آل رسول
تجھ سے جسکو ملا ملے پیارے — تجھ سے جو پائے پائے آل رسول
تیزیٔ مہر حشر کا کیا خوف — میں ہوں زیر لوائے آل رسول
بادشاہ ہیں گدا ترے در کے — ہوں گدائے گدائے آل رسول
تاج والوں کا تاج عزت ہے — کہنہ نعلین پائے آل رسول
ٹھنڈی ٹھنڈی نسیم مارہرہ — دل کی کلیاں کھلائے آل رسول
بھینی بھینی سی مست خوشبو سے — دل کی کلیاں بسائے آل رسول
طیب طیبہ ہیں بسی کلیاں — مہکی گلگوں قبائے آل رسول
بھولے بھٹکوں کا خضر ہی تو ہے — راستہ پر لگائے آل رسول
سبز گنبد پہ اڑ کے جا بیٹھوں — شوق کے پر لگائے آل رسول
خاک میری اڑے جو بعد فنا — مدنی ہو ہوائے آل رسول
اب تو گدیہ گروں کی چاندی ہے — ہیں کھرے سکّہائے آل رسول
خم سے آسن جمائے در پہ گدا — کوئی پیالہ پلائے آل رسول

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پار بیڑا لگائے آل رسول

پار بیڑا لگائے آل رسول — ڈوبے بجرے ترائے آل رسول
جو ہیں اپنے پرائے آل رسول — سب کو اپنا بنائے آل رسول
ٹھوکروں پہ نہ ڈال غیروں کی — ہم ہیں قدموں میں آئے آل رسول
تیرا باڑا ہے بٹ رہا جگ میں — تو ہی دے یا دلائے آل رسول
جھولی پھیلائے ہے ترا منگتا — بھردے داتا برائے آل رسول

دے دے چمکار کر کوئی ٹکڑا — سگِ در کو رضائے آل رسول
در سے اپنے نہ کر اُسے دُر دُر — دُر دے دَر کی رضائے آل رسول
دور دوری کا دَور دَورا ہو — دور پھر یہ نہ آئے آل رسول
نگھرے در بہ در بھٹکتے ہیں — دے ٹھکانہ برائے آل رسول
تلخیاں ساری دور ہو جائیں — مئے شربت پلائے آل رسول
ہیں رضا غوث کے قدم بہ قدم — ہیں قدم ان کے پائے آل رسول
جس نے پایہ تمہارا پایا ہے — کہہ اٹھا ہیں نے پائے آل رسول
اپنی قدموں کے نیچے ہے جنت — اور قدم ہیں یہ پائے آل رسول
ان کی سیرت ہے سیرت نبوی — ان کی صورت لقائے آل رسول
ان کے جلووں میں انکے جلوے ہیں — ہر ادا سے ادائے آل رسول
آتے دیکھیں جو اعلیٰ حضرت کو — آنکھیں کہہ دیں یہ آئے آل رسول
ہے بریلی میں آج مارہرہ — اعلی حضرت ہے جائے آل رسول
قادریوں کا ہے لگا میلہ — ہے تماشا ضیائے آل رسول
نوری مسند پہ نوری پتلا ہے — اچھا ستھرا رضائے آل رسول
چھتر رحمت کا شامیانہ ہے — سر پہ ہے یا رِدائے آل رسول
ہیں پروں سے کئے ہوئے سایہ — پرے قدسی جمائے آل رسول
ہیں گھٹا ٹوپ رحمتیں چھائیں — پا ہے ظل ہمائے آل رسول
غوث کا ہاتھ ہے مریدوں پر — بر زمیں کَالسَّمَاءِ آل رسول
برکاتی برکات کا دولہا — شاہ احمد رضائے آل رسول
برکاتی پیار کا سہرا — تیرے سر ہے رضائے آل رسول
قادریت دلہن بنی، نوشہ — شاہ احمد رضائے آل رسول
نور کا حُلَّہ جوڑا شاہانہ — نوری جامہ عبائے آل رسول
نور کی چہرے پر نچھاور ہے — صدقے ہم سب گدائے آل رسول

بیل میری بھی اب منڈھے چڑھ جائے
صدقہ حامدؔ رضائے آل رسول ①

نغمۂ رسالت

(از تبرکات حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہ العزیز)

ہے عرش بریں پر جلوہ فگن محبوب خدا سُبْحَانَ اللہ
ایک بار ہوا دیدار جسے سو بار کہا سُبْحَانَ اللہ

حیران ہوئے برق اور نظر اک آن ہے اور برسوں کا سفر
راکب نے کہا اللہ غنی مرکب نے کہا سُبْحَانَ اللہ

طالب کا پتہ مطلوب کو ہے مطلوب ہے طالب سے واقف
پردے میں بلا کر مل بھی لئے پردہ بھی رہا سُبْحَانَ اللہ

ہے عبد کہاں معبود کہاں معراج کی شب ہے راز نہاں
دو نور حجاب نور میں تھے خود رب نے کہا سُبْحَانَ اللہ

جب سجدوں کی آخری حدّوں تک جا پہنچی عبودیت والا
خالق نے کہا مَاشَاءَاللہ حضرت نے کہا سُبْحَانَ اللہ

سمجھے حامدؔ انسان ہی کیا یہ راز ہیں حسن الفت کے
خالق کا حَبِیْبِی کہنا تھا خلقت نے کہا سُبْحَانَ اللہ

---

① جن ایام میں امام احمد رضا اپنے فرزند گرامی قدر حجۃ الاسلام سے اصلاح احوال کے پیش نظر کسی معاملہ میں ناراض تھے کہ سیدی آل رسول کے عرس سراپا قدس کے موقعہ پر بریلی میں حجۃ الاسلام کی یہ الہامی منقبت پڑھیں گی۔ امام احمد رضا نے منقبت سنکر حجۃ الاسلام کو طلب فرمایا۔ اور اپنے سینے پر لٹایا۔ اپنی رضا وعطا سے نوازا۔ اور ایک بار پھر 'حامد منی انا من حامد'' کی تصدیق فرمائی راقم الحروف سے حضرت شیخ الحدیث مولانا تقدس علی خاں کا ارشاد۔

امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی بارگاہ میں

نزرانۂ عقیدت

اے رضا مرتبہ کتنا ہوا بالا تیرا — ہند تو ہند عرب میں ہوا شہرہ تیرا

نام اعلیٰ ہے تیرا حضرت اعلیٰ تیرا — کام اولیٰ ہے ترا اے شہہ والا تیرا

کوئی کیا جانے بڑا کتنا ہے رتبہ تیرا — اصفیا چومنا چاہیں وہ ہے تلوا تیرا

کارِ تجدید ادا کرتا تھا خامہ تیرا — سر پہ باطل کا اُٹھا کرتا تھا تیغا تیرا

کتنا اونچا کیا اللہ نے رتبہ تیرا — غوث اعظم کو کیا آقا و مولےٰ تیرا

تیرے اچھوں نے کیا ہے بڑا اچھا تیرا — پھر بھلا کیا کوئی بدخواہ کریگا تیرا

نسبت آلِ رسولی بھی عجب نسبت ہے — غوث تک لے گیا تجھکو یہ وسیلہ تیرا

عمر کا تیرہواں سن ماہ دہم چار ہی دن — اتنی مدّت میں ہوا عِلم کا چرچا تیرا

اس صدی کا تو مجدد تو زمانے کا امام — اہل حق چلتے ہیں جس پہ وہ ہے رستہ تیرا

تجھکو اللہ نے ہر فضل عطا فرمایا — کون سا علم کہ جس میں نہیں حصّہ تیرا

تجھ پہ ہے اک تنِ بے سایہ کا ایسا سایہ — پھیلتا جاتا ہے ہر سمت اجالا تیرا

اِس زمانے میں کوئی تجھ سا نہ دیکھا نہ سُنا — غوث اعظم کی کرامت تھی سراپا تیرا

ہر جگہ منظر اسلام نظر آتا ہے — تیرا گھر کوچہ و بازار محلہ تیرا

آج تک بھی ترے شاگرد کے شاگردوں سے — قصر باطِل میں بلند ہوتا ہے نعرہ تیرا

مسلکِ حق کی ضمانت ہے ترا نام رضا — شانِ تحقیق ادا کر گیا خامہ تیرا

تیری ہر بات ہے آئینہ حق و باطِل — تیرے ہر کام میں ہے رنگ نرالا تیرا

فاضل ایسا کہ دیا رب نے تجھے فضل کثیر — عالِم ایسا کہ ہر عالم ہوا شیدا تیرا

ہر ورق تیرا شریعت کی دلیلِ روشن — ایک قانون مکمل ہے فتاویٰ تیرا

تیری تحریر پہ انگشت بدنداں تھا عرب — تیری تقریر تھی کہ قادری تیغا تیرا
ترجمہ وہ کیا قرآن کا کنزالایماں — حشر تک جاری یہ فیضان رہیگا تیرا
تونے عنوان یہ ایمان کا دنیا کو دیا — عشق سرکار دوعالم تھا وظیفہ تیرا
میں رضا کار رہا تیرا سفر ہو کہ حضر — نام ہر بار میں لیتا رہا آقا تیرا
کارنامہ تری تجدید کا اللہ اللہ — مسلک اہل سنن بن گیا رستہ تیرا
تونے ایمان دیا تونے جماعت دیدی — اہلسنت پہ ہے احسان یہ آقا تیرا

مصطفٰے (۱) کا ترے خادم ترے حامد (۲) کا غلام
خوشتر بندۂ دربار ہے تیرا تیرا

معروضہ
فقیر قادری سگ بارگاہ رضوی محمد ابراہیم خوشتر صدیقی
غفرلہ المولی القوی
خانقاہ قادریہ رضویہ ڈربن جنوبی افرقہ

---

(۱) حضرت مفتی اعظم مولانا شاہ محمد مصطفٰے رضا خاں قادری رضوی نوری قدس سرہٗ النوری
(۲) حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں قادری رضوی نوری

"الحمد للہ بڑی مسرت اور شادمانی کا مقام ہے کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ کے چشمۂ فیض سے سیر اب ہونے والی ایک سرشار اور باخود خبر دار ہستی یعنی الحاج حافظ قاری مولانا محمد ابراہیم خوشتر قادری سربراہ امور مذہبیہ برطانیہ، جنوبی افریقہ، ماریشس، بانی وسربراہ سنی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل سلمہ اللہ الباری، جو صرف اعلیٰ حضرت نور اللہ مرقدہ کے شیدائی نہیں بلکہ خانوادۂ رضویہ سے والہانہ عقیدت رکھتے ہیں اور اس خانوادہ کے خلیفہ ماذون و مجاز ہیں، اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے شہزادۂ اکبر یعنی حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی جامع اور مبسوط سوانح حیات کی نگارش کو اپنا مقصد حیات بنایا۔ اور حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات کے تار و پود کو سنوارا اور آراستہ کیا۔ جن کا سررشتہ امتداد زمانہ کے ہاتھوں جگہ جگہ سے گم تھا۔ تذکرۂ جمیل کا اسلوب بیان نہایت دلکش اور دلچسپ ہے، زبان اور بیان میں ژولیدگی نہیں ہے جو کچھ کہا ہے وہ نہایت سادگی اور پرکاری کے ساتھ کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت حجۃ الاسلام کے مزار اقدس پر اپنی رحمتوں کی بارش فرمائے، اور ان کے سلسلہ کو رہتی دنیا تک قائم و دائم رکھے۔"

~ ادیب شہیر حضرت علامہ شمس الحسن شمس بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ~